بیعتِ یزید سے انکار کا سبب

طبع دوم: مع تصحیحِ تام و اضافات



تالیف:

فضیلۃُ الشّیخ حضرت مولانا

مُفتی فضلِ احمد چشتی لاہوری مدظلہ العالی

Scanned with CamScanner

حاصل کتاب

ہمارا موقف یزید پلید کو فسق و فجور سے پاک صاف دکھانا نہیں بلکہ ہمارا موقف صرف اتنا ہے کہ حضرت سیدنا امیر المؤمنین معاویہ رضی اللہ عنہ نے جس وقت یزید کے لیے بیعت لی تھی اس وقت سے پہلے اور اس وقت کے بعد سیدنا امیر معاویہ کی وفات تک یزید فاسق، فاجر نہ تھا لہذا حضرت سیدنا امیر معاویہ کو اس کے کسی ظلم اور برائی کا ذمہ دار ٹھہرانا سراسر غلط ہے اور ایمان ضائع کرنے کا سبب ہے اور رافضیوں کی جھوٹی روایات کا نتیجہ ہے۔

ملنے کا پتا

مولانا قاری ظہیر عباس چشتی سندر لاہور

0300-4584664

فہیم صاحب

0302-7799428

بسم الله الرحمن الرحيم

بیعتِ یزید سے انکار

بیعتِ یزید
سے
انکار کا سبب

طبع دوم: مع تصحیحِ تام و اضافات

تالیف:

فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا
مفتی فضل احمد چشتی لاھوری مدظلہ العالی

الحقائق پبلی کیشنز

نام کتاب: بیعتِ یزید سے انکار کا سبب

تالیف: فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا مُفتی فضلِ احمد چشتی

اشاعت: جون 2022ء

صفحات: 160

تعداد: 1100

قیمت: 500 روپے

مطبع: اے آر پرنٹر ملک پارک لاہور

ملنے کا پتا

مولانا قاری ظہیر عباس چشتی سندر لاہور
0300-4584664

فہیم صاحب
0302-7799428

الحقائق پبلی کیشنز دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور
kashifraza786678@gmail.com
0333-7861895 0300-1090045

تفصیلی فہرست

پیش گفتار

صحابہَ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تعظیم وتکریم کا فرض عین ہونا اہل سنت کا اجماعی مسئلہ ہے اور ضروریات مذہب میں سے ہے اور اسی طرح ان کے ساتھ ان کی خدمت و اشاعت دین اور محبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وجہ سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھنا اور اس میں عالم اور غیر عالم سب برابر ہیں ہاں اہل علم اس کے بھی مکلف ہیں کہ ان کے بعض معاملات خصوصاً مشاجرات اور تنازعات کا صحیح محمل ومعنی اور تاویل تلاش کریں اور اگر کسی کی خطا ہے تو اس کو خطائے اجتہادی پر محمول کرکے ان کی طرف زبان طعن وتشنیع دراز نہ کریں اور ان مقربان ومحبوبان خدا تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گستاخ بن کر اپنی عاقبت خطرناک نہ بنائیں اس پر قرآن مجید کی آیات اور صحیح احادیث وآثار اور بزرگان دین کے اقوال سب کے پیش نظر ہیں چنانچہ امام الصوفیاء والفقہاء والمحدثین و مصنف کتاب حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني (المتوفى: 430ھ) اپنی بے مثال کتاب الإمامة والرد على الرافضة کے (الصفحة ۳۷۰) پر فرماتے ہیں۔

فَلَمِ يَخْتَلِف أحد مِنِ أهل الْعلم فِي كل زمَان أَن أَصْحَاب رَسُول الله - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فِيمَا اخْتلفُوا فِيهِ واجتهدوا فِيهِ من الرَّأْي

مأجورون ومحمودون، وَإِن كَانَ الْحق مَعَ بَعضهم دون الْكل، وَلَا يغْضب من قَالَ بقول بَعضهم وَترك قَول بعض وَأَنه عِنْده مُصِيب الْحق الَّذِي أَمر بِهِ من طَرِيق الرَّأْي للاجتهاد.

ترجمہ: ہر زمانے کے اہل علم میں سے کسی نے اس بارے میں اختلاف نہیں کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کرام علیھم الرضوان جو مختلف آراء رکھتے تھے وہ اس پر (عنداللہ) ماجور اور محمود ہیں یعنی انہیں اس پر اجر دیا جائے گا اور ان کا وہ عمل قابل تعریف ہے اگر چہ حق ان میں سے بعض کے ساتھ ہے کُل کے ساتھ نہیں اور اس پر ناراضگی کا اظہار نہیں کیا جا سکتا جو ان میں سے بعض کے قول کو اختیار کرے اور بعض کے قول کو چھوڑ دے حالانکہ اس کے نزدیک وہ شخص (جس کے قول کو اس نے اختیار کیا ہے) وہ اس حق تک پہنچنے والا ہے جس کا حکم دیا گیا یعنی اجتہاد کی وجہ سے کسی رائے کو اختیار کرنا۔

پھر سیدنا امیر معاویہ خال المومنین کا مسئلہ تو انتہائی خطرناک اور نازک ترین ہے کہ ان کی ذات کو ائمہ کرام نے سرحد صحابہ اور پردہ صحابہ قرار دیا ہے جس کا مطلب ہے ان سے بغض و عداوت رکھنا اور ان کی گستاخی کرنا دوسرے صحابہ کرام خصوصا خلفائے راشدین سے بغض وعداوت رکھنا اور ان کی گستاخی کرنے کا سبب بن جاتا ہے اور خلفائے راشدین سے بغض وعداوت اور ان کی گستاخی کہاں تک پہنچاتی ہے کسی پر مخفی نہیں سوائے اشقیاء کے پھر آج کل کے کچھ مدعیان علم اور رنام نہاد علماء بلکہ علماء نما جہلاء اور بے علم مقررین وشعراء اور جاہلانہ عصبیت زدہ کچھ لاعلم سادات پردہ سنیت میں مستور نیم رفض سے معمور اپنے جہل وعناد میں مخمور کتب وخطابات میں امام عالی مقام کی اس طرح شان وعظمت بیان کرتے ہیں اور اس کے ضمن میں ایسے جملے لکھتے اور بولتے ہیں کہ جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ معاذ اللہ صحابہ کرام میں

سے وہ لوگ جنہوں نے یزید پلید کی بیعت لینے کا مشورہ دیا یا اس کے لیے بیعت لی یا اس کی بیعت کی یا پہلے انکار کیا اور پھر اقرار کیا وہ سب کے سب ملعون ہیں معاذ اللہ تعالیٰ جہنمی، دنیا کے کتے ہیں کیونکہ انہوں نے محض دنیا کے لالچ یا خوف میں ایک کافر ظالم زانی شرابی فاسق و فاجر شخص یزید کے لیے ایسا کیا اور امام عالی مقام ہی واحد شخصیت تھے جنہوں نے اس وقت یزید کے خلاف عَلم جہاد بلند کیا اور شہید ہو گئے ایسے گمراہ کن بیانات نے عوام تو عوام رہے کچھ خواص کو بھی راہ اعتدال و جادہ حق سے دور کر دیا ہے اور وہ اس قدر غالی بن گئے ہیں کہ ایک طرف تو حضرت امیر معاویہ اور سادات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے سیدہ صدیقہ سیدنا طلحہ سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے رفقاء وہمنواؤں کو ظالم اور بغض اہل بیت کا مرتکب ٹھہرانے اور اسی طرح کی دیگر اپنی واہیات اعتقادیہ وقولیہ کا ان مقدسین بزبان رسالت کو نشانہ بنانے سے ذرہ برابر بھی گریز نہیں کرتے اور دوسری طرف امام عالی مقام کی طرف کسی قسم کی خطائے اجتہادی کی نسبت کرنا بھی اہل بیت کی گستاخی قرار دیتے ہیں ناچیز کے ایک سابقہ دیرینہ محسن و دوست جن پر خاصہ اعتماد تھا وہ ناچیز راقم الحروف کی طرف ایسی گستاخی منسوب کرنے کی بے باکی اور جرأت کرنے سے ذرہ بھی نہیں گھبرائے محض اس وجہ سے کہ بندہ ناچیز نے اہل سنت اور اہل رفض کی کتب سے یہ ثابت کیا کہ امام پاک نے انکار بیعت کے بعد کربلا شریف میں اقرار بیعت فرمایا تھا اور یہ برملا ظاہر کیا کہ تمام تر صحیح روایات اس پر متفق ہیں حالانکہ وہ صاحب ناچیز کے بھی چند سبقوں میں شاگرد رہے اور ناچیز کے تلامذہ کی شاگردی میں اب بھی ہیں اور ان کا مبلغ علمی ناچیز کو پوری طرح معلوم ہے ان سارے فسادات کا سبب وحید یہی نظر آیا کہ کتاب وخطاب میں اس بات میں تمیز نہیں کی جاتی کہ یزید بوقت ولی عہدی اور بیعت لینے کے وقت فاسق فاجر نہ تھا اور اگر اس وقت فاسق فاجر ہوتا اور صحابہ

باختیار خویش اس کی بیعت کرتے تو ان کی طرف زبان طعن و تشنیع دراز کرنے میں معذوری ممکن تھی اگر حقیقت یہ نہیں اور یقینا یہ نہیں جس طرح کہ ہم ثابت کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ تو پھر ہمارا فرض بنتا ہے کہ لوگوں پر یہ حقیقت واضح کریں کہ انکار بیعت کا سبب فسق یزید نہیں بلکہ اور چیز ہے اس بات کے لیے یہ رسالہ معرض وجود میں آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ناچیز کی اس عاجزانہ ہمدردانہ کوشش کو قبول فرمائے آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

فضلِ احمد چشتی

سُندر، لاہور

طبع اول: 2020/8
طبع دوم: 2022/6/10

آغازِ گفتار

اگر یہ کہا جائے کہ یزید اپنے باپ کے دورِ خلافت میں فاسق تھا لیکن اس کے برے اعمال کا باپ کو علم نہیں ہو سکا لہٰذا یزید کے کردار سے لاعلم ہو کر اس کو خلیفہ منتخب کیا تھا جیسا کہ بعض حضرات کے کلام سے معلوم ہوتا ہے اور بندہ ناچیز اپنے پہلے خطابات میں یہی نظریہ رکھتا تھا تو اس پر اتنا مضبوط اعتراض وارد ہوتا ہے جس کا جواب ناممکن ہے اور پھر نتیجہ وہی ہوتا ہے جس سے بچنے کے لئے مذکورہ عذر و بہانہ گھڑا گیا تھا اور وہ نتیجہ حضرت امیر معاویہ اور ان کے رفقائے کار صحابہء کرام و اہل بیت عظام کو فاسق و فاجر شخص کا امیر اور خلیفہ بنانے کے داغ اور دھبہ سے محفوظ نہ رکھ سکنا۔

تقریر اعتراض

اور مظبوط اعتراض یہ ہے کہ اگر یزید اپنے باپ کے دور خلافت میں فاسق و فاجر تھا اور باپ کو علم نہیں ہوا تھا اور جن حضرات نے بیعت سے انکار کیا تو اس وجہ سے کیا کہ ان کو یزید کے برے اعمال معلوم تھے تو ہم پوچھتے ہیں کہ ان اکابرین نے یزید کے برے اعمال کے متعلق حضرت امیر معاویہ کے سامنے ان کا ذکر کیوں نہیں کیا جب کہ ان کا فرض بنتا تھا کہ وہ ایسا کرتے تا کہ خود حضرت امیر معاویہ اور باقی امت فاسق و فاجر کی امامت کی نحوست سے بچ جاتے لہذا یہ اعتراض منکرین بیعت اکابرین پر ہوگا اور اگر یہ کہا جائے کہ ان اکابرین نے حضرت امیر معاویہ کو خبردار کیا تھا تو پھر حضرت امیر معاویہ کا ظالم ہونا لازم آتا ہے کیونکہ انہوں نے اتنے بڑے سچے لوگ اور عادلین حضرات کی شہادت پر عمل نہیں کیا جب کہ یہ اتفاقی مسئلہ ہے کہ اگر کوئی حاکم دو عادل شخصوں کی گواہی رد کرتا ہے تو ناجائز فعل کا ارتکاب کرتا ہے لہذا ازالہ اعتراض ان سب خرابیوں سے بچنے کے لئے ہم نے پوری جدوجہد کے ساتھ تاریخ کا گہرا مطالعہ کر کے اس حقیقت کو تلاش کیا کہ منکرین بیعت کے انکار کا سبب یزید کا فسق و فجور نہیں تھا کیونکہ وہ اس وقت فاسق و فاجر ہی نہ تھا اس حقیقت کو آپ حضرات ان صفحات میں دلائل صحیحہ کے ساتھ جانیں گے ان شاء اللہ عز و جل لیکن اس سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ سیدنا امیرِ معاویہ کی طرف سے بیعتِ یزید جبری تھی یا اختیاری؟

بیعتِ یزید جبری نہیں اختیاری

حقیقت جاننے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اول الملوک ہونے کے باوجود خلیفہ راشد بھی تھے جس طرح کہ جمہور ائمہ اہل سنت کا

مذہب ہے چنانچہ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ المستند المعتمد بناء نجاة الأبد شرح (المعتقد المنتقد للعلامة فضل رسول البدایونی) کے (الصفحة ۲۴۱) پر فرماتے ہیں۔

أي للأمير معاوية رضي الله تعالى عنه، أما عند أهل الحق فاستقامة الخلافة له رضي الله تعالى عنه من يوم صلح السيد المجتبى صلى الله تعالى على جده الكريم وأبيه وعليه وعلى أمه وأخيه وسلم، وهو الصلح الجليل الجميل الذي ترجاه رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، وجعله ناشئا عن سيادة سيدنا الحسن رضي الله تعالى عنه، إذ يقول في الحديث الصحيح المروي في الجامع الصحيح: إن ابني هذا سيد لعل الله أن يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين، وبه ظهر أن الطعن على الأمير معاوية رضي الله تعالى عنه طعن على الإمام المجتبى بل على جده الكريم صلى الله تعالى عليه وسلم، بل على ربه عز وجل، فان تفويض أزمة المسلمين بيد من هو كذا و كذا بزعم الطاعنين خيانة للإسلام والمسلمين، وقد ارتكبها معاذ الله الإمام المجتبى وارتضاها رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، وهو ما ينطق عن الهوى إن هو إلا وحي يوحى فاحفظه۔

ترجمہ: بہرحال اہل حق کے نزدیک حضرت امیر معاویہ کو خلافت کا حصول حضرت سیدنا حسن مجتبیٰ کے صلح کے دن سے ہی ہوگیا تھا اللہ تعالیٰ ان کے جد کریم پر رحمت کاملہ نازل کرے اور ان کے والد ماجد اور ان پر اور ان کی والدہ ماجدہ پر اور بھائی پر رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے اور یہ وہ عظیم اور خوبصورت صلح ہے جس کے وقوع کی امید کا اظہار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے سیدنا امام حسن کی سیادت سے پیدا ہونے والا قرار دیا کیوں کہ بخاری شریف میں مروی صحیح

حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "بے شک میرا یہ بیٹا سید ہے امید ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے مابین صلح فرمائے گا" اور اس سے یہ بات بھی ظاہر ہوگئی کہ حضرت امیر معاویہ پر طعن خود امام حسن پر طعن ہے بلکہ ان کے جد کریم (امام الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر طعن ہے بلکہ ان کے رب عزوجل پر طعن ہے کیونکہ مسلمانوں کی خلافت کی لگام اس شخص کے ہاتھ میں دینا جو طعنہ کرنے والوں کے گمان کے نزدیک ایسا ویسا ہو یہ اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ خیانت ہے اور معاذ اللہ اس کا ارتکاب امام حسن مجتبیٰ نے کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر راضی ہوئے حالانکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى. إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى کی صفت کے ساتھ متصف ہیں اس بات کو خوب یاد کرلو۔

لیکن ان کی ملوکیت کی خلافت کے ساتھ آمیزش فقط اس قدر تھی کہ منکرات شرعیہ میں سے کسی منکر شرعی کا ارتکاب کیے بغیر مباحات میں توسع اور نظام حیات میں تکلف پیدا فرمایا اور وہ بھی نفسانیت سے نہیں بلکہ شرعی اجتہاد کے ساتھ اسی لیے ان کی خلافت اور سابقین خلفائے راشدین کی خلافت میں مساوات نہیں نہ یہ کہ ان کی خلافت خلافت راشدہ ہی نہیں

محمد عبد العزيز الفرهاري(المتوفى: 1239ھ)النبراس شرح العقائد النسفية(الصفحہ 510) میں فرماتے ہیں۔

كان الخلفاء الراشدون لم يتوسعوا في المباحات و كان سيرتهم سيرة النبي . صلى الله عليه وسلم في الصبر على ضيق العيش والجهد فى الانصاف و الاتقاء عن مقتضيات الطبائع البشرية واما معاوية فهو وان لم يرتكب منكرا لكنه توسع في المباحات ولم يكن في درجة الخلفاء الراشدين في اداء حقوق الخلافة لكن عدم المساواة بهم لايوجب قدحافيه۔

ترجمہ: خلفائے راشدین نے مباح چیزوں میں توسع نہ فرمایا اور خلفائے راشدین کی سیرت تنگی عیش پر صبر کرنے میں اور انصاف کی فراہمی میں کوشش کرنے میں اور بشری طبیعتوں کے تقاضوں سے بچنے میں نبی پاک ﷺ کی سیرت جیسی تھی رہے حضرت معاویہ تو انہوں نے کسی منکر شرعی کا ارتکاب نہیں کیا لیکن انہوں نے مباح چیزوں میں توسع اختیار فرمایا اور خلافت کے حقوق کی ادائیگی میں خلفائے راشدین کے درجہ میں نہ تھے لیکن خلفائے راشدین کے ساتھ عدم مساوات ان میں کسی عیب کو لازم نہیں کرتا۔

ان کے رنگ ملوکیت کا شرعی اجتہاد کے ساتھ ہونے پر بطور دلیل حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ان پر حسین سبز جوڑا دیکھنے کے بعد ڈانٹ ڈپٹ کرنے کے بعد یہ قول مبارک ہے

مَارَأَيْتُ إِلَّا خَيْرًا، وَمَابَلَغَنِي إِلَّا خَيْر

ترجمہ: میں نے حضرت امیر معاویہ میں خیر کے سوا کچھ نہ دیکھا اور مجھے ان کے متعلق خیر ہی کی خبر پہنچی ہے۔

اس فرمان کا پورا قصہ الطبقات ابن سعد اور الاصابة في تمييز الصحابة میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات میں صحیح سند کے ساتھ موجود ہے۔

طبقات ابن سعد کی روایتیں

الجزء المتمم لطبقات ابن سعد [الطبقة الرابعة من الصحابة ممن أسلم عند فتح مكة وما بعد ذلك]

36 - قَالَ: أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ الْأَزْرَقِيُّ، وَالْوَلِيدُ بْنُ عَطَاءِ

بْنِ الْأَغَرِّ الْمَكِّيَّانِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: دَخَلَ مُعَاوِيَةُ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ خَضْرَاءُ، فَنَظَرَ إِلَيْهَا أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ عُمَرُ وَثَبَ إِلَيْهِ وَمَعَهُ الدِّرَّةُ فَجَعَلَ ضَرْبًا لِمُعَاوِيَةَ، وَمُعَاوِيَةُ يَقُولُ: اللهَ اللهَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فِيمَ فِيمَ؟ قَالَ: فَلَمْ يُكَلِّمْهُ حَتَّى رَجَعَ فَجَلَسَ فِي مَجْلِسِهِ، فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ: لِمَ ضَرَبْتَ الْفَتَى يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ مَا فِي قَوْمِكَ مِثْلُهُ، فَقَالَ: »وَاللهِ مَا رَأَيْتُ إِلَّا خَيْرًا، وَمَا بَلَغَنِي إِلَّا خَيْرًا وَلَكِنِّي رَأَيْتُهُ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَضَعَ مِنْهُ«

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ ہمیں احمد بن محمد بن ولید ازرقی اور ولید بن عطا بن اغر مکی نے بیان کیا اور انہیں عمرو بن یحییٰ بن سعید اموی نے اپنے دادے سے روایت کی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور عمدہ سبز پوشاک پہنے ہوئے تھے اور صحابۂ کرام نے ان کی طرف دیکھنا شروع کر دیا جب فاروق اعظم سرکار کی ان پر نظر پڑی تو آپ کوڑا لے کر انہیں مارنا شروع کر دیا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے اللہ اللہ اے امیر المؤمنین مجھے کس جرم میں سزا دے رہے ہیں تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ جواب نہ دیا اور اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو لوگوں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین اس نوجوان کو کس لئے سزا دی ہے حالانکہ یہ قوم کا منفرد شخص ہے تو آپ نے فرمایا میں نے خیر ہی دیکھی ہے اور مجھے ان کی خیر کی خبر ہی پہنچی ہے لیکن میں نے تھوڑا سا تکبر دیکھا تو چاہا کہ اس کو نیچے کر دوں۔

37- قَالَ: أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ الْأَزْرَقِيُّ، وَالْوَلِيدُ بْنُ عَطَاءِ بْنِ الْأَغَرِّ، قَالَا:

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ، دَخَلَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَعَزَّاهُ عُمَرُ بِابْنِهِ يَزِيدَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ. قَالَ: "آجَرَكَ اللَّهُ فِي ابْنِكَ يَا أَبَا سُفْيَانَ، فَقَالَ: أَيُّ بَنِيَّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: »يَزِيدُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ« .قَالَ: فَمَنْ بَعَثْتَ عَلَى عَمَلِهِ؟ قَالَ: مُعَاوِيَةَ أَخَاهُ. وَقَالَ عُمَرُ: »إِنَّهُ لَا يَحِلُّ لَنَا أَنْ نَنْزِعَ مُصْلِحًا«

ترجمہ: فرمایا ہمیں احمد بن محمد بن ولید ازرقی اور ولید بن عطا بن اغر نے بیان کیا ہے اور انہیں عمرو بن یحییٰ بن سعید اموی نے اپنے دادے سے روایت کی کہ ابو سفیان حضرت عمر بن خطاب کے پاس حاضر ہوئے اور ان کے بیٹے یزید بن ابو سفیان فوت ہو چکے تھے تو فاروق اعظم سرکار نے ان کی تعزیت کی تو انہوں نے عرض کی کہ ان کی جگہ کس کو مقرر کرنا ہے تو آپ نے فرمایا اس کے بھائی معاویہ کو کیونکہ ہمارے لئے جائز نہیں کہ ہم کسی مُصْلِح شخص کو دور کریں۔

اسی ملوکیت اجتہادی کی وجہ سے سابقہ کتب میں نبی آخر الزمان علیہ السلام کی شان و پہچان میں فرمایا گیا۔ و ملکه بالشام [تعليق المحقق] مرسل وإسناده صحيح

ترجمہ: اور ان کی بادشاہت ملک شام میں ہوگی۔ جیسا کہ مسند الدارمي المعروف بہ (سنن الدارمي)، بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكُتُبِ قَبْلَ مَبْعَثِهِ میں حضرت کعب الاحبار سے مروی ہے۔

الإصابة في تمييز الصحابة کی روایات

ذكر من اسمه معاوية، 8087- معاوية بن أبي سفيان

قال ابن المبارك في كتاب »الزهد« : أخبرنا ابن أبي ذئب، عن مسلم بن جندب، عن أسلم مولى عمر، قال: قدم علينا معاوية وهو أبض الناس وأجملهم،

فخرج إلى الحج مع عمر بن الخطاب، وكان عمر ينظر إليه فيتعجب منه، ثم يضع إصبعه على جبينه ثم يرفعها عن مثل الشراك، فيقول: بخ بخ، إذا نحن خير الناس أن جمع لنا خير الدنيا والآخرة. فقال معاوية: يا أمير المؤمنين، سأحدثك، إنا بأرض الحمامات والريف. فقال عمر: سأحدثك، ما بك إلطافك نفسك بأطيب الطعام وتصبحك حتى تضرب الشمس متنيك، وذوو الحاجات وراء الباب. قال: حتى جئنا ذا طوى فأخرج معاوية حلة فلبسها، فوجد عمر منها ريحا كأنه ريح طيب، فقال: يعمد أحدكم فيخرج حاجا تفلا حتى إذا جاء أعظم بلدان الله جرمة أخرج ثوبيه كأنهما كانا في الطيب فلبسهما. فقال له معاوية: إنما لبستهما لأدخل على عشيرتي يا عمر، والله لقد بلغني أذاك ها هنا وبالشام، فالله يعلم أن لقد عرفت الحياء في عمر، فنزع معاوية الثوبين، ولبس ثوبيه اللذين أحرم فيهما. وهذا سند قوي.

ترجمہ: ابن المبارک اپنی کتاب الزھد میں فرماتے ہیں کہ ہمیں ابن ابی ذئب نے مسلم بن جندُب سے روایت کی اور انہوں نے حضرت عمر کے غلام اسلم سے روایت کی کہ حضرت معاویہ ہمارے پاس آئے اور وہ تمام لوگوں سے عمدہ اور اچھی حالت میں اور حضرت عمر کے ساتھ حج کیلئے نکلے تو حضرت عمر ان کی طرف دیکھ کر تعجب فرماتے تھے اور اپنی انگلی ان کی پیشانی پر رکھتے اور اٹھا لیتے اور فرمانے لگے شاباش شاباش پھر ہم تو لوگوں سے (یعنی انبیاء علیہم السلام اور صدیق اکبر) بہتر ہیں کہ ہمارے لئے دنیا و آخرت جمع کر دی گئی ہیں تو حضرت امیر معاویہ نے عرض کیا اے امیر المؤمنین میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ ہم نہانے کے حماموں اور سرسبز و شاداب علاقہ میں رہتے ہیں تو حضرت عمر نے فرمایا میں تجھے بتاتا ہوں جو تیری اپنے نفس کے ساتھ مہربانیاں ہیں اور صبح کے وقت تیرا سونا ہے جب کہ اہل حاجت

لوگ دروزہ کے باہر ہوتے ہیں فرماتے ہیں کہ جب ہم وادیٔ ذی طویٰ میں پہنچے تو حضرت معاویہ نے نئی پوشاک پہنی تو حضرت عمر نے خوشبو محسوس کی اور فرمایا کہ تم حج کیلئے نکلے معمولی حالت میں جب اللہ تعالیٰ کا عظیم شہر آیا تو خوشبودار کپڑے نکال کر پہن لئے؟ تو حضرت معاویہ نے عرض کی میں نے یہ کپڑے اپنے رشتہ داروں کے ہاں جانے کیلئے پہنے ہیں آپ کی طرف سے مجھے یہاں بھی ایذاء پہنچی ہے اور شام میں بھی پہنچی ہے اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں حضرت عمر سے حیا کرتا ہوں تو آپ نے وہ کپڑے اتارے اور احرام والے کپڑے پہن لئے۔ اس روایت کی یہ سند قوی ہے۔

خیال رہے حضرت امیر معاویہ کا ایسا لباس پہننا بھی خالصۃً مصلحتِ شرعی کے پیش نظر تھا اس لئے آپ کا خستہ لباس کو بھی زیب تن کرنا روایات میں مذکور ہے

أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: 241هـ) اپنی کتاب **الزهد**، زُهْدُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ میں نقل فرماتے ہیں

965 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَهِ، حَدَّثَنَا أَبُو شِبْلٍ مُحَمَّدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ وَاقِعٍ، حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْلَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: **رَأَيْتُ مُعَاوِيَةَ عَلَى الْمِنْبَرِ بِدِمَشْقَ يَخْطُبُ النَّاسَ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ مَرْقُوعٌ**"

ترجمہ: علی بن ابی حملہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہ کو دمشق میں لوگوں کو خطبہ دیتے ہوے دیکھا آپ نے پیوند لگی قمیص پہنی ہوئی تھی۔

أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (المتوفى: 774هـ) اپنی کتاب **البداية والنهاية**، وَهَذِهِ تَرْجَمَةُ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَذِكْرُ شَيْءٍ مِنْ أَيَّامِهِ وَدَوْلَتِهِ وَمَا وَرَدَ فِي مناقبه وفضائله رحمه الله میں نقل فرماتے ہیں

وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ وَاقِدٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ مَيْسَرَةَ بْنِ حَلْبَسٍ. قَالَ: رَأَيْتُ مُعَاوِيَةَ فِي سُوقِ دِمَشْقَ وهو مردف وراءه وصيفا عَلَيْهِ قَمِيصٌ مَرْقُوعُ الْجَيْبِ، وَهُوَ يَسِيرُ فِي أَسْوَاقِ دِمَشْقَ

ترجمہ: یونس بن میسرہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر معاویہ کو دمشق کے بازاروں میں دیکھا اُن کے پیچھے ایک غلام تھا اور آپ نے پیوند لگی قمیص زیب تن کی ہوئی تھی۔

جب یہ ثابت ہو چکا تو یہ بھی سمجھنا چاہیے۔

بلا مشاورت کوئی کام نہ کرتے تھے

کیونکہ آپ اپنے دورِ خلافت میں اپنے ساتھ دینی اور سیاسی مسائل کو فیصلہ اور طے کرنے کے لیے مجتہدین صحابہ کرام اور تابعین احسان کی جماعت رکھتے تھے جن کی مشاورت کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاتے تھے اس کے دلائل اور شواہد میں سے ایک دلیل اور شاہد یہ ہے کہ حضرت سیدنا حجر بن عدی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے قتل کا فیصلہ کرنے سے پہلے ایک ایسی عظیم الشان جماعت سلف کے ساتھ مشاورت فرمائی کہ جس جماعت میں حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ جن پر مسیلمہ کذاب کی آگ گلزار بن گئی ایسے جلیل القدر تابعی سرفہرست تھے مشاورت کا قصہ صحیح سند کے ساتھ مسائل الإمام أحمد بن حنبل رواية ابن أبي الفضل صالح [203ھ - 266ھ]،قتل مُعَاوِيَة حجر بن عدي وَأَصْحَابه (۳/۳۲۸) پر درج ذیل لفظوں کے ساتھ موجود ہے۔

960 - حَدثنَا صَالح قَالَ حَدثنِي أبي قَالَ حَدثنَا أَبُو الْمُغيرَة قَالَ حَدثنَا ابْن عَيَّاش قَالَ حَدثنِي شُرَحْبِيل بن مُسلم قَالَ لما بعث بِحجر بن عدي بن الأدبر وَأَصْحَابه من الْعرَاق إِلَى مُعَاوِيَة بن أبي سُفْيَان اسْتَشَارَ النَّاس فِي قَتلهمْ فَمنهمْ

الْمشير وَ مِنهم السّاكِت فدخل مُعاوِيَة إِلى منزله فلمّا صلى الظّهر قامَ فِي النّاس خطِيبًا فحمِدَ الله وَأثْنى عَلَيْهِ ثمّ جلس على منبره فقامَ الْمُنَادِي فنَادَى أين عَمرو بن الأسود الْعَنسِي فقَامَ فحمِدَ الله وَأثْنى عَلَيْهِ ثمّ قالَ ألا إنّا بحصن من الله حَصِين لم نؤمر بترْكِهِ وقولك يا أمِير الْمُؤمِنِينَ فِي أهل الْعِراق ألا وَأنت الرّاعِي وَنحن الرّعية ألا وَأنت أعلمنا بدائهم وأقدرنا على دوائهم وَإِنّما علينا أن نقول {سمِعنَا وأطعنا غفرانك رَبنَا وَإِلَيْك الْمصير} فقَالَ مُعَاوِيَة أما عَمرو بن الأسود فقد تبرأ إِلَيْنَا من دِمَائِهِم ورمى بهَا مَا بَين عَيْني مُعَاوِيَة ثمّ قامَ الْمُنَادِي فنَادَى أين أبو مُسلم الْخولَانِيّ فقَامَ فحمِدَ الله وَأثْنى عَلَيْهِ ثمّ قالَ أما بعد فلَا وَالله مَا أبغضناك مُنْذُ أحببناك وَلَا عصيناك مُنْذُ أطعناك وَلَا فارقناك مُنْذُ جامعناك وَلَا نكثنا بيعتنا مُنْذُ بايعناك سيُوفنَا على عواتقنا إن أمرتنا أطعناك وَإِن دَعوتنَا أجبناك وَإِن سبقتنا أدركناك وَإِن سبقناك نظرناك ثمّ جلس ثمّ قامَ الْمُنَادِي فقَالَ أين عبد الله بن مخمر الشرعبي فقَامَ فحمِدَ الله وَأثْنى عَلَيْهِ ثمّ قَالَ وقولك يَا أمِير الْمُؤمِنِينَ فِي هَذِه الْعِصَابَة من أهل الْعِراق إن تعاقبهم فقد أصبت وَإِن تَعْفُو فقد أحْسَنت فقَامَ الْمُنَادِي فنَادَى أين عبد الله بن أسد الْقَسرِي فقَامَ فحمِدَ الله وَأثْنى عَلَيْهِ ثمّ قَالَ يَا أمِير الْمُؤمِنِينَ رعيتك وولايتك وَأهل طَاعَتك إن تعاقبهم فقد جنوا أنفسهم الْعقُوبَة وَإِن تعفوا فَإِن الْعَفو أقرب للتقوى يَا أمِير الْمُؤمِنِينَ لَا تُطع فِينَا من كَانَ غشوما لنَفسِهِ ظلوما بِاللَّيْلِ نؤوما عَن عمل الْآخِرَة يَا أمِير الْمُؤمِنِينَ إن الدُّنْيَا قد انخشعت أوتادها ومالت بهَا عمادها وأحبها أَصْحَابهَا واقترب مِنْهَا ميعادها ثمّ جلس فَقلت لشرحبيل فَكيف صنع قَالَ قتل بَعْضًا واستحيى بَعْضًا وَكَانَ فِيمَن قتل حجر بن عدي بن الأدبر قَالَ قدم لتضرب عُنُقه فقَالَ لَا تطلقوا عني

حديدا وادفنوني وَمَا أَصاب الثرى من دمي فَإِنّي أَلتقي أنا وَمُعَاوِيَة بالجادة قَالَ أَبو الْمُغيرَة كَانَ ابْن عَيَّاش لَا يكاد يحدث بِهَذَا الحَدِيث إِلَّا بَكَى بكاء شَدِيدا

ترجمہ: جب حضرت حجر بن عدی بن ادبر اور ان کے ساتھی عراق سے حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجے گئے تو انہوں نے ان کے قتل میں لوگوں سے مشورہ کیا ان میں سے بعض نے مشورہ دیا اور بعض نے خاموشی اختیار کی پس حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر تشریف لے گئے جب ظہر کی نماز پڑھائی تو لوگوں میں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اللہ عزوجل کی حمد وثناء بیان کی پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر بیٹھ گئے تو ایک منادی نے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ عمرو بن اسود عنسی کہاں ہیں پس وہ کھڑے ہوئے انہوں نے اللہ عزوجل کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا سنو بے شک ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کے ایسے مضبوط قلعے میں ہیں جس کے چھوڑنے کا حکم ہمیں نہیں دیا گیا اور اے امیر المومنین اہل عراق کے بارے میں آپ نے مشورہ طلب فرمایا تو ہماری گزارش یہ ہے کہ آپ حاکم ہیں اور ہم رعایا ہیں اور آپ ہم سب سے زیادہ ان کی بیماری کو جانتے ہیں اور آپ ہم میں سے سب سے زیادہ ان کی دوائی پر قادر ہیں اور ہم پر تو لازم ہے کہ ہم کہیں {سمعنا وأطعنا غفرانك رَبنَا وَإِلَيْك الْمصير} یعنی ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اے ہمارے پروردگار تجھ سے معافی چاہتے ہیں اور تیری طرف ہی پلٹنا ہے۔ پس حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بہر حال عمرو بن اسود ہمارے سامنے ان کے خونوں سے بری ہو گیا ہے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں کے سامنے ان کو پھینک گیا ہے پھر منادی نے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ ابو مسلم خولانی کہاں ہیں پس وہ کھڑے ہوئے اللہ عزوجل کی حمد وثناء بیان کی اور پھر فرمایا حمد وصلوۃ کے بعد اللہ عزوجل کی قسم ہم نے آپ سے بغض نہیں رکھا۔ جب سے

آپ سے محبت کی اور نہ ہی آپ کی نافرمانی کی جب سے آپ کی اطاعت کی اور نہ ہی ہم آپ سے جدا ہوئے جب سے آپ کے ساتھ ملے اور نہ ہی آپ کی بیعت توڑی جب سے آپ کی بیعت کی ہماری تلواریں ہمارے کندھوں پر ہیں اگر آپ ہمیں حکم دیں گے تو ہم آپ کی اطاعت کریں گے اور اگر آپ ہمیں دعوت دیں تو ہم دعوت قبول کریں گے اور اگر آپ ہم سے آگے بڑھ گئے تو ہم آپ کو پالیں گے اور ہم آگے بڑھے تو ہم آپ پر نظر رکھیں گے پھر وہ بیٹھ گئے پھر منادی نے نداء کی کہ عبداللہ بن مخمر شرعبی کہاں ہیں پس وہ کھڑے ہوئے اللہ عزوجل کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا اے امیر المومنین اہل عراق کی اس جماعت کے متعلق آپ فرمان جاری کرنا چاہتے ہیں اگر آپ انہیں سزا دیں تو آپ اس میں مصیب ہیں اور اگر آپ معاف کر دیں تو یقیناً آپ احسان فرمائیں گے پھر منادی نے کھڑے ہو کر ندا کی کہ عبداللہ بن اسد قسری کہاں ہیں پس وہ کھڑے ہوئے انہوں نے اللہ عزوجل کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا اے امیر المومنین وہ آپ کی رعایا ہیں اور آپ کے زیر تصرف ہیں اور آپ کے زیر اطاعت ہیں اگر آپ انہیں سزا دیں تو یقیناً انہوں نے اپنے آپ کو سزا کا مستحق بنایا اور اگر آپ معاف کریں تو معاف کرنا تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اے امیر المومنین آپ ہم میں سے کسی ایسے شخص کی اطاعت نہ کریں جو اپنی ذات کی وجہ سے جھگڑا کرنے والا ہے اور رات کو اپنے آپ پر ظلم کرنے والا ہے اور آخرت کے لیے عمل سے سو جانے والا ہے اے امیر المومنین بے شک دنیا کی میخیں اکھڑ چکی ہیں اور اس کے ستون گرنے کے قریب ہیں (اس کے باوجود) دنیا والے دنیا سے محبت کرتے ہیں حالانکہ ان کا وقت مقرر قریب آچکا پھر وہ بیٹھ گئے (راوی کہتے ہیں) کہ میں نے حضرت شرحبیل سے پوچھا (اس کے بعد) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیسے فیصلہ کیا تو انہوں نے فرمایا ان میں سے بعض کو قتل کر دیا اور بعض کو زندہ چھوڑا اور جن کو قتل کیا ان میں حجر بن عدی بن ادبر بھی تھے جب حجر بن

عدی آگے اس لئے بڑھے کہ ان کی گردن ماری جائے تو انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیڑیاں نہ اتارنا اور اُس مٹی کو دفن کر دینا جہاں میرا خون پہنچے پس بے شک میں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ محشر کے میدان میں ملیں گے ابو المغیرہ فرماتے ہیں کہ ابن عیاش جب بھی یہ حدیث بیان کرنے لگتے تو بہت زیادہ روتے۔

اس قصہ کی مزید سندیں اور روایتیں دیکھنی ہوں تو أبو القاسم علي بن الحسن بن هبة الله المعروف بابن عساكر (المتوفى: 571هـ) کی **تاریخ دمشق** میں حضرت حجر بن عدی کے حالات ملاحظہ کرنا چاہیے

عبد الرحمن بن محمد بن محمد، ابن خلدون أبو زيد، ولي الدين الحضرمي الإشبيلي (المتوفى: 808هـ) اپنی کتاب **ديوان المبتدأ والخبر في تاريخ العرب والبربر ومن عاصرهم من ذوي الشأن الأكبر (المعروف به التاريخ ابن خلدون)** کے المقدمة کی الفصل الثامن والعشرون في انقلاب الخلافة إلى الملك کے آخر میں لکھتے ہیں

فقد تبيّن أنّ الخلافة قد وجدت بدون الملك أوّلا ثمّ التبست معانيهما واختلطت ثمّ انفرد الملك حيث افترقت عصبيّته من عصبيّة الخلافة

ترجمہ: پس بے شک اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اولاً بادشاہت کے بغیر خلافت پائی گئی پھر خلافت وملوکیت ایک دوسرے کے ساتھ مل جل گئیں پھر ملوکیت الگ ہوئی جس وقت ملوکیت کا تعلق خلافت کے تعلق سے جدا ہوا۔

تاریخ دمشق میں سند حسن کے ساتھ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات میں میمون بن مہران رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا۔

أخبرنا أبو نصر محمد بن حمد بن عبد الله الكبريتي أنا أبو مسلم محمد بن علي النحوي

أنا أبو بكر بن المقرئ أنا أبو عروبة الحسين بن محمد الحراني نا محمد بن يحيى بن كثير نا سعيد بن حفص نا أبو المليح عن ميمون قال أول من جلس على المنبر معاوية واستأذن الناس في القعود فأذنوا له

ترجمہ: سب سے پہلے منبر پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے اور بیٹھنے میں لوگوں سے اجازت طلب کی تو لوگوں نے اجازت دے دی۔

اسی لیے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جو جماعت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رؤساء میں سے ہیں فرماتے ہیں۔

الجزء المتمم لطبقات ابن سعد [الطبقة الرابعة من الصحابة ممن أسلم عند فتح مكة وما بعد ذلك]

46- قَالَ: أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: »مَا رَأَيْتُ رَجُلًا كَانَ أَخْلَقَ لِلْمُلْكِ مِنْ مُعَاوِيَةَ، إِنْ كَانَ النَّاسُ لَيَرِدُونَ مِنْهُ عَلَى أَرْجَاءِ وَادٍ رَحْبٍ، وَلَمْ يَكُنْ بِالضَّيِّقِ الْحَصِصِ الْحَصِرِ الْمُتَعَصِّبِ« يَعْنِي ابْنَ الزُّبَيْرِ

ترجمہ: میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ بادشاہت کے لیے موزوں ہو بلاشبہ لوگ آپ کی طرف سے وسیع وادی کے کناروں پر وارد ہوتے (یعنی لوگ اُن سے اپنی ضرورتوں کو بلادریغ پورا کرتے تھے اور بخیل قلیل البرکت غصیلے نہ تھے۔)

یہ لفظ طبقات کے ہیں اور الجامع (المعمر بن راشدملحق بمصنف عبد الرزاق) کے لفظوں میں یردون کے بعد بوَادٍ کا اضافہ ہے اور الحصر العصعص کے بعد ہے خیال رہے امام محدث عَبْدُالرَّزَّاق کا اس قول مبارک کو بَابُ ذِكْرِ الْحَسَنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ میں ذکر کرنے سے اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ امام حسن علیہ السلام کا سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت سپرد کرنا خالی خون

ریزی اور فساد سے بچنے کے لیے ہی نہیں تھا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ان کے استحقاق خلافت کو بھی ملحوظ رکھا گیا تھا پھر اس قول مبارک میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخلاق کی تحسین و ترجیح بھی مخالفین کے لیے تازیانہ ہے۔

اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

عَنْ بُسْرِ بنِ سَعِيْدٍ، أَنَّ سَعْدَ بنَ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَداً بَعْدَ عُثْمَانَ أَقْضَى بِحَقٍّ مِنْ صَاحِبِ هَذَا البَابِ -يَعْنِي: مُعَاوِيَةَ

ترجمہ: میں نے عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد اس دروازے والے (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے زیادہ حق کے مطابق فیصلہ کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

ایک اور اہم حوالہ أبو بكر أحمد بن محمد بن هارون بن يزيد الخَلَّال البغدادي الحنبلي (المتوفى: 311ھ) اپنی کتاب السنة،652 - ذِكْرُ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ وَخِلَافَتِهِ، رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِ میں بیان فرماتے ہیں

667-أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: ثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْأَثْرَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَوَّاسٍ أَبُو عَاصِمٍ الْحَنَفِيُّ، قَالَ: ثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ الْمُكْتِبُ حُبَابٌ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ الْأَعْمَشِ فَذَكَرُوا عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَعَدْلِهِ، فَقَالَ الْأَعْمَشُ: "فَكَيْفَ لَوْ أَدْرَكْتُمْ مُعَاوِيَةَ؟ قَالُوا: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ، يَعْنِي فِي حِلْمِهِ؟ قَالَ: لَا وَاللَّهِ، أَلَا بَلْ فِي عَدْلِهِ"

ترجمہ: امام اعمش سلیمان بن مہران کوفی تابعی کے سامنے حضرت عمر بن عبدالعزیز ثانی عمر کے عدل کا ذکر چھڑا آپ نے فرمایا اگر تم معاویہ کو دیکھتے تو کیسا ہوتا کسی نے عرض کی حوصلے میں؟ فرمایا نہیں عدل میں۔

اور مشہور امام مجاہد فرماتے ہیں

عن الأعمش عن مجاهد قال لو رأيتم معاوية لقلتم هذا المهدي۔

ترجمہ: اگر تم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتے تو ضرور کہتے کہ یہ مہدی ہیں۔ (تاريخ دمشق، سير اعلام النبلاء، البداية و النهاية)

بالا تقریر و تحریر سے جب یہ ثابت ہو گیا کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دینی اور سیاسی مسائل کو مشاورت کے ساتھ حل کرنے کے عادی تھے تو یہ بھی ثابت ہوا کہ استخلاف یزید میں بھی یقیناً مشاورت سے کام لیا تھا اس لئے استخلاف یزید عتید سے پہلے آپ کا ذہن شریف چند صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے خلیفہ بنانے کا تھا جیسا کہ تاریخ ابی زرعہ دمشقی اور تاریخ دمشق میں سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات میں سند صحیح کے ساتھ آیا ہے اور یہ الفاظ تاریخ دمشق کے ہیں۔

عن قبيصة بن جابر قال بعثني زياد إلى معاوية في حوائج فلما فرغت منها قلت له يا أمير المؤمنين كلما جئت له فقد فرغت منه و بقيت لي حاجة أصدرها في مصادرها قال و ما هي فقد قلت من لهذه الأمة بعدك فقال و ما أنت من ذاك و لم يا أمير المؤمنين فو الله إني لقريب القرابة عظيم الشرف ناصح الجيب و اد الصدر فسكت ساعة ثم قال بين أربعة من بني عبد مناف كريمة قريش سعيد بن العاص و فتى قريش حياء و دهاء و سخاء عبد الله بن عامر و أما الحسن بن علي فرجل سيد كريم و أما القارئ لكتاب الله الفقيه في دين الله الشديد في حدود الله فمروان بن الحكم و أما رجل نفسه فعبد الله بن عمر و أما رجل يرد الشريعة مع دواهي السباع و يروغ روغان الثعلب فعبد الله بن الزبير

یعنی قبیصہ بن جابر فرماتے ہیں مجھے حضرت زیاد نے کسی کام پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا جب میں اپنے کام سے فارغ ہوا تو عرض کی یا امیر المومنین یہ خلافت آپ کے بعد کس کی ہو گی تو آپ کچھ دیر خاموش رہے پھر

فرمایا ان چند شخصوں میں سے کسی کی ہوگی یا تو کریم قریش سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابی) یا تو قریش کے حیا زیرکی دانائی اور سخاوت میں جواں مرد عبداللہ بن عامر قریشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابی) یا مرد سید و کریم حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا قرآن کا قاری دین کا فقیہ حدود خداوندی میں شدید مروان بن حکم یا مرد فقیہ عبداللہ بن عمر یا انتہائی بہادر حیلہ گر (دین پر کاربند رہنے میں) عبداللہ بن زبیر۔

قارئین کرام: اس صحیح روایت سے سیدنا معاویہ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ذہن شریف اور مسئلہ خلافت کے متعلق مستقبل میں اس خیال شریف کا علم ہوتا ہے جو انہوں نے ابتداءً بنایا ہوا تھا اور چونکہ مذکورہ حضرات میں سے کوئی بھی ان کی اولاد میں سے نہیں اور نہ ہی تمام کے تمام ان کے عصبی رشتہ دار ہیں بلکہ مختلف قبائل کے عظماء اور اھل حل وعقد میں سے تھے۔ خصوصاً امام حسن رضی اللہ عنہ۔ اس سے ان کی حسن نیت اور تعظیم اھل بیت اور اجتھاد شریعت اور خیر خواہی امت ایسے احوال کریمہ اور صفات عالیہ ظاہر ہو جاتے ہیں اور یہ بھی آپ کے مسئلہ خلافت میں مجتہد ہونے کے دلائل میں سے ایک روشن اور صحیح دلیل ہے لہٰذا آپ کا اس خیال شریف سے روگردانی کرنا یقیناً کسی شرعی دلیل پر مبنی ہوگا اور وہ شرعی دلیل اتحاد ملت کو قائم رکھنا اور افتراق سے امت کو دور رکھنا تھا جو امت کی اصلاح اور بقاء کی بنیاد ہے اور اسلام کے وقار اور اشاعت کا مقتضی ہے۔ اتحاد ملت کا فقدان اور افتراق امت کی سب سے بڑی نحوست قرآن کی نص کے مطابق بزدل ہو جانا اور امت کی ہوا تک کا مٹ جانا ہے۔ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے استخلاف یزید کے موقع پر اس شرعی دلیل کے موجب و محرک بننے پر بلکہ دیگر ان کے ہم نوا اور موافقین صحابہ کرام اور اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ان کی ہم نوائی اور موافقت کرنے کا محرک اور موجب بننے پر سب سے بڑا اور صحیح ثبوت درج ذیل قول شریف ہے جو ایک جلیل القدر صحابی سے سند صحیح کے ساتھ طبقات ابن

سعد اور تاریخ خلیفہ وغیرہ میں موجود ہے صحابی کا نام شریف اُسَیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے الطبقات الکبری، الجزء السابع، السابقين الأولين، 2925- أُسَيْرٌ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى أُسَيْرٍ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عليه وسلم - حين اسْتُخْلِفَ يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ. قَالَ: يَقُولُونَ إِنَّ يَزِيدَ لَيْسَ بِخَيْرِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ وَلَا أَفْقَهِهَا فِقْهًا وَلَا أَعْظَمِهَا فِيهَا شَرَفًا وَأَنَا أَقُولُ ذَلِكَ وَلَكِنْ وَاللهِ لَأَنْ تَجْتَمِعَ أُمَّةُ مُحَمَّدٍ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَفَرَّقَ. أَرَأَيْتَكُمْ بَابًا لَوْ دَخَلَ فِيهِ أُمَّةُ مُحَمَّدٍ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَسِعَهُمْ أَكَانَ يَعْجِزُ عَنْ رَجُلٍ وَاحِدٍ لَوْ دَخَلَ فِيهِ؟ قَالَ: قُلْنَا: لَا. قَالَ: أَرَأَيْتَكُمْ لَوْ أَنَّ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ لَا أُهْرِيقُ دَمَ أَخِي وَلَا آخُذُ مَالَهُ أَكَانَ هَذَا يَسَعُهُمْ؟ قَالَ: قُلْنَا: نَعَمْ. قَالَ: فَذَلِكَ مَا أَقُولُ لكم. [ثم قال رسول الله. ص: لَا يَأْتِيكَ مِنَ الْحَيَاءِ إِلَّا خَيْرٌ]. قَالَ حُمَيْدٌ: فَقَالَ صَاحِبِي إِنَّ فِي قَصَصِ لُقْمَانَ أَنَّ بَعْضَ الْحَيَاءِ ضَعْفٌ وَبَعْضَهُ وَقَارٌ لِلَّهِ. قَالَ: فَأَرْعَدَتْ يَدُ الشَّيْخِ وَقَالَ: اخْرُجَا مِنْ بيتي. اخرجا من داري. ما أَدْخَلَكُمَا عَلَيَّ! قَالَ: فَمَا زِلْتُ أُسَكِّنُهُ حَتَّى سَكَنَ. قَالَ: ثُمَّ خَرَجْنَا أَنَا وَصَاحِبِي۔

یعنی حُمید بن عبد الرحمن فرماتے ہیں ہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ایک صحابی حضرت اسیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے جب یزید خلیفہ بنایا گیا تھا تو انہوں نے فرمایا کیا تم یہ بات کہتے ہو کہ یزید امت محمد ﷺ کا افضل و اعلیٰ شخص نہیں نہ تو ان سے بڑا فقیہ ہے اور نہ ہی مرتبہ میں ان سے بڑا ہے ہم نے عرض کی جی ہاں اُس صحابی نے فرمایا میں بھی یہی کہتا ہوں لیکن واللہ مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ امت

متفق ہو جائے اور تفرقہ سے بچ جائے بتاؤ اگر پوری امت دروازہ سے گزر جائے تو کیا ایک شخص اس دروازہ سے نہیں گزر سکے گا؟ ہم نے کہا کیوں نہیں تو پھر فرمایا بتاؤ اگر ہر ایک شخص یہی کہے کہ میں اپنے بھائی کا خون نہ بہاؤں گا اس کا مال نہیں لوٹوں گا کیا ان کو ایسا کرنے کی گنجائش ہوگی کہ نہیں ہم نے کہا ہوگی فرمایا میں تمہیں یہی کہتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے حیا تیرے پاس سوائے خیر کے کچھ نہ لائے گا حمید فرماتے ہیں میرے ساتھی نے کہا لقمان کے قصوں میں آتا ہے بعض حیا کمزوری ہے اور بعض حیا اللہ کی طرف سے وقار حمید فرماتے ہیں اس بات پر شیخ کے ہاتھ کانپنے لگ گئے اور فرمایا تم میرے گھر سے چلے جاؤ تم میرے پاس کیوں آئے (یہ ناراضگی حضور کے فرمان کے مقابلے میں حضرت لقمان کی بات کو پیش کرنے پر تھی) حمید فرماتے ہیں میں ان کو ٹھنڈا کرتا رہا حتی کہ وہ ٹھنڈے ہو گئے حمید فرماتے ہیں پھر ہم وہاں سے نکل آئے۔

خیال رہے ان صحابی پاک کے والد کا نام راقم الحروف نے طبقات ابن سعد حضرت اویس قرنی کے حالات سے معلوم کیا ہے ناظرین اس صحیح روایت نے ہم کو جہاں ایک طرف حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے یزید کو ولی عہد مقرر کرنے کا شرعی عذر اور معقول دینی اور سیاسی سبب بتلایا ہے تو دوسری طرف یہ دو باتیں بھی ظاہر کر رہی ہے

(۱)۔ اس وقت یزید فاسق فاجر نہیں تھا اور نہ ہی اس وقت سبب تنازع اور باعث اختلاف اس کا فسق و فجور تھا بلکہ اس کا سبب اس کی بنسبت امت میں بہتر اور افضل لوگوں کے موجود ہوتے ہوئے اس کا ولی عہد اور خلیفہ بننا تھا۔

جولوگ ہمارے ساتھ ضد وعِناد رکھتے ہیں اُن کے لئے درج ذیل دوحوالے خدمتِ رُخسار کے لئے پیش ہیں

مفتی جلال الدین احمد امجدی اپنی کتاب خطباتِ محرم (صفحہ 236) میں لکھتے ہیں

رہا یزید کا فسق وفجور تو یہ کہیں ثابت نہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں یزید فاسق و فاجر تھا اور نہ ہی ثابت ہے کہ انہوں نے یزید کو فاسق وفاجر جانتے ہوئے اپنا جانشین بنایا۔ یزید کا فسق فجور دراصل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ظاہر ہوا اور فسق وفجور ظاہر ہونے کے بعد فاسق قرار دیا جاتا ہے۔ نہ کہ پہلے دیکھئے ابلیس لعین پہلے معلم الملکوت اور عزت و عظمت والا تھا پھر جب اس سے کفر ظاہر ہوا تب اسے کافر قرار دیا گیا تو فسق ظاہر ہونے سے پہلے یزید کو فاسق کیسے ٹھہرایا جاسکتا ہے اور حضرت معاویہ کیسے موردالزام ہوسکتے ہیں۔

نیز مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی) کی کتاب فیضانِ امیر معاویہ (صفحہ 221) میں ہے

وسوسہ: حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے یزید کے فسق وفجور کے باوجود خلیفہ نامزد کر دیا۔

جواب: حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ امیر معاویہ (رضی اللہ تعالی عنہ) کی حیات میں یزید فاسق وفاجر تھا اور امیر معاویہ (رضی اللہ تعالی عنہ) نے اس کو فاسق وفاجر جانتے ہوئے اپنا جانشین کیا یزید کا فسق وفجور امیر معاویہ کے بعد ظاہر ہوا آئندہ کا فسق فی الحال فاسق نہ بنائے گا۔ رب تعالی نے شیطان کو اس کے کفر ظاہر ہونے کے بعد جنت اور جماعت ملائکہ سے نکالا اس سے پہلے اسے ہر جگہ رہنے کی اجازت دی گئی اس کی عظمت و حرمت فرمائی گئی جب شیطان کا کفر وعناد ظاہر ہونے سے پہلے کافر قرار نہ دیا گیا تو یزید فسق وفجور

سے پہلے کیسے فاسق وفاجر کے زمرے میں آسکتا ہے؟اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالی اللہ کیسے مورد الزام بن سکتے ہیں اور اگر کوئی ایسی روایت مل جائے جس سے معلوم ہو کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے یزید کے فسق وفجور سے خبر دار ہوتے ہوئے اسے اپنا خلیفہ مقرر فرمایا تو وہ روایت جھوٹی ہے۔

(۲)۔اتحاد امت کا تحفظ اور افتراق ملت کا دفاع ایسا عظیم موجب ومحرک صرف اور صرف سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیش نظر ہی نہیں تھا دیگر صحابہ اور اہل بیت کرام (حضرت عبداللہ بن جعفر طیار برادر زادہ مولا علی اور امام محمد بن حنفیہ جگر گوشہ مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سامنے بھی موجود تھا اس سے ان لوگوں کو ہدایت حاصل کرنی چاہئے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض اور نفرت رکھتے ہیں اور طرح طرح کے بے سروپا الزام لگاتے ہیں۔

ولی عہد بنانے پر شرعی دلیل

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اپنے آخری ایام میں بغیر صحابہ کے ساتھ مشاورت کرنے کے خلیفہ اور ولی عہد منتخب فرمانا بطور دلیل کافی ہے اور اس کی معقول وجہ بھی موجود ہے کہ جب ارباب حل وعقد کسی ایک شخص پر اس کے امام اور امیر المؤمنین ہونے کے لئے مطمئن اور راضی ہو جاتے ہیں اور اپنے دین اور دنیا کے لیے اس پر اعتماد کر چکے ہوتے ہیں تو ولی عہد بنانے میں بھی اس کو بااعتماد سمجھنا ان کا حق ہے اور اگر بالفرض بعض حضرات خلیفہ کے اس عمل پر راضی نہیں ہوتے تو اس سے کچھ فرق نہیں پاتا۔

امام أبونعیم الأصبهاني (المتوفی: 430ھ) کی کتاب الإمامة والرد علی

الرافضة کے (الصفحة۲۲۶) پر یہ مقولہ حکمت مندرج ہے۔

وَلو أنَ امر أ کَانَ أقوم من قدح لو جدت لهُ غامزاً. وَلن تعدم الْحَسنَاء ذاماً

یعنی اگر کوئی آدمی تیر سے زیادہ سیدھا ہوتا تو اس پر نکتہ چینی کرنے والا ضرور ہوتا ہے اور حسین چہرہ عیب جو سے محفوظ نہیں ہوتا۔

اسی لیے کہتے ہیں القليل كالمعدوم اور للاكثر حكم الكل اب سابقہ تمام تقریر سے اصل سوال کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے یزید کے لیئے بیعت جبراً لی گئی تھی یا اختیاراً اس کا جواب معلوم ہو چکا کہ وہ بیعت ولی عہد اور استخلاف ارباب حل وعقد اور اہلِ مشاورت کی مشاورت سے حاصل کیا گیا تھا محض جبر واکراہ سے نہیں۔

قوی اشکال

لیکن یہاں ایک قوی اشکال باقی ہے جس کا ازالہ ضروری ہے اور وہ یہ ہے حلية الأولياء وطبقات الأصفياء وغیرہ میں سند صحیح کے ساتھ یہ روایت موجود ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ، ثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَوْدُودٍ، ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ يُوسُفَ، ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، ثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّ مُعَاوِيَةَ، أَخْبَرَ "أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ خَرَجُوا مِنَ الْمَدِينَةِ عَائِذِينَ بِالْكَعْبَةِ مِنْ بَيْعَةِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: فَلَمَّا قَدِمَ مُعَاوِيَةُ مَكَّةَ تَلَقَّاهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ بِالتَّنْعِيمِ فَضَاحَكَهُ مُعَاوِيَةُ وَسَأَلَهُ عَنِ الْأَمْوَالِ، وَلَمْ يَعْرِضْ بِشَيْءٍ مِنَ الْأَمْرِ الَّذِي بَلَغَهُ، ثُمَّ لَقِيَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَتَفَاوَضَا مَعَهُ فِي أَمْرِ يَزِيدَ، ثُمَّ دَعَا مُعَاوِيَةُ ابْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهُ: هَذَا صَنِيعُكَ أَنْتَ، اسْتَزْلَلْتَ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ، وَسَنَنْتَ هَذَا الْأَمْرَ، وَإِنَّمَا أَنْتَ ثَعْلَبٌ رَوَّاغٌ لَا تَخْرُجُ مِنْ

جحر إلا دخلت في آخر، فقال ابن الزبير: «ليس بي شقاق، ولكن أكره أن أبايع رجلين، أيكما أطيع بعد أن أعطيكما العهود والمواثيق؟ فإن كنت مللت الإمارة فبايع ليزيد، فنحن نبايعه معك» فقام معاوية حين أبوا عليه فقال: ألا إن حديث الناس ذات غور، وقد كان بلغني عن هؤلاء الرهط أحاديث وجدتها كذبا، وقد سمعوا وأطاعوا ودخلوا في صلح ما دخلت فيه الأمة"

یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا گیا کہ عبد اللہ بن عمر اور عبد الرحمن بن ابی بکر اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنھم یہ تینوں حضرات بیعت یزید سے فرار کرتے ہوے کعبہ کے پناہ گزین بننے کے لیئے مدینے سے تشریف لے گئے جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ میں تشریف لائے تو ان کا حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقام تنعیم پر استقبال فرمایا اور دونوں حضرات آپس میں گپ شپ لگاتے رہے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے احوال کے متعلق پوچھا اور انکار بیعت کا کوئی مسئلہ نہ چھیڑا پھر حضرت عبد اللہ بن عمر اور عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے ملے تو ان دونوں نے بیعت یزید پر گفتگو فرمائی پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ یہ سارا تیرا کام ہے تو نے ان دونوں کو پھسلایا ہے اور اس کام کا پیشوا بنا ہے تو ایک حیلہ گر لومڑی ہے جو ایک سوراخ سے نکلتی ہے اور دوسرے میں داخل ہو جاتی ہے اس پر حضرت ابن زبیر نے فرمایا مجھ میں کسی قسم کی مخالفت نہیں لیکن میں دو شخصوں کی بیعت کرنا پسند نہیں کرتا تم دونوں کے ساتھ عھد و میثاق باندھنے کے بعد تم دونوں میں سے کس کی اطاعت کروں گا بتائیں ؟ اگر آپ امارت و خلافت سے بیزار ہو چکے ہیں۔ تو یزید کی بیعت کریں ہم بھی آپ کے ساتھ اس کی بیعت کرلیں گے جب ان صاحبوں نے انکار فرمایا تو حضرت امیر

معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا کہ خبردار لوگوں کی بات پر عیب یعنی غلط ہے ان تین حضرات کی جانب سے مجھے ایسی باتیں پہنچی ہیں جن کو میں نے جھوٹ پایا ہے یہ حضرات سمع وطاعت کر چکے ہیں اور امت جس خیر کی بات میں داخل ہو چکی ہے اس میں یہ بھی شامل ہو چکے ہیں۔

یہ حلية الأولياء کی روایت ہے تاریخ خلیفة بن خیاط (سنة إحدى وخمسين) کی روایت اس سے طویل تر اور کئی وضاحتوں پر مشتمل ہے اور سند اس کی اگر چہ ضعیف ہے کہ اس میں النعمان بن راشد راوی صدوق سيئ الحفظ ہے لیکن اس کے ضعف کی وجہ چونکہ کذب وغیرہ نہیں بلکہ ضعف حافظہ ہے اس لیے وضاحت کے باب میں مقبول ہے۔

حَدَّثَنا وهب بن جرير بن حَازِم قَال حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ نا النُّعْمَان بن رَاشد عَن الزُّهْرِيّ عَن ذكْوان مولى عَائِشَة قَالَ لما أجمع مُعَاوِيَة أَن يُبَايع لِابْنِهِ يَزِيد حج فَقدم مَكَّة فِي نَحْو من ألف رجل فَلَمَّا دنا من الْمَدِينَة خرج ابْن عُمَر وَابْن الزبير وَعبد الرَّحْمَن بن أَبِي بَكر فَلَمَّا قدم مُعَاوِيَة الْمَدِينَة صعد الْمِنْبَر فَحَمدَ الله وَأثْنى عَلَيْهِ ثمَّ ذكر ابْنه يزِيد فَقَالَ من أَحَق بِهَذَا الْأَمر مِنْهُ ثمَّ ارتحل فَقدم مَكَّة فَقضى طَوَافه وَدخل منزله فَبعث إِلَى ابْن عُمَر فتشهد وَقَالَ أما بعد يَا بن عُمَر فَإِنَّك قد كنت تُحَدِّثنِي أَنَّك لَا تحب أَن تبيت لَيْلَة سَوْدَاء لَيْسَ عَلَيْك أَمِير وَإِنِّي أحذرك أَن تشق عَصا الْمُسلمين وَأَن تسْعَى فِي فَسَاد ذَات بَينهم فَلَمَّا سكت تكلم بن عُمَر فَحَمدَ الله وَأثْنى عَلَيْهِ ثمَّ قَالَ أما بعد فَإِنَّهُ قد كَانَت قبلك خلفاء لَهُم أَبنَاء لَيْسَ ابْنك بِخَير من أبنائهم فَلم يرَوا فِي أبنائهم مَا رَأَيْت أَنْت فِي ابْنك وَلكنهُمْ اخْتَارُوا لِلْمُسلمين حَيْثُ علمُوا الْخِيَار وَإنَّك تحذرني أَن أشق عَصا الْمُسلمين وَأَن أسعى فِي فَسَاد ذَات بَينهم وَلم أكن لأَفْعَل إِنَّمَا أَنا رجل من الْمُسلمين فَإِذا

اجْتمعُوا عَلَى أمر فَإِنَّمَا أَنا رجل مِنهُم فَقَالَ يَرْحمك الله فَخرج ابْن عُمَر وَأَرْسل إِلَى عَبْد الرَّحْمَن بْن أَبِي بَكْر فتشهد وَأخذ فِي الْكَلَام فَقطع عَلَيْهِ كَلَامه فَقَالَ إِنَّك وَالله لَوَدِدْت أَنا وكلناك فِي أَمر ابْنك إِلَى الله وَإِنَّا وَالله لانفعل وَالله لتردن هَذَا الْأَمر شورى فِي الْمُسلمين أَو لنعيدنها عَلَيْك جَذَعَة ثمَّ وثب فَقَامَ فَقَالَ مُعَاوِيَة اللَّهُمَّ اكفنيه بِمَ شِئْت ثمَّ قَالَ عَلَى رسلك أَيهَا الرجل لَا تشرفن بِأَهْل الشَّام فَإِنِّي أَخَاف أَن يسبقوني بِنَفْسِك حَتَّى أخبر العشية أَنَّك قد بَايَعت ثمَّ كن بعد ذَلِك عَلَى مَا بدا لَك من أَمرك ثمَّ أرسل إِلَى ابْن الزبير فَقَالَ يَا ابْن الزبير إِنَّمَا أَنْت ثَعْلَب رواغ كلما خرج من جُحر دخل آخر وَإِنَّك عَمَدت إِلَى هذَيْن الرجلَيْن فنفخت فِي مناخرهما وحملتهما عَلَى غير رأيهما فَتكلم ابْن الزبير فَقَالَ إِن كنت قد مللت الْإِمَارَة فاعتزلها وهلم ابْنك فلنبايعه أَرَأَيْت إِذا بَايعنَا ابْنك مَعَك لأيكما نسْمع لأيكما نطيع لَا نجمع الْبيعَة لكَمَا وَالله أبدا ثمَّ قَامَ فراح مُعَاوِيَة فَصَعدَ الْمِنْبَر فَحَمدَ الله وَأثْنى عَلَيْهِ ثمَّ قَالَ إِنَّا وجدنَا أَحَادِيث النَّاس وَذَوَات عوار زَعَمُوا أَن ابْن عُمَر وَابْن الزبير وَابْن أَبِي بَكْر الصّديق لم يبايعوا يَزِيد قد سمعُوا وأطاعوا وَبَايَعُوا لَهُ فَقَالَ أهل الشَّام لَا وَالله لَا نرضى حَتَّى يبايعوا على رُؤُوس النَّاس وَإِلَّا ضربنا أَعْنَاقهم فَقَالَ مَه سُبْحَانَ الله مَا أسْرع النَّاس إِلَى قُرَيْش بالسوء لَا أسمع هَذِه الْمقَالة من أحد بعد الْيَوْم ثمَّ نزل فَقَالَ النَّاس بَايع ابْن عُمَر وَابْن الزبير وَابْن أَبِي بَكر وَيَقُولُونَ لَا وَالله مَا بايعنَا وَيَقُول النَّاس بلَى لقد بايعتم وارتحل مُعَاوِيَة فلحق بِالشَّام وَحَدَّثَنَا وهب قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَن أَيُّوب عَن نَافِع قَالَ خطب مُعَاوِيَة فَذكر ابْن عُمَر فَقَالَ وَالله ليبايعن أَو لأقتلنه فَخرج عَبْد الله بْن عَبْد الله بْن عُمَر إِلَى أَبِيه فَأخْبرهُ وَسَار إِلَى مَكَّة ثَلَاثًا فَلَمَّا أخبرهُ بَكَى ابْن عُمَر

فبلغ الخبر عبد اللہ بن صفوان فدخل علی ابن عمر فقال أخطب ھذا بکذا قال نعم فقال ما تريد أتريد قتاله فقال يا ابن صفوان الصبر خير من ذلك فقال ابن صفوان و الله لئن أراد ذلك لأقاتلنه فقدم معاوية مكة فنزل ذا طوى فخرج إليه عبد الله بن صفوان فقال أنت الذي تزعم أنك تقتل ابن عمر إن لم يبايع لابنك فقال أنا أقتل ابن عمر إني و الله لا أقتله

ترجمہ: ہم سے وہب بن جریر بن حازم نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں نعمان بن راشد نے بیان کیا حضرت زہری وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غلام ذکو ان سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کا فیصلہ فرمایا کہ ان کے بیٹے یزید کے لیے بیعت لی جائے تو انہوں نے حج کا قصد فرمایا پس وہ ایک ہزار افراد کے ساتھ مکہ مکرمہ تشریف لاتے پھر جب وہ مدینہ طیبہ کے قریب ہوئے تو عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر، عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے رخصت ہو کر مکہ شریف کی طرف چل پڑے پھر جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف پہنچے تو منبر پر جلوہ افروز ہوئے کہ یزید سے زیادہ کون خلافت کا حقدار ہے پھر وہاں سے کوچ فرما کر مکہ مکرمہ تشریف لائے طوافِ زیارت ادا فرمایا اور اپنے گھر تشریف لے گئے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف پیغام بھیجا (جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے) تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا اے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ مجھ سے یہ بات بیان کیا کرتے تھے کہ آپ پسند نہیں کرتے کہ آپ ایک تاریک رات اس طرح گزاریں کہ آپ پر کوئی امیر نہ ہو اور میں آپ کو مسلمانوں کے اتحاد کو توڑنے اور ان کے مابین فساد کی کوشش کرنے سے ڈراتا ہوں پس جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش ہوئے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلام شروع فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا اما

بعد بے شک آپ سے پہلے ایسے خلفاء گذر چکے جن کے ایسے جلیل القدر بیٹے تھے۔ کہ آپ کا بیٹا ان کے بیٹوں سے بہتر نہیں ہے۔ پس انہوں نے اپنے بیٹوں کے متعلق اس چیز کا خیال نہ فرمایا جو آپ نے اپنے بیٹے کے لیے خیال فرمایا سابقہ خلفاء نے مسلمانوں کو اختیار دیا کہ وہ عمدہ لوگوں کو اس کام کے لیے اختیار فرمائیں اور آپ مجھے مسلمانوں کے اتحاد کو توڑنے سے ڈراتے ہیں پس جب وہ کسی معاملہ میں اتحاد فرمالیں گے تو میں بھی ان میں سے ایک فرد ہوں گا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ عز وجل تجھ پر رحم فرمائے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے تشریف لے گئے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف پیغام بھیجا (جب وہ تشریف لائے) انہوں نے حمد وثناء کے بعد کلام شروع کیا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی بات کاٹی تو حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ عز وجل کی قسم آپ پسند کرتے ہیں کہ ہم آپ کو آپ کے بیٹے کے معاملے میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں اور بخدا ہم ایسا نہیں کریں گے۔ اللہ عز وجل کی قسم آپ کو یہ معاملہ مسلمانوں کی مجلس شوریٰ کے مابین پیش کرنا ہوگا پھر وہ فوراً اٹھے اور تشریف لے گئے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا کی اے اللہ عز وجل تو جیسے چاہے اس کے لیے مجھے کافی ہوگا پھر انہوں نے فرمایا اے عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبر وتحمل سے کام لو اہل شام کے پاس نہ جانا کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ تمہیں قتل کرنے میں وہ مجھ سے سبقت لے جائیں گے حتیٰ کہ میں عشاء کے وقت لوگوں کو بتاؤں گا کہ تو نے بیعت کرلی ہے پھر اس کے بعد جو مناسب سمجھنا کرنا پھر انہوں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف پیغام بھیجا (جب وہ تشریف لے آئے) تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم ایک حیلہ گر لومڑی ہو جب بھی

ایک سوراخ سے نکلتے ہو تو دوسرے میں داخل ہو جاتے ہو بے شک تم نے ہی ان میں دونوں کو سہارا دیا (یعنی بیعت کے معاملہ سے پھسلایا)۔ پھر ان دونوں کی ناک میں پھونکا اور ان کو ان کے نظریہ کے غیر پر ابھارا پس حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلام شروع فرمایا اور کہا کہ اگر آپ حکومت سے اکتا چکے ہیں تو اس سے الگ ہو جائیں اور اپنے بیٹے کو پیش کریں ہم اس کی بیعت کریں آپ ہمیں بتائیں کہ ہم جب آپ کے ساتھ آپ کے بیٹے کی بیعت کریں گے تو تم دونوں میں سے ہم کسی کی بات سنیں گے اور کس کی اطاعت کریں اللہ عزوجل کی قسم ہم کبھی بھی تم دونوں کے لیے بیعت کو جمع نہیں کریں گے پھر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کر چلے گئے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوشی کا اظہار فرمایا اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اللہ عزوجل کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا کہ ہم نے لوگوں کی باتوں کو پر عیب یعنی غلط پایا انہوں نے عبداللہ بن عمر عبداللہ بن زبیر اور عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق یہ گمان کیا کہ انہوں نے یزید کی بیعت نہیں کی حالانکہ ان اصحاب ثلثہ نے بات سن کر اطاعت کی اور یزید کی بیعت کی تو شامیوں نے کہا ہم اسوقت تک راضی نہ ہونگے جب تک وہ لوگوں کے سامنے بیعت نہ کریں ورنہ ہم ان کی گردنیں اڑا دیں گے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے از راہ تعجب سبحان اللہ فرمایا اور کہا ٹھہرو کس قدر لوگ قریش کو تکلیف دینے میں جلدی کرتے ہوں آج کے بعد میں کسی سے یہ بات نہ سنوں پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر سے اتر گئے تو لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ عبداللہ بن عمر عبداللہ بن زبیر اور عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیعت کر لی اور یہ حضرات ثلاثہ کہنے لگے اللہ عزوجل کی قسم ہم نے بیعت نہیں کی اور لوگ کہنے لگے کیوں نہیں یقیناً تم نے بیعت کی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوچ فرما کر شام تشریف لے گئے۔

اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ ہم سے وہب نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں مجھ سے میرے والد نے ایوب سے بیان کیا اور انہوں نے حضرت نافع سے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر فرمایا تو فرمانے لگے اللہ عزوجل کی قسم وہ ضرور بیعت کرلے گا یا میں اسے قتل کردوں گا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے حضرت عبداللہ اپنے والد کے پاس گئے اور انہیں اس بات کی خبر دی پس جب انہوں نے اپنے باپ کو خبر دی تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے اس سارے معاملہ کی خبر عبداللہ بن صفوان کو پہنچی وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے اور انہوں نے عرض کی مجھے اس طرح خبر دی گئی ہے آپ نے فرمایا جی ہاں (معاملہ ایسے ہی ہے) انہوں نے عرض کی آپ کا کیا ارادہ ہے کیا آپ ان کے ساتھ جنگ کرنا چاہتے ہیں تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابن صفوان جنگ سے صبر کرنا جنگ سے بہت بہتر ہے تو ابن صفوان نے کہا اللہ عزوجل کی قسم اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ چاہتے ہیں تو میں ان کیساتھ ضرور جنگ کروں گا پس حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ میں وادی ذی طوی میں پہنچے تو عبداللہ بن صفوان ان کے پاس تشریف لائے اور کہا آپ ہی وہ شخص ہیں جو یہ گمان کرتے ہیں کہ آپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دیں گے اگر وہ آپ کے بیٹے کی بیعت نہ کریں تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے از راہ تعجب فرمایا کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کروں گا؟ اللہ عزوجل کی قسم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل نہیں کروں گا۔

بلکہ بیعت یزید کے لئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کی دھمکی دینا اور حضرت عبداللہ بن صفوان کا ابن عمر کی حمایت کرنا الطبقات الکبری، الجزء الرابع، الطَّبَقَةُ الثَّانِيَةُ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارِ مِمَّنْ لم يشهد بدرًا، 402- عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ میں دو صحیح سندوں کے ساتھ آیا ہے۔

قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ مُعَاوِيَةُ الْمَدِينَةَ حَلَفَ عَلَى مِنْبَرِ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَيُقْتَلَنَّ ابْنُ عُمَرَ. قَالَ فَجَعَلَ أَهْلُنَا يَقْدُمُونَ عَلَيْنَا. وَجَاءَ عَبْدُ اللهِ بْنُ صَفْوَانَ إِلَى ابْنِ عُمَرَ فَدَخَلَا بَيْتًا وَكُنْتُ عَلَى بَابِ الْبَيْتِ. فَجَعَلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ صَفْوَانَ يَقُولُ: أَفَتَتْرُكُهُ حَتَّى يَقْتُلَكَ؟ وَاللهِ لَوْ لَمْ يَكُنْ إِلا أَنَا وَأَهْلُ بَيْتِي لَقَاتَلْتُهُ دُونَكَ. قَالَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: أَفَلا أَصْبِرُ فِي حَرَمِ اللهِ؟ قَالَ وَسَمِعْتُ نَجِيَّهُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ مَرَّتَيْنِ فَلَمَّا دَنَا مُعَاوِيَةُ تَلَقَّاهُ النَّاسُ وَتَلَقَّاهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ صَفْوَانَ فَقَالَ: أيهن ما جئتنا به. جئت لِتَقْتُلَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ! قَالَ: وَاللهِ لا أقتله.

ترجمہ: فرمایا ہمیں اسماعیل بن ابراھیم نے ابن عون سے اور انہوں نے نافع سے روایت کیا۔ کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ تشریف لائے تو منبر پر حلف اٹھایا کہ میں ابن عمر کو قتل کروں گا۔ تو عبداللہ بن صفوان ابن عمر کے پاس آئے اور ایک کمرے میں بیٹھ کر گفتگو کی اور میں دروازے پر تھا تو عبداللہ بن صفوان فرمانے لگے کہ آپ کیوں چپ بیٹھے ہیں وہ آپ کو قتل کرنے کیلئے تیار ہیں اللہ کی قسم اگر کوئی اور نہ ہو تو میں اور میرے اہل آپ کی خاطر لڑیں تو حضرت ابن

عمر نے فرمایا۔کیا میں اللہ کے حرم میں صبر نہ کروں؟ تو جب حضرت معاویہ قریب آئے تو لوگوں نے ان کا استقبال کیا حضرت عبداللہ بن صفوان بھی پہنچ گئے تو آپ نے فرمایا سناؤ ہمارے پاس کیسے آئے کیا ابن عمر کو قتل کرنے آئے؟ تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم میں ان کو قتل نہیں کروں گا۔

ازالہ اشکال

جہاں تک غلط بیانی کی بات ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان حضرات کے جواب اور کلام سے ایک گونہ اقرار سمجھا جاتا ہے۔حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمانا مجھے کوئی مخالفت نہیں پھر فرمانا تم خلافت سے دست بردار ہو کر اس کیلئے بیعت لو ہم حاضر ہیں۔کیا معنی رکھتا ہے اس سے تو صاف پتہ چلتا ہے کہ بیعت یزید پر وہ ذاتی طور پر کوئی اعتراض نہ رکھتے تھے اگر اعتراض تھا بیک وقت دو بیعتوں کو قائم رکھنے کا تھا اور اس کا جواب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے بالکل واضح ہے کہ دونوں بیعتیں مستقل نہیں تھیں جس طرح کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ولی عہد مقرر فرمایا تو دو بیعتیں بیک وقت قائم ہونے اور موجود رہنے کا اعتراض اٹھانا غلط تھا کیونکہ مستقل نہیں تھیں اسی طرح یہ تھیں اور جہاں تک جبر واکراہ کا تعلق ہے تو اس کا جواب اس روایت میں آپ نے دیکھ لیا کہ اھل شام کے لوگوں کی وہ جماعت جو آپ کے ہم رکاب تھی انہوں نے جبر کرنا چاہا لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں منع فرمایا یہ کہہ کر کہ قریش کے ساتھ بدی کیا معنی؟ میں آج کے بعد ایسی بات ہرگز نہ سنوں ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ چونکہ ان حضرات کی کلام سے صریح انکار نہیں بلکہ ایک نوع کا اقرار سمجھا جاتا ہے لہذا آپ نے ان کی طرف سے بیعت کے اقرار کا اعلان فرما دیا اور دونوں اعتراضوں کے جواب میں مزید یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ مان لیا غلط بیانی

کی گئی تھی اور جھوٹ بولا گیا تھا لیکن دیکھنا ہو گا دونوں کا مقتضی و داعی مصلحت تھی یا مفسدت تھی ثانی کا منفی ہونا صحابہ سے یقینی ہے۔ رہی اول یعنی مصلحت تو اُس کا گناہ نا ہونا یقینی ہے دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی (مصلحت کا جھوٹ فتنہ انگیز سچ سے بہتر ہے) حکم موضوعہ میں سے ہے بلکہ شرائع مستمرہ متواترہ میں سے ہے لیجئے

مولا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کے لئے بھی جبر و اکراہ ثابت ہے۔

چنانچہ أبو بكر بن أبي شيبة(المتوفى: 235هـ) کی کتاب الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار، كِتَابُ الْأُمَرَاءِ میں صحیح سندوں کے ساتھ آیا ہے کہ حضرت طلحہ و حضرت زبیر نے فرمایا۔ (تلوار کے زور پر ہم سے بیعت لی گئی)

30627 - حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو نَضْرَةَ أَنَّ رَبِيعَةَ كَلَّمَهُ فِي مَسْجِدِ بَنِي سَلَمَةَ فَقَالَ: » كُنَّا فِي نَحْرِ الْعَدُوِّ حَتَّى جَاءَتْنَا بَيْعَتُكَ هَذَا الرَّجُلَ ثُمَّ أَنْتَ الْآنَ تُقَاتِلُهُ« ,أَوْ كَمَا قَالُوا ,فَقَالَ: "إِنِّي أُدْخِلْتُ الْحُشَّ وَوُضِعَ السَّيْفُ عَلَى عُنُقِي فَقِيلَ: بَايِعْ وَإِلَّا قَاتَلْنَاكَ " , قَالَ: »فَبَايَعْتُ وَعَرَفْتُ أَنَّهَا بَيْعَةُ ضَلَالَةٍ« قَالَ التَّيْمِيُّ: وَقَالَ وَلِيدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ: إِنَّ مُنَافِقًا مِنْ مُنَافِقِي أَهْلِ الْعِرَاقِ جَبَلَةَ بْنَ حَكِيمٍ قَالَ لِلزُّبَيْرِ: إِنَّكَ قَدْ بَايَعْتَ , فَقَالَ الزُّبَيْرُ: " إِنَّ السَّيْفَ وُضِعَ عَلَى عُنُقِي ,فَقِيلَ لِي: بَايِعْ وَإِلَّا قَاتَلْنَاكَ " ,قَالَ: »فَبَايَعْتُ«

ترجمہ: ربیعہ بی بی نے طلحہ سے محمد بن مسلمہ کے متعلق بات کی اس نے کہا ہم دشمن کے سامنے تھے جس وقت ہمارے پاس تمہارے اس شخص (یعنی مولا علی) کے بیعت کرنے کی خبر پہنچی پھر اب تم اس سے جنگ کرتے ہو پس اس نے کہا مجھے کھجور کے درختوں کے جھنڈ میں داخل کیا گیا اور میری گردن پر تلوار رکھ دی گئی پھر مجھ سے

کہا گیا بیعت کرو ورنہ ہم تجھے قتل کر دینگے تو میں نے اس حال میں بیعت کی میں جانتا تھا کہ یہ بیعت بیعت ضلالہ ہے۔ تیمی کہتے ہیں کہ ولید بن عبدالملک نے کہا کہ اصل عراق کے منافقوں میں سے ایک منافق جبلہ بن حکیم ہے اس نے حضرت زبیر سے کہا بیشک آپ بیعت کر چکے ہیں حضرت زبیر نے فرمایا کہ میری گردن پر تلوار رکھ کر مجھ سے کہا گیا بیعت کرو ورنہ ہم تمھیں قتل کر دینگے تو میں نے بیعت کر لی۔

لیکن خیال رہے کہ مولا علی کی بیعت کے لئے یہ جبر و اکراہ آپ کے علم و اطلاع کے بغیر ان لوگوں کی طرف سے تھا جو سبائی نظریات کے حامل تھے اور مولا علی کی جماعت میں قتل سیدنا عثمان غنی کے بعد شامل ہو گئے تھے کیونکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ سے صحیح سندوں کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا۔

لا حاجة لي في أمركم، أنا معكم فمن اختَرْتمُ فقد رضيتُ به

ترجمہ: مجھے تمہارے معاملے میں کوئی حاجت نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں جیسے تم پسند کرو میں اس پر راضی ہوں۔

بلکہ صحیح البخاري کے مطابق حضرت اسامہ بن زید جو کہ رجال کشّی، مجالس المومنین اور تنقیح المقال کے مطابق شیعان علی سے ہیں اور محبوب رسول خدا ہیں اور حضور کے اہل بیت میں سے ہیں کیونکہ ان کے والد گرامی زید بن حارثہ حضور کے منہ بولے بیٹے ہیں امام حسین نے ان کی تجہیز و تکفین فرمائی اور قرضے ادا فرمائے جب انہوں نے مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیت المال کا حصہ مانگا تو انہوں نے کچھ نہ دیا محض اس وجہ سے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پریشانی کی وجہ سے بیعت نہ فرمائی اور جمل وصفین میں غیر جانب دار رہے لیکن امام حسن امام حسین اور امام عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہم نے بیت المال سے ان کو مال کثیر دیا۔

چنانچہ الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري ،كِتَابُ الفِتَنِ ،بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ: »إِنَّ ابْنِي هَذَا لَسَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ المُسْلِمِينَ« میں ہے

اخبرني محمد بن علي أن حرملة مولى أسامة أخبره قال عمرو: وقد رأيت حرملة قال: أرسلني أسامة الى علي وقال: انه سيسألك الآن فيقول: ما خلف صاحبك؟ فقيل له: يقول لك لو كنت في شدق الأسد لأحببت أن أكون معك فيه، لكن هذا أمر لم أره فلم يعطني شيئا فذهبت الى حسن و حسين و ابن جعفر فأوقروا الى راحلتي۔

ترجمہ: عمرو بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی اور انہیں حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام حرملہ نے خبر دی حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے حرملہ کو دیکھا حرملہ نے فرمایا مجھے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (مدینہ سے کوفہ) میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا اور فرمایا بے شک وہ عنقریب تم سے پوچھیں گے اور کہیں گے تمہارے صاحب کو کس چیز نے پیچھے چھوڑا (یعنی وہ میری مدد کرنے کیوں نہیں آیا) اور تم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنا وہ اسامہ کہتے ہیں کہ اگر آپ شیر کے منہ میں ہوتے تو میں آپ کے ساتھ وہاں ہونے کو پسند کرتا لیکن یہ (یعنی مسلمانوں کیساتھ جنگ کرنا) ایک ایسا معاملہ ہے جس کو میں جائز نہیں سمجھتا۔ پس انہوں نے مجھے کوئی چیز نہ دی تو میں حضرت حسن، حضرت حسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا انہوں نے میرے لیے سواری سامان سے بھر دی۔

تنبیہ: اس صحیح روایت سے چند باتیں ناقابل رد ثابت ہوتی ہیں

(۱) ۔مولا علی کی طرف سے بھی خلافت اور اپنے موقف کی حمایت کے لیئے سخت اور

نرم ہر طرح کا رویہ اختیار کیا گیا تھا

(۲)۔ بڑے بڑے اتفاقی محبوبان خدا اور رسول جل و علی و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مولا علی کی خلافت اور حمایت سے پیچھے رہے اپنے اجتہاد کی وجہ سے مگر ان کی شان محبوبیت اور علو مرتبت میں کچھ فرق نہیں آیا لہذا اس تخلف اور مخالفت کی وجہ سے ان کی یا دوسروں کی تکفیر و تفسیق کرنے والوں کو اپنی سوء عاقبت کی فکر کرنی چاہیے تنقیح المقال والے کو یہ حقیقت لکھنا پڑی

نعم حبّ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم له و تامیره علی الجیش یدلّ علی و ثاقته لعدم تعقل تامیره صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الفاسق علی الجیش و لکن لا شکال فی صدور منافیات من الرجل۔

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان سے محبت فرمانا اور ان کو لشکر کا امیر بنانا ان کے با اعتماد ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام سے یہ بات غیر معقول ہے کہ وہ کسی فاسق کو لشکر کا امیر بنائیں لیکن منافی اعتماد باتوں کا ان سے صادر ہونا بھی بلا اشکال ہے (اہل رفض کا ایسے اشکالات سے نکلنا محال ہے)

(۳)۔ اہل بیت کا دینی دنیاوی مسائل میں اجتہاد فرمانا اور اس اجتہاد میں کبھی خطا واقع ہو جانا بھی ثابت ہوا کیونکہ ظاہر ہے مولا علی کا حضرت اسامہ کو مال نہ دینا اگر اجتہادی صواب ہے تو آپ کے شہزادوں کا دینا یقینا اجتہادی خطا ہے اور اگر یہ اجتہادی صواب ہے تو وہ اجتہادی خطا ہے لہذا اہل بیت کرام کے متعلق عصمت عن الخطأ الاجتہادی کا نظریہ رکھنا حماقت اور خلاف اہل بیت ہے۔

اطاعت امیر المومنین کے فریضے کی ادائیگی کے پیش نظر رضامندی سے یزید کی بیعت کرنے والے صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کے اسمائے گرامی بمع ان کے مختصر حالات سن وفات اور حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

خیال رہے حضور غوث پاک میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد وخلیفہ اور اسماء

الرجال کے مشہور امام (الکمال فی اسماء الرجال) کے مصنف عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي الجماعيلي الدمشقي الحنبلي، أبو محمد، تقي الدين (المتوفى: 600ھ) کا ایک فتوی یزید سے متعلق امام حافظ زين الدين عبد الرحمن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامي، البغدادي، ثم الدمشقي، الحنبلي (المتوفى: 795ھ) نے ذيل طبقات الحنابلة، وفيات المائة السابعة، من سنة 601 - إلى سنة 700 ھ، عَبْد الغني بن عبد الواحد، ذكر شيْء من فتاوى الحافظ عَبْد الغني ومسائله امام موصوف کے ترجمہ کے آخر میں نقل فرمایا ہے بعینہ الفاظ درج ذیل ہیں۔

وسئل عَن يَزِيد بْن مُعَاوِيَة؟ فأجاب: خلافته صحيحة. قَالَ: وَقَالَ بَعْض الْعُلَمَاء: بايعه ستون من أَصْحَاب رَسُول اللهَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْهُم ابْن عُمَر. وَأَمَّا محبته: فمن أحبه فلا ينكر عَلَيْهِ، ومن لَمْ يحبه فلا يلزمه ذَلِكَ، لأنه لَيْسَ من الصحابة الذين صحبوا رَسُول اللهَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فيلتزم محبتهم إكراما لصحبهم وليس ثَمّ أمر يمتاز بِهِ عَن غيره من خلفاء التابعين، كعبد الْمَلِك وبنيه. وإنما يمنع من التعرض للوقوع فِيهِ، خوفا من التسلق إِلَى أَبِيهِ، وسدا لباب الْفِتْنَة.

ترجمہ: یزید بن معاویہ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا اس کی خلافت درست ہے اور فرمایا بعض علماء نے کہا ہے کہ ساٹھ صحابہ نے اس کی بیعت کی ان میں سے ایک عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں اور جہاں تک یزید کے ساتھ محبت کا تعلق ہے جو اس سے محبت کرے اس پر انکار نہیں کیا جا سکتا اور جو اس سے محبت نہ کرے اس پر کوئی الزام نہیں کیونکہ وہ ان صحابہ میں سے نہیں جنہیں حضور علیہ السلام کی صحبت میسر ہوئی کہ ان کی محبت کا التزام ضروری ہو ان کی صحبت کے اکرام کے پیش نظر اور یہاں کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے

جس کی وجہ سے یزید اپنے علاوہ خلفائے تابعین سے ممتاز ہو سکے جیسا کہ عبدالملک اور اس کے بیٹے اور یزید کے متعلق طعن کے درپے ہونا اس خوف سے منع ہے کہ یہ

طعن اس کے والد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف زبان درازی کا سبب نہ بنے اور فتنے کے دروازے کو بند کرنے کے لیے۔

اس فتویٰ میں مجال نظر کے ساتھ جو بات ہمیں پیش کرنا مطلوب ہے وہ ہے امام عبدالغنی مقدسی کے معاصر یا مسابق بعض علماء کا یہ قول کہ ساٹھ صحابہؓ کرام نے یزید کی بیعت کی لیکن ہم بحمداللہ تعالیٰ ۵۷ صحابہ اور اہل بیت عظام مع ضروری تفصیلات پیش کر رہے ہیں۔ لیکن اجمالاً گذارش یہ ہے کہ حضرت معاویہ کی طرف سے یزید کی ولی عہدی کی بیعت لینے کی تاریخ قول صحیح کے مطابق سن ۵۴ ہجری ہے لہذا جو صحابہ اور اہل بیت اس تاریخ میں زندہ اور موجود تھے انہوں نے لامحالہ یزید کی بیعت کی تھی کیونکہ اگر نہ کرتے تو محاربہ ومقاتلہ ان کے ساتھ بھی ہوتا جو قطعاً ثابت نہیں ہے لہذا ان کی فہرست پیش کی جاتی ہے

صحابی کا نام	مختصر حالات	سن وفات	حوالہ
(۱)۔جابر بن عبداللہ الانصاری	بیعت عقبہ میں حاضر ہوئے تھے	سنہ ۷۸ھ	البدایہ والنہایہ
(۲)۔ابوسعید خدری سعد بن مالک بن سنان انصاری خزرجی خندقی	صحیح سند سے ثابت ہے کہ یوم حرہ کی لڑائی میں شریک ہونے کی بجائے غار میں چھپ گئے تھے	سنہ ۷۴ھ	البدایہ والنہایہ
(۳)۔ابوایوب انصاری خالد بن زید	قسطنطنیہ یزید کی امارت میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے یزید کو تکفین وتدفین کی وصیت فرمائی اور اس نے پوری کی	سنہ ۵۲ھ	صحیح بخاری ا۔ابواب التہجد۔باب صلاۃ النوافل مع جماعۃ حدیث نمبر ۱۱۸۵
(۴)۔حضرت اسیر	ان کی روایت پیچھے گزر چکی ہے	نامعلوم	طبقات ابن سعد، الاستیعاب، اسدالغابہ، تاریخ خلیفہ

(۵)۔عبداللہ بن عمرو بن العاص فاتح مصر	حضور ﷺ کی طرف سے ان کو کتابت حدیث کی اجازت ملی تھی	سنہ ۶۵ھ	
(۶)۔نعمان بن بشیر الانصاری	یہ پہلے بچے ہیں جو بعد ہجرت انصار اخیار کے گھر پیدا ہوئے حضور ﷺ نے گھٹی دی فرمایا محمود سیرت جئے گا شہید ہو کر مرے گا اور جنت میں جائے گا	سنہ ھ	تاریخ دمشق اور البدایہ والنہایہ وغیرہ
(۷)۔ابو واقد لیثی	حدیث ذات انواط کے راوی ہیں	سنہ ۶۹ھ	البدایہ
(۸)۔معبد بن خالد جهنی		سنہ ۷۲ھ	طبقات ۵۳۴
(۹)۔عبداللہ بن عامر	حضرت عثمان غنی کے ماموں زاد بھائی ہیں حضور ﷺ نے ان کے منہ شریف میں لعاب مبارک ڈالا تو نگلنے لگ گئے فرمایا انہ لمسقی تو جس زمین کو استعمال کرتے پانی نکل آتا	سنہ ۵۸ھ	البدایہ
(۱۰)۔شداد بن اوس انصاری خزرجی	حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم کے بھتیجے تھے	سنہ ۸۵ھ	تاریخ الذہبی جلد ۲ صفحہ ۸۶
(۱۱)۔ابو برزہ اسلمی نضلہ بن عبید	امام عالی مقام کے مبارک سر شریف پر چھڑی مارنے سے ابن زیاد کو انہوں نے روکا تھا۔	۶۰ ھ	تاریخ الذہبی

(۱۲)۔معقل بن یسار مزنی	صحابی جلیل شریک بیعت رضوان ہوئے درخت رضوان جس کا قرآن میں ذکر ہے اس کی شاخیں حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے آپ ہی ہٹاتے تھے	سنہ ۵۹ھ	
(۱۳)۔ابوہریرہ عبد الرحمن بن صخر		سنہ ۶۰ھ	تاریخ الذہبی
(۱۴)۔عقبہ بن عامر جھنی	کاتب وقاری قرآن تھے	سنہ ۵۸ھ	تاریخ الذہبی
(۱۵)۔صفوان بن المعطل	جنگ مریسیع میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے مسئلہ افک میں یہی متہم کئے گئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی براءت نازل فرمائی	سنہ ۶۰ھ	بدایہ والنہایہ جلد ۸
(۱۶)۔انس بن مالک انصاری	خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انہوں نے تو حجاج بن یوسف کو بھی مجتھد قرار دیا اگرچہ ثابت نہیں کر پائے	سنہ ۹۳ھ	واقعہ مسائل صالح و تاریخ دمشق حالات نفیع بن حارث ابو بکرہ صحابی صفحہ ۲۱۱
(۱۷)۔قیس بن سعد انصاری	مولا علی کی خاص فوج شرطۃ الخمیس کے امیر تھے دس سال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی [illegible]	سنہ ۵۹ھ	البدایہ

(۱۸) ۔عبداللہ بن مالک بن القشبہ			
(۱۹) جابر بن عتیک بن قیس ابو عبداللہ الانصاری السلمی	بدری ہیں فتح مکہ کے دن علم بردار انصار تھے	سنہ ۶۱ھ	البدایہ والنھایہ جلد ۸ صفحہ ۶۹
(۲۰) ۔حمزہ بن عمرو الاسلمی	فرماتے ہیں ہم ایک اندھیری رات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تھے تو انگلیاں روشنی دینے لگ گئیں جس روشنی میں میں نے ساتھیوں کا سامان جمع کیا۔	سنہ ۶۱ھ	تاریخ کبیر امام بخاری میں سند جید کے ساتھ
(۲۱) ۔شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ عبدری حجبی صاحب مفتاح الکعبۃ	یہ وہی صحابی ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تلوار مارنا چاہا تو آگ کے شعلہ نے ظاہر ہو کر روکا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے شیبہ قریب ہو آپ قریب ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سینہ شریف پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اے اللہ اسکو شیطان سے پناہ دے دے آپ فرماتے ہیں جب ہاتھ شریف اٹھایا تو آپ کی ذات شریف مجھے ہر چیز حتی کہ میری شنوائی اور بینائی سے محبوب تر ہو گئے تھے پھر حضور	سنہ ۶۱ھ	بدایہ جلد ۸ صفحہ ۳۰۰۔۲۹۹

	ﷺ آگے بڑھے اور دشمن سے لڑے حضرت فرماتے ہیں میں دشمن کی طرف بڑھا واللہ میرا باپ بھی میرے سامنے آتا میں اس کو بھی قتل کر دیتا امام ابن کثیر نے لکھا ہمارے وقت تک کعبہ کی چابی بنوشیبہ کے پاس ہی ہے۔		
(۲۲)۔عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب بن ھاشم۔	ھاشمی ہیں مدینہ شریف سے دمشق منتقل ہو گئے تھے اور دنیا سے جاتے وقت یزید بن معاویہ پلید کو اپنے مال و جائیداد وغیرہ کے لیے وصیت کر گئے تھے	سنہ ٦١ھ	
(۲۳)۔الولید بن عقبہ بن ابی معیط حضرت عثمان غنی کے مادری بھائی ہیں۔	امام سیدنا مولا علی وسیدنا معاویہ کے دور میں شہر رقہ میں تشریف لے گئے اور ساری جنگوں میں علیحدہ اور غیر جانب دار رہے۔		
(۲۴)۔بریدۃ بن الحصیب الاسلمی	سفر ہجرت کے دوران ۸۰ نفر لے کر حاضر خدمت ہوئے	سنہ ٦٢ھ	البدایہ

	اور ایمان لائے آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے انھیں عشاء کی نماز پڑھائی اور سورۃ مریم شریف کی ابتدائی آیات انھیں تعلیم فرمائیں۔		
(۲۵)۔عمرو بن حزم	ان کو آنحضرت ﷺ نے نجران کا عامل بنایا تھا	سنہ ۶۲ھ	بدایہ صفحہ ۶۰۶
(۲۶)۔عقبہ بن نافع الفہری	ان کو حضرت معاویہ نے افریقہ کے لشکر کا امیر بنایا تھا وہاں کا مشہور شہر قیروان جنگلی درندوں اور حشرات الارض سے بھرا ہوا تھا حضرت نے دعا مانگی تو سب کے سب اپنے بچوں کو اٹھا کر نکل گئے اور حضرت نے اس شہر قیروان کو بسایا لہذا آپ ہی بانی ہیں۔	سنہ ۶۲ھ	البدایہ
(۲۷)۔مسلمہ بن مخلد الانصاری	فتح مصر میں شریک تھے سیدنا معاویہ و یزید پلید کی طرف سے مصر کے امیر لشکر رہے	سنہ ۶۲ھ	البدایہ
(۲۸)۔نوفل بن معاویہ الدیلی	فتح مکہ وحنین میں شریک ہوئے		
(۲۹)۔معقل بن سنان اشجعی		سنہ ۶۳ھ	

(۳۰)۔مسور بن مخرمہ	صحابی صغیر ہیں	سنہ ۶۴ھ	البدایہ
(۳۱)۔اسید بن ظہیر انصاری	یہ خندقی صحابی ہیں	سنہ ۶۵ھ	
(۳۲)۔عبداللہ بن مسعدہ فزاری			
(۳۳)۔جابر بن سمرہ بن جنادہ	باپ بیٹا دونوں صحابی ہیں	سنہ ۶۹ھ	البدایہ
(۳۴)۔عاصم بن عمر بن خطاب	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ شریف میں پیدا ہوئے		
(۳۵)۔عبدالرحمن بن ابزی خزاعی	مولا علی کی طرف سے خراسان کے والی رہے	سنہ ۷۱ھ	
(۳۶)۔عبدالرحمن بن عسیلہ مرادی	عبدالملک بن مروان کیساتھ چارپائی پر بیٹھتے تھے علماء صلحاء میں سے تھے	سنہ ۷۱ھ	
(۳۷)۔عمر بن ابی سلمہ مخزومی مدنی	ربیب النبی علیہ السلام سیدہ ام سلمہ کے پہلے خاوند سے بیٹے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود شریف میں پلے ہیں	سنہ ۷۱ھ	
(۳۸)۔سفینہ مولا رسول اللہ	حضرت اُم سلمہ کے غلام تھے اور انہوں نے اس شرط پر آزاد فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کریں گے آل رسول سے خصوصی الفت رکھتے تھے۔ یہی وہ ہیں کہ آکھیا شیر سفینہ تائیں سن راھی راہ جاندے۔		تاریخ دمشق

(۳۹)۔عطیہ بن عروہ سعدی		سنہ ۷۱ھ	
(۴۰)۔عمرو بن اخطب ابوزید انصاری	ان کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ نے دعا دی اللھم جمّلہ سو سال کے ہوئے ایک بال سفید نہ ہوا	سنہ ۷۱ھ	
(۴۱)۔شرید بن سوید الثقفی		مات فی خلافۃ یزید	طبقات ابن سعد
(۴۲)۔براء بن عازب القاری	باپ بیٹا دونوں صحابی ہیں	سنہ ۷۲ھ	
(۴۳)۔عبداللہ بن السائب مخزومی	قاریٔ اہل مکہ ہیں	سنہ ۷۲ھ	
(۴۴)۔عطیہ بن بسر مازنی		سنہ ۷۲ھ	
(۴۵)۔عبداللہ بن مطیع بن اسود القرشی مدنی	حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ نے گڑتی دی اور برکت کی دعا مانگی، لیکن حرہ کے امیر ثانی ہیں	سنہ ۷۳ھ	
(۴۶)۔عوف بن مالک اشجعی	ملک شام میں آپ جلیل القدر صحابہ میں شامل ہیں	سنہ ۷۳ھ	
(۴۷)۔عبداللہ بن سعد بن جشم انصاری		سنہ ۷۳ھ	
(۴۸)۔عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی		سنہ ۷۳ھ	
(۴۹)۔ثابت بن الضحاک انصاری	بیعت رضوان والوں میں سے ہیں	سنہ ۷۳ھ	

(۵۰)۔ابوجحیفہ وھب بن عبداللہ سوائی		سنہ ۷۴ھ	
(۵۱)۔سلمہ بن اکوع انصاری	بیعت رضوانی ہیں فرسان و علماء سے تھے مفتیٔ مدینہ بھی تھے	سنہ ۷۴ھ	
(۵۲)۔عرباض بن ساریہ سلمی	صحابی جلیل	سنہ ۷۵ھ	
(۵۳)۔ابوثعلبہ خشنی جرثوم بن ناشر		سنہ ۷۵ھ	
(۵۴)۔زہیر بن قیس بلوی		سنہ ۷۶ھ	
(۵۵)عیاض بن غنم اشعری	جنگ یرموک میں شریک ہوے		[1]البداية والنهاية،ثم دخلت سنة سبع وسبعين-وفيها توفي من الأعيان:-عياض بن غنم الأشعري شهد اليرموك
(۵۶)۔عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب	جعفر طیار مولا علی کے بھائی کے بیٹے ہیں جلیل القدر صحابی ہیں بنو ہاشم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری صحابی ہیں جنہوں نے ہاشمی صحابہ میں آخر میں وفات پائی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی ولادت کے بعد عقیقہ کیا پھر دعا فرمائی اللھم اخلف جعفرا فی اھلہ وبارک لعبداللہ فی	سنہ ۸۰ھ	

	صفقته (ترجمہ: اے اللہ عزوجل جعفر کو ان کے اہل میں نعم البدل عطا فرما اور عبداللہ کو ان کے سودے میں برکت عطا فرما۔) ان کی امی جی نے عرض کی ان کا کچھ نہیں حضور ﷺ نے فرمایا انا لھم عوضا من ابیھم (احمد فی المسند ابو داود ونسائی ۔صحیح) (ترجمہ: ہم ان کے لیے ان کے باپ کی جگہ ہیں۔)		
(۵۷)۔طارق بن شہاب بن عبد شمس احمسی		سنہ ۸۳ھ	
(۵۸)۔عتبہ بن الندر السلمی	صحابی جلیل اہل صفہ سے ہیں	سنہ ۸۴ھ	
(۵۹)۔واثلہ بن الاسقع	اہل صفہ سے ہیں تبوک میں جو صحابہ دمشق میں فوت ہوئے ان میں سے آخری ہیں	سنہ ۸۵ھ	
(۶۰)۔عبداللہ بن ابی اوفی	کوفی صحابی جلیل ہیں	سنہ ۸۶ھ	
(۶۱)۔عبداللہ بن الحارث بن جزء زبیدی	یہ مصر میں مدفون صحابہ میں سے آخری ہیں		

(٦٢)۔عتبہ بن عبد السلمی	اہل صفہ سے ہیں	سنہ ۸۷ھ	
(٦٣)۔المقدام بن معدی کرب	صحابی جلیل	سنہ ۸۷ھ	
(٦٤)۔ابوامامہ باھلی صدیٔ بن عجلان		سنہ ۸۷ھ	
(٦٥)۔قبیصہ بن ذویب مدنی	فتح مکہ کے دن پیدا ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر کیے گئے آپ نے دعا فرمائی	سنہ ۸۷ھ	
(٦٦) عبداللہ بن بسر بن ابی بسر مازنی	باپ بیٹا دونوں صحابی ہیں	سنہ ۸۸ھ	
(٦٧) السائب بن یزید بن سعید بن ثمامہ	سات سال کے تھے ان کے والد گرامی نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج کرایا	سنہ ۹۱ھ	
(٦٨)۔سہل بن سعد الساعدی	صحابی مدنی جلیل	سنہ ۹۱ھ	
(٦٩)۔ابوامامہ اسعد بن سہل بن سعد بن حنیف انصاری مدنی		سنہ ۱۰۰ھ	
(٧٠)۔عبدالرحمن بن خالد بن الولید	واقعہ صفین میں حضرت معاویہ کے ساتھ تھے		
(٧١)۔عبداللہ بن حوالہ ازدی	نزیل شام	سنہ ۵۸ھ	تاریخ الذہبی، تاریخ ابن عساکر
(٧٢) جبیر بن مطعم القرشی	علم الانساب میں حضرت صدیق اکبر کے شاگرد ہیں	مشہور سنہ ۵۸ھ یا	ابن کثیر

Scanned with CamScanner

	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قراءت سن کر مسلمان ہوئے۔	۵۹ھ سنہ غیر مشہور سنہ ۵۰ھ	
(۷۳) بسر بن ابی ارطاۃ	عثمانی تھے		
(۷۴) ضحاک بن قیس فہری	انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی تھی		
(۷۵) سعد بن اطول	ابن زیاد نے یزید کی وفات کے بعد اہل بصرہ سے بچنے کے لئے ان کو پناہ کا خط لکھا تھا		طبقات ۲۸۹۸

تنبیہ: تتبع اور تلاش سے زیادہ کا بھی امکان ہے

غلام رسول سعیدی کی کتاب شرح صحیح مسلم (3/607، کتاب الحج، رقم الحدیث 3146) (بیعت یزید کے سلسلہ میں جمہور صحابہ کا موقف) عنوان کے تحت یہ تصریح موجود ہے

"ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حضرت ابن زبیر اور حضرت حُسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے علاوہ باقی تمام صحابہ نے یزید کی بیعت کر لی تھی اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت امیر معاویہ نے اپنی زندگی میں یزید کی بیعت لے لی تھی کیوں کہ حضرت امیر معاویہ اسلام اور مسلمانوں کے خیر خواہ تھے اور گذشتہ جنگوں اور خون خرابے سے اچھی طرح یہ جان چکے تھے کہ اگر خلافت اور امارت کو یونہی مسلمانوں کی صواب دید پر چھوڑ دیا یا انتخابِ خلیفہ کے لیے کوئی مجلس شوریٰ مقرر کر دی تو یہ لوگ کبھی بھی ایک شخص پر متفق نہیں ہوں گے بلکہ مختلف علاقوں میں خلافت کے مدعی ضرور اٹھ کھڑے ہوں گے جس سے اختلاف اور خون ریزی ہوگی اور اگر خلافت بنو ہاشم کی طرف منتقل کر دی تو بنو اُمیہ جو اس وقت بہت بڑی طاقت بن چکے ہیں اس کو کبھی تسلیم نہیں کریں گے ان حالات کی بنا پر یزید کو جانشینی کے لئے منتخب

کرلیا"

قارئین: گذشتہ صفحات پر آپ نے اُن صحابہ کرام کے اسمائے گرامی ملاحظہ فرمائے جنہوں نے سیدنا امیر معاویہ کی طرف سے استخلاف یزید پر کچھ انکار کیے بغیر ان کے ساتھ اتفاق فرمایا کیا یہ معاذ اللہ بے دین تھے، دنیا پرست تھے، لالچ یا خوف کے بندے تھے؟ لہذا جو لوگ حضرت امیر معاویہ کے دشمن بنتے ہیں ان کو حضرت معاویہ کے ساتھ ان حضرات کا بھی دشمن بننا پڑے گا اسی لیے ہمارے اہل سنت کے سلف صالحین میں سے جلیل القدر تابعی (كبار الآخذين عن تبع الأتباع، ثقه حجة عابد، من الأبدال) حضرت الربيع بن نافع ، أبو توبة الحلبي (المتوفى: 241 ھ) ہے جو صحاح ستہ کے راویوں میں سے ہیں فرماتے ہیں۔

معاوية ستر أصحاب النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فإذا كشف الرجل الستر اجترأ على ما وراءه

(تاريخ دمشق لابن عساكر ،معاوية بن صخر أبي سفيان بن حرب ، ٥٩ / ٢٠٩)

یعنی حضرت امیر معاویہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے پردہ ہیں جب کوئی شخص پردہ ہٹائے گا جو پردے کے پیچھے ہے اس پر دلیر ہو جائے گا اور اسی میں ہے حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

أخبرنا أبو بكر محمد بن شجاع أنا أحمد بن عبد الغفار أنا محمد بن محمد بن سليمان أنا عبد الله بن محمد بن جعفر نا عبد الرحمن بن داود نا علي بن سلمون قال سمعت علي بن جميل قال سمعت عبد الله بن المبارك يقول مُعاوِيَةُ عِندَنا مِحنَةٌ فَمَن رَأَيناهُ يَنظُرُ إِلَيهِ شَزرًا اتَّهَمناهُ عَلَى القَومِ. اعنى على أصحاب محمد صلى الله عليه وآله وسلم

ترجمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے نزدیک آزمائش ہیں جو ان کی طرف ٹیڑھی نظر سے دیکھے گا ہم اسے قوم (یعنی دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان) کے متعلق بھی متہم قرار دیں گے

(تاريخ دمشق لابن عساكر ،معاوية بن صخر أبي سفيان بن حرب ، ٥٩ / ٢٠٩)

اور حضرت امام وکیع بن جراح فرماتے ہیں

أخبرنا أبو بكر وجيه بن طاهر الشحامي في كتابه أنا أبو الفتح محمد بن أحمد سمكويه الحافظ الأصبهاني إجازة أنا أبو محمد الحنظلي أنا أبو الفضل الحافظ أخبرني أحمد بن زكريا بن يحيى الساجي بالبصرة قال سمعت موسى بن هارون يقول بلغني عن بعض أهل العلم وأظنه وكيع أنه قال معاوية بمنزلة حلقة الباب من حركه اتهمناه على من فوقه

ترجمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازے کی کنڈی کے بمنزلہ ہیں جو اسے حرکت دے گا ہم اسے ان کے اوپر صحابہ کے متعلق بھی متہم قرار دیں گے۔

نیز اسی میں ہے

أنبأنا أبو طاهر الحافظ أنا جعفر بن أحمد أنا الحسين بن عمر بن محمد أنا عمر بن أحمد بن شاهين نا أحمد بن محمد بن إسماعيل نا الفضل بن زياد قال سمعت أبا عبد الله وسئل عن رجل انتقص معاوية وعمرو بن العاص أيقال له رافضي قال إنه لم يجترئ عليهما إلا وله خبيئة سوء ما يبغض أحد أحدا من أصحاب رسول الله (صلى الله عليه وسلم) إلا وله داخلة سوء

امام احمد بن حنبل نے فرمایا جب ان سے پوچھا گیا کہ ایک شخص حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص کی تنقیص شان کرتا ہے انہوں نے فرمایا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف یہ جرأت نہیں کرے گا مگر وہ شخص جو بری خصلت والا ہو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی کے ساتھ بغض رکھنے والا نہیں ہوگا مگر وہی شخص جس کے اندر برائی ہے۔

بیعت یزید سے انکار کرنے والے اکابرین کے انکار کے اسباب اور وجوہات

یہی مسئلہ ہمارے اس رسالے کا مقصود اصلی ہے کیونکہ اسی میں مغالطے سے پھٹنے سے دامن حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اڑایا جانے والا غبار ہرگز پہنچنے نہیں پائے گا۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ منکرین بیعت چار مقدس شخصیات تھیں۔

(۱)۔ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ

(۲)۔ امام حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ

(۳)۔ امام حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

(۴)۔ امام حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ

ان حضرات کا انکار بیعت تاریخ کا اتفاقی مسئلہ ہے ایک مقدس شخصیت سیدنا امام عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیعت سے انکار کرنا اختلافی ہے بعض نے ذکر کیا ہے اور بعض نے ذکر نہیں کیا

أحمد بن يحيى بن جابر بن داود البَلَاذُري (المتوفى: 279هـ) نے جمل من أنساب الأشراف (۵ / ۳۰۲) أمر يزيد بْن مُعَاوِيَة کے عنوان کے تحت یہ روایت اس سند کے ساتھ ذکر کی

778- الْمَدَائِنِيّ عَنْ عبد الرحمن بْن مُعَاوِيَة قَالَ، قَالَ عامر بْن مسعود الجمحي: إنا لبمكة إذ مر بنا بريد ينعى مُعَاوِيَة، فنهضنا إلى ابن عباس وهو بمكة وعنده جماعة وقد وضعت المائدة ولم يؤت بالطعام فقلنا له: يا أبا العباس، جاء البريد بموت معاوية فوجم طويلًا ثم قَالَ: اللَهم أوسع لِمُعَاوِيَةَ، أما والله ما كان مثل من قبله ولا يأتي بعده مثله وإن ابنه يزيد لمن

صالحي أهله فالزموا مجالسكم وأعطوا طاعتكم وبيعتكم، هات طعامك يا غلام، قَالَ: فبينا نحن كذلك إذ جاء رسول خالد بن العاص وهو على مَكَّة يدعوه «» للبيعة فَقَالَ: قل له اقض حاجتك فيما بينك وبين من حضرك فإذا أمسينا جئتك، فرجع الرسول فَقَالَ: لا بدّ من حضورك فمضى فبايع.

اگر چہ اس روایت کی سند میں کلام ہے مگر کذب اور موضوع ہونے سے بعید ہے اور اس کا معارض بھی کوئی موجود نہیں اس کا خلاصہ یہ ہے عامر بن مسعود جمحی کہتے ہیں جس وقت حضرت معاویہ کی وفات کی خبر آئی ہم اس وقت مکہ میں تھے ابن عباس کے پاس گئے ان کے پاس کچھ لوگ موجود تھے دسترخوان بچھا ہوا تھا ابھی کھانا نہیں آیا تھا ہم نے عرض کی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہو چکے ہیں تو کچھ دیر غم کے ساتھ خاموش ہو گئے پھر فرمایا اے اللہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیئے وسعت پیدا فرما خبر دار معاویہ پہلوں جیسے نہیں تھے اور پچھلے ان جیسے نہیں ہونگے اور ان کا بیٹا یزید ان کے صالحین اھل میں سے ہے لھذا اپنی جگہوں پر رہنا اور اس کی اطاعت اور بیعت کرنا پھر غلام سے فرمایا کھانا لاؤ اتنے میں خالد بن عاص حاکم مکہ کا ایلچی آیا یزید کی بیعت کی طرف بلانے کے لیئے آپ نے اسے فرمایا خالد سے کہو حاضرین سے بیعت لے لے شام کو میں آجاؤں گا ایلچی چلا گیا یہ کہہ کر کہ آپ کا آنا ضروری ہے آپ تشریف لے گئے اور بیعت کر لی اس روایت سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس نے یزید کو صالح سمجھا اور بلا نکیر اس کی بیعت کی لیکن البدایہ والنہایہ میں بغیر سند کے حضرت ابن عباس کو منکرین بیعت میں شمار کیا تو ممکن ہے کہ آپ نے ابتداً ان وجوہات کے پیش نظر انکار فرمایا ہو جو آگے مذکور ہونگی بہر حال ان کے انکار بیعت کا سبب یزید کا فسق و فجور ہو ایسی کوئی بات نہیں

انکار بیعت کے اسباب کا خلاصہ

(۱)۔افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کی امامت اور خلافت کا بلا ضرورت بعض کے نزدیک جائز نہ ہونا اور خلاف سنت موروثہ ہونا اسی لئے اہل سنت کے نزدیک جو ترتیب خلافت ہے وہی ترتیب فضیلت ہے۔

(۲)۔اپنی اولاد میں خلافت منتقل کرنا طریقۂ خلفاء نہیں تھا۔

(۳)۔نوعمر ناتجربہ کار لڑکے کا حاکم بننا جس سے دین و دنیا و مخالف نتائج برآمد ہونے کا خطرہ تھا۔

(۴)۔بیک وقت دو شخصوں کی بیعت کرنا۔

(۵)۔اپنے اجتہاد کے مطابق استحقاق خلافت سیدنا معاویہ کا ہی سرے سے قائل نہ ہونا بوجہ مولا علی کی اجتہادی مخالفت کرنے کے مثلا۔

امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے انکار کا سبب

اس سے پہلے یہاں یہ گذارش کرنا ضروری ہے کہ بعض مؤرخین کے مطابق جن میں سرفہرست جو قابل ذکر ہیں وہ ابن عساکر صاحب تاریخ دمشق ہیں امام عالی مقام اس لشکر کے مجاھدین میں شامل تھے جس لشکر کا امیر یزید کو بنایا گیا تھا چنانچہ تاریخ دمشق ،حرف الحاء المهملة، 1566 - الحسين بن علي بن أبي طالب ابن عبد المطلب (۱۴/۱۱۱) پر موجود ہے

وتوجه غازيا إلى القسطنطينية في الجيش الذي كان أميره يزيد بن معاوية

ترجمہ:اور آپ جہاد کرتے ہوئے قسطنطنیہ کی طرف متوجہ ہوئے اس لشکر میں جس کا امیر یزید بن معاویہ تھا۔

البداية والنهاية،سنة ستين من الهجرة النبوية،قصة الحسين بن علي

وسبب خروجه من مكة في طلب الإمارة وكيفية مقتله میں ہے

وقد كان في الجيش الذين غزو االقسطنطينية مع ابن معاوية يزيد، في سنة إحدى و خمسين.

ترجمہ: اور حضرت امام حسین اس لشکر میں تھے جنہوں نے قسطنطنیہ کے خلاف جہاد کیا یزید بن معاویہ کے ساتھ اکاون 51 ہجری میں۔

ایک شبہ کا ازالہ

شبہ یہ ہے: مدینہ قیصر کی جنگ کی امارت اور سپہ سالاری یزید کو حاصل نہیں ہوئی بلکہ حضرت عبد الرحمن بن خالد بن ولید یا حضرت فضالہ بن عبید صحابی رسول یا سفیان بن عوف ازدی یا مالک بن ھبیرہ کو حاصل ہوئی ہے اور سیدنا ابوایوب زید بن عامر انصاری عبد اللہ بن عباس عبد اللہ بن عمر عبد اللہ بن زبیر امام حسین سلام اللہ تعالیٰ علیھم جیسے اکابرین یزید کی امارت میں شریک جنگ نہیں ہوئے جیسا کہ تاریخ طبری میں ہے کہ وہ شریک ہوئے بلکہ انہی حضرات میں سے کسی کے عھد امارت میں تشریف لے گئے ہیں حضرت عبد الرحمن یا سیدنا فضالہ بن عبید کا ذکر شریف صحیح حدیث میں آیا ہے چنانچہ

سنن أبي داود، كِتاب الْجِهادِ، بَابٌ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: {وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ} میں سند صحیح کے ساتھ حضرت اسلم ابو عمران سے روایت ہے

2512 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ، وَابْنِ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَسْلَمَ أَبِي عِمْرَانَ قَالَ: غَزَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ نُرِيدُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ، وَعَلَى الْجَمَاعَةِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، وَالرُّومُ مُلْصِقُو ظُهُورِهِمْ بِحَائِطِ الْمَدِينَةِ، فَحَمَلَ رَجُلٌ عَلَى الْعَدُوِّ، فَقَالَ النَّاسُ: مَهْ مَهْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، يُلْقِي بِيَدَيْهِ إِلَى التَّهْلُكَةِ، فَقَالَ أَبُو أَيُّوبَ: "إِنَّمَا نَزَلَتْ

هَذِهِ الْآيَةُ فِينَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ لَمَّا نَصَرَ اللَّهُ نَبِيَّهُ، وَأَظْهَرَ الْإِسْلَامَ قُلْنَا: هَلُمَّ نُقِيمُ فِي أَمْوَالِنَا وَنُصْلِحُهَا"، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: {وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ} [البقرة: 195] فَالْإِلْقَاءُ بِالْأَيْدِي إِلَى التَّهْلُكَةِ أَنْ نُقِيمَ فِي أَمْوَالِنَا وَنُصْلِحَهَا وَنَدَعَ الْجِهَادَ"، قَالَ أَبُو عِمْرَانَ: »فَلَمْ يَزَلْ أَبُو أَيُّوبَ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَتَّى دُفِنَ بِالْقُسْطَنْطِينِيَّةِ« [حكم الألباني]: صحيح

ترجمہ: اسلم ابوعمران فرماتے ہیں مدینہ شریف سے ہم لوگ چلے قسطنطنیہ کی جنگ کے ارادے کے ساتھ اور امیر جماعت عبدالرحمن بن خالد بن ولید تھے رومی لوگ اپنے شہر کی دیوار کے ساتھ اپنی پیٹھیں جوڑے ہوئے تھے ہم میں سے ایک شخص نے دشمن پر حملہ کر دیا تو ہمارے لوگوں نے کہا بس بس لاالہ الااللہ اپنے ہاتھوں خود کو ہلاکت میں ڈال رہا ہے تو ابوایوب نے فرمایا یہ آیت تو ہم انصاریوں کے متعلق ہی نازل ہوئی جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی مدد فرمائی اور اسلام کو غالب فرمایا تو ہم نے کہا آؤ ہم اپنے مال جائیداد میں رہیں اور اس کی اصلاح کریں تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم اتارا اور اللہ کے راستے میں خرچ کرو اور خود کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں مت ڈالو تو ہلاکت میں ڈالنے کا معنی یہ ہے کہ ہم مال اور جائیداد کے پیچھے پڑے رہیں اور جہاد چھوڑ دیں ابوعمران فرماتے ہیں پھر ابوایوب ہمیشہ قسطنطینیہ کا جہاد فرماتے رہے یہاں تک کے قسطنطینیہ میں دفن ہوئے۔

اور سنن الترمذي، أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَابٌ: وَمِنْ سُورَةِ البَقَرَةِ [البقرة: 195] کے تحت سند صحیح کے ساتھ یہی روایت اس طرح ہے

2972 - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَسْلَمَ أَبِي عِمْرَانَ التُّجِيبِيِّ، قَالَ: كُنَّا بِمَدِينَةِ الرُّومِ،

فَأَخرَجوا إِلَينا صَفًا عَظِيمًا مِنَ الرُّومِ، فَخَرَجَ إِلَيهِمْ مِنَ المُسْلِمِينَ مِثْلُهُمْ أَوْ أَكْثَرُ، وَعَلَى أَهْلِ مِصْرَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ، وَعَلَى الجَمَاعَةِ فَضَالَةُ بْنُ عُبَيْدٍ-- الى آخر الحديث بتغير يسير

یعنی اسلم ابو عمران تجیبی فرماتے ہیں ہم مدینہ روم میں تھے تو رومیوں نے بہت بڑی قطار ہمارے ساتھ لڑنے کے لیئے نکالی تو ان کی طرف مسلمانوں کے لشکر سے اتنے ہی یا ان سے زیادہ مجاہدین لڑنے کے لیئے آگے ہوئے اور اھل مصر دستہ کے امیر عقبہ بن عامر تھے اور امیر جماعت فضالۃ بن عبید تھے اور جامع البيان في تأويل القرآن (تفسير طبری)،تفسیرسورة البقـرة: 195 میں اس قصہ کی دو روایتیں آئی ہیں پہلی میں

3179 - حدثني يونس، قال، أخبرنا ابن وهب، قال، أخبرني حَيْوَة، عن يزيد بن أبي حبيب، عن أسلم أبي عمران، قال: غَزونا المدينة، يريد بالقسطنطينية، وعلى أهل مصر عُقبة بن عامر، وعلى الجماعة عبد الرحمن بن خالد بن الوليد.

اور دوسری روایت میں ہے

3180- حدثني محمد بن عمارة الأسدي، وعبد الله بن أبي زياد قالا حدثنا أبو عبد الرحمن عبد الله بن يزيد، قال، أخبرني حيوة وابن لهيعة، قالا حدثنا يزيد بن أبي حبيب، قال، حدثني أسلم أبو عمران مولى تُجِيب، قال: كنا بالقسطنطينية، وعلى أهل مصر عقبة بن عامر الجهني صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم، وعلى أهل الشام فَضالة بن عبيد صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم

یعنی پہلی روایت میں ہے اہل مصر کے امیر عقبہ بن عامر تھے اور امیر جماعت عبدالرحمن اور دوسری روایت میں ہے اھل مصر کے امیر عقبہ بن عامر صحابی رسول تھے اور اھل شام کے امیر فضالہ بن عبید صحابیٔ رسول تھے اور ان دونوں روایتوں کی سندیں بھی بالکل صحیح ہیں طبری کی ان دو روایتوں سے ابو داؤد و ترمذی

کی دو روایتوں کا تعارض دور ہو جاتا ہے کیونکہ ان سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اھل مصر کے دستہ مجاھدین پر امیر حضرت عقبہ بن عامر جھنی صحابی تھے اور اھل شام کے مبارک دستہ پر امیر حضرت فَضالہ بن عُبید صحابی تھے اور سب کے سپہ سالار اور امیر جماعت حضرت عبدالرحمن بن خالد تھے ان تمام روایات حدیثیہ سے دو امر بالکل واضح ہوتے ہیں۔

(۱)۔ یزید کا امیر جیش نہ ہونا۔

(۲)۔ ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ان اکابرین کے لشکر میں شامل ہو کر جانا۔

اور مفتی احمد یار خاں نعیمی گجراتی اپنی کتاب مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح (116/8، باب نبوت کی نشانیاں، رقم الحدیث 5603) کے تحت لکھتے ہیں

"خیال رہے کہ دوسرا جہادِ روم امیر معاویہ کی سلطنت کے زمانہ میں ہوا 51 اکیاون ہجری میں اُس جہاد میں یزید ابن معاویہ غازیوں کا جرنیل تھا اور اس میں حضرت عبداللہ ابن عمر، عبداللہ ابن عباس، ابوایوب انصاری امام حُسین وغیرہم جلیل القدر صحابی غازیانہ شان سے شامل تھے اُس جہاد میں حضرت ابوایوب انصاری نے قسطنطنیہ (استنبول) میں وفات پائی یزید ابن معاویہ نے اُن کی نماز جنازہ پڑھائی اور یزید ہی نے قسطنطنیہ (استنبول) کی فصیل کے نیچے دفن کیا اور وہاں کے عیسائیوں سے کہا کہ اگر تم نے اس قبر کی بے حُرمتی کی تو میں تمہارے سارے گرجے جو ہمارے مُلک میں ہیں اُن کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا"

نیز مفتی صاحب تفسیر نعیمی (431/7، سورۃ الانعام 53، ساتواں فائدہ) میں لکھتے ہیں

"حضراتِ صحابہ کرام نے حجاج ابن یوسف اور مروان ابن حکم جیسے ظالموں کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں ظالم بادشاہوں کے ساتھ جہاد کیے ہیں۔ حتیٰ کہ 52 ہجری میں جب قسطنطنیہ پر حملہ ہو تو اس کا جرنیل یزید ابن معاویہ تھا اور حضرت ابو ایوب انصاری، عبداللہ ابن عمر، عبداللہ ابن

عباس، جیسے صحابی اس میں مجاہدانہ شان سے شریک تھے کسی کی وجہ سے جماعت نماز اور جماعت جہاد نہ چھوڑو۔"

مذکورہ شبہ کا ازالہ

کتب تاریخ کی اتفاقی تصریحات اور صاف صحیح روایات اور کتب حدیث کے اشارات اس امر میں قطعا موجود ہیں کہ مدینۃ قیصر قسطنطنیہ پر مسلمانوں کی طرف سے متعدد جنگی حملے کئے گئے تھے چنانچہ تاریخ أبي زرعة الدمشقي میں صحیح سند کے ساتھ آیا ہے کہ فقط حضرت سیدنا امیر المؤمنین معاویہ کے دور خلافت میں سولہ حملے کئے گئے تھے۔

قَالَ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: فَأَغْزَا مُعَاوِيَةُ الصَّوَائِفَ، وَ شَتَّاهُمْ بِأَرْضِ الرُّومِ سِتَّ عَشْرَةَ صَائِفَةً، تَصِيفُ بِهَا وَ تَشْتُو، ثُمَّ تَقْفِلُ وَ تَدْخُلُ مُعَقِّبَتُهَا.

ترجمہ: سعید بن عبد العزیز فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سردیوں اور گرمیوں میں سرزمین روم پر سولہ حملے کرائے ایک جماعت گرمیوں میں ان پر حملہ آور ہوتی اور ایک سردیوں میں پھر وہ لڑنے والی جماعت کو واپس بلاتے اور ان کے پیچھے دوسری جماعت کو بھیج دیتے۔

تاریخ طبری کے مطابق سب سے پہلا حملہ حضرت عبد الرحمن بن خالد بن ولید کی امارت میں ۴۴ھ میں ہوا اور اس حملے میں حضرت ابو ایوب انصاری کی شرکت کا ذکر ابوداؤد، ترمذی، طبری کی صحیح روایات کے حوالے سے گذر چکا ہے اور آپ کا یزید کی امارت میں قسطنطنیہ کی جنگ لڑتے ہوئے شہید ہو جانا کتب تاریخ و اسماء الرجال کا تو اتفاقی مسئلہ ہے ہی عجیب اور حیرت انگیز بات تو یہ ہے کہ صحیح بخاری میں بھی اس کا صریح ذکر موجود ہے۔

1186 -- قَالَ مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ: فَحَدَّثْتُهَا قَوْمًا فِيهِمْ أَبُو أَيُّوبَ صَاحِبُ

رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَتِهِ الَّتِي تُوُفِّيَ فِيهَا، وَيَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَلَيْهِمْ بِأَرْضِ الرُّومِ.

ترجمہ: محمود بن ربیع فرماتے ہیں کہ میں نے یہ بات اس قوم کے سامنے بیان کی جن میں ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی موجود تھے اس غزوہ میں جس میں آپ کا وصال ہوا۔ جبکہ یزید بن معاویہ ان کا امیر تھا سرزمین روم میں۔

اور اسی طرح أبو القاسم هبة الله بن الحسن بن منصور الطبري الرازي اللالكائي (المتوفى: 418ھ) کی کتاب **شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة** (رقم الحديث ۱۹۷۳،۱۹۷۲) اور أبو الوليد محمد بن أحمد بن رشد القرطبي (المتوفى: 520ھ) کی **البيان والتحصيل والشرح والتوجيه والتعليل لمسائل المستخرجة** (۱۰/ ۳۷۷) میں امام مالک علیہ الرحمۃ سے منقول ہے۔

مزید تفصیل قصہ کے ساتھ اسی طرح إسماعيل بن محمد بن الفضل بن علي القرشي الطليحي التيمي الأصبهاني، أبو القاسم، الملقب بقوام السنة (المتوفى: 535ھ) کی **الحجة في بيان المحجة وشرح عقيدة أهل السنة** (۲/۳۹۲) پر ہے

394- قَالَ: وَأَخْبَرَنَا هِبَةُ اللهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْفَارِسِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - كَانَ يَغْزُو مَعَ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ.

ترجمہ: محمود بن ربیع فرماتے ہیں کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ یزید بن معاویہ کے ساتھ مل کر جہاد کرتے رہے ہیں۔

بلکہ أبو بكر عبد الرزاق بن همام بن نافع الحميري اليماني الصنعاني (المتوفى: 211ھ) کی اپنی کتاب المصنف، كِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ الْغَزْوِ مَعَ كُلِّ أَمِيرٍ میں یہی روایت ان لفظوں کے ساتھ موجود ہے۔

9607 - عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ: »أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ غَزَا مَعَ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْغَزْوَةَ الَّتِي مَاتَ فِيهَا«

ترجمہ: بے شک ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید بن معاویہ کے ساتھ ملکر وہ جنگ لڑی جس میں آپ کا وصال ہوا۔

بلکہ اسی المصنف، كِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ الْغَزْوِ مَعَ كُلِّ أَمِيرٍ میں شرط شیخین کی سند کے ساتھ حضرت ابوایوب انصاری کا یزید کو اپنے متعلق وصیت فرمانا بھی آیا ہے

9608 - عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: كَانَ أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ يَغْزُو مَعَ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ فَمَرِضَ وَهُوَ مَعَهُ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ يَزِيدُ يَعُودُهُ، فَقَالَ لَهُ: حَاجَتُكَ؟ قَالَ: »إِذَا أَنَا مِتُّ فَسِرْ بِي فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ مَا اسْتَطَعْتَ، ثُمَّ ادْفِنِّي« قَالَ: فَلَمَّا مَاتَ سَارَ بِهِ حَتَّى أَوْغَلَ فِي أَرْضِ الرُّومِ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ، ثُمَّ نَزَلَ فَدَفَنَه

ترجمہ: ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید بن معاویہ کے ساتھ مل کر جہاد کرتے رہے پھر آپ بیمار ہو گئے دران حالیکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کے ساتھ تھے تو یزید بن معاویہ ان کے پاس عیادت کرنے کے لیے آیا تو اس نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیا آپ کی کوئی حاجت ہے؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب میرا وصال ہو جائے تو تم مجھے دشمن کی سرزمین میں لے کر جانا جہاں تک ممکن ہو پھر مجھے دفن کر دینا راوی فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو یزید ان کو لے کر چلا حتیٰ کہ روم کی سرزمین میں داخل ہو گیا ایک دن یا ایک دن کے کچھ حصے کی مسافت پر پھر وہاں اتر کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن کیا۔

بلکہ الطبقات الکبری، الطَّبَقَةُ الْأُولَى مِنَ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ، أَبُو أَيُّوبَ وَاسْمُهُ خَالِدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ كُلَيْبٍ میں اس کے متعلق دو روایتیں آئی ہیں جن میں سے پہلی روایت کی سند علی شرط الشیخین ہے

أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْأَسَدِيُّ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: " شَهِدَ أَبُو أَيُّوبَ بَدْرًا ثُمَّ لَمْ يَتَخَلَّفْ عَنْ غَزَاةٍ لِلْمُسْلِمِينَ إِلَّا هُوَ فِي أُخْرَى، إِلَّا عَامًا وَاحِدًا فَإِنَّهُ اسْتُعْمِلَ عَلَى الْجَيْشِ رَجُلٌ شَابٌّ فَقَعَدَ ذَلِكَ الْعَامَ، فَجَعَلَ بَعْدَ ذَاكَ الْعَامِ يَتَلَهَّفُ وَيَقُولُ: " مَا عَلَيَّ مَنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيَّ، وَمَا عَلَيَّ مَنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيَّ، وَمَا عَلَيَّ مَنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيَّ، قَالَ: فَمَرِضَ وَعَلَى الْجَيْشِ يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ فَأَتَاهُ يَعُودُهُ فَقَالَ: حَاجَتُكَ، قَالَ: نَعَمْ، حَاجَتِي إِذَا أَنَا مُتُّ فَارْكَبْ بِي، ثُمَّ سُغْ بِي فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ مَا وَجَدْتَ مَسَاغًا، فَإِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَاغًا فَادْفِنِّي ثُمَّ ارْجِعْ، فَلَمَّا مَاتَ رَكِبَ بِهِ ثُمَّ سَارَ بِهِ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ وَمَا وَجَدَ مَسَاغًا ثُمَّ دَفَنَهُ ثُمَّ رَجَعَ، قَالَ: وَكَانَ أَبُو أَيُّوبَ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ يَقُولُ: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: {انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا} [التوبة: 41]، لَا أَجِدُنِي إِلَّا خَفِيفًا وَثَقِيلًا"

ترجمہ: یعنی محمد بن سیرین فرماتے ہیں ابو ایوب جنگ بدر میں حاضر ہوئے پھر کسی جنگ سے پیچھے نہیں رہے مگر ایک سال پیچھے رہے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس دستے کے امیر ایک نوجوان شخص تھے پھر اس سال کے بعد افسوس فرماتے اور یہ کہتے کہ نوجوان ہو مجھے نقصان نہیں تین بار فرمایا پھر ایک غزوے میں بیمار ہوئے اس کے لشکر کا امیر یزید تھا یزید حضرت کی تیمارداری کے لئے آیا اور کہا جناب کی کوئی حاجت ہو تو بتائیں آپ نے فرمایا جب میں مروں مجھے سواری پر لے جانا پھر جہاں تک دشمن کے علاقے میں آگے جانے کا امکان ہو وہاں لے جانا اور دفن کر دینا چنانچہ یزید نے ایسا ہی کیا الی آخرہ

دوسری روایت الطبقات الکبری، فَشَهِدَ بَدْرًا مِنْ بَنِي النَّجَّارِ، 153- عمارة بن

حرم میں ہے

أخبرنا عمرو بن عاصم قال: أخبرنا همام عن عاصم بن بهدلة عن رجل من أهل مكة أن أبا أيوب قال ليزيد بن معاوية حين دخل عليه: أقرئ الناس مني السلام ولينطلقوا بي فليبعدوا ما استطاعوا. قال فحدث يزيد الناس بما قال أبو أيوب فاستسلم الناس فانطلقوا بجنازته ما استطاعوا.

ترجمہ: یعنی ایک مکی شخص بیان کرتے ہیں کہ ابو ایوب انصاری نے یزید بن معاویہ سے فرمایا لوگوں سے میرا اسلام کہنا اور کہنا کہ مجھے جتنا دور لیجا سکتے ہو لیجائیں پھر یزید نے یہ حکم سنایا تو لوگوں نے اس کو تسلیم کیا اور جنازہ شریف جہاں تک لیجا سکتے تھے لے گئے۔

مفتی محمد شریف الحق امجدی اپنی کتاب نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری (518/1، کتاب الوضو، رقم الحدیث 106) کے تحت لکھتے ہیں

"جب حضرت امیر معاویہ نے قسطنطنیہ پر پہلا لشکر بھیجا تو اُس کی بشارت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے اکابر صحابہ بھی ساتھ ہوئے اُن میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے عین معرکہ کے وقت بیمار ہوئے جب اُمیدِ زیست نہ رہی تو ساتھیوں سے فرمایا دشمن کی زمین میں جتنے قریب ہو سکے مجھے دفن کرنا قسطنطنیہ کی فصیل کے نیچے قبر کھودی گئی رات میں دفن کیئے گئے رومیوں نے پوچھا کیا کر رہے ہو اُس لشکر میں یزید پلید بھی شریک تھا اُس نے جواب دیا ہمارے رسول کے میزبان معزز صحابی کی وفات ہوگئی ہے ان کو دفن کر رہے ہیں اگر ان کی قبر مٹائی گئی تو عرب میں ناقوس نہ بج پائے گا"

اب جب سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا امارت یزید میں ہونا پھر اس کو بوقت وفات چند وصیتیں فرمانا ایک ناقابل انکار حقیقت ہے تو اس کا انکار کرنے کی بجائے روایات میں تطبیق اور موافقت ثابت کرنا علمی فریضہ ہے اور بحمد اللہ تعالیٰ ناچیز غفرلہ نے یہ فریضہ اس طرح ادا کیا ہے کہ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ

تعالیٰ عنہ رسول اکرم ﷺ کے فرمان عالی شان کو سن کر حملہ آوروں کے پہلے دستے میں تشریف لے گئے اور اس دستہ کی امارت جیسا کہ پہلے تحقیق بما لامزید کے ساتھ گذر چکا ہے سیدنا عبدالرحمن بن خالد کے ہاتھ میں تھی پھر کیونکہ حضرت معاویہ نے اپنے دور خلافت میں گرمیوں سردیوں میں وہاں ایک دستے کا موجود رہنا ضروری کیا ہوا تھا اور حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ قسطنطنیہ کی بہت زیادہ فضیلت کا اعتقاد رکھنے کی وجہ سے اسی جنگ میں شہادت کی پوری تمنا رکھتے تھے لہذا آپ نے پہلے دستے میں شریک ہو کر تشریف لے جانے کے بعد واپس ہونے کی نہیں سوچی بلکہ وہیں قیام پذیر ہو گئے اور ہر دستے کی معیت میں شریک قتال وجہاد رہے یہ سلسلہ کئی سالوں تک چلتا رہا حتی کہ جب وقت شہادت قریب آیا اور یزید امیر بن کر وہاں پہنچ چکا تھا اور تاریخ طبری کے بیان کے مطابق جیسے گذرا سیدنا عبداللہ بن عمر سیدنا عبداللہ بن عباس سیدنا عبداللہ بن زبیر اور تاریخ دمشق اور البدایہ والنہایہ کے مطابق امام عالی مقام رضی اللہ عنہ بھی اس کے ہم رکاب تھے تو آپ نے اس کو وصیت فرمائی جس کو اس نے ذوق وشوق کے ساتھ پورا کیا اور بوجہ امیر ہونے کے آپ کی نماز جنازہ بھی پڑھائی اور ہمارے دعوی پر

دلیل نمبر ا: یہ ہے کہ استمرار جہاد قسطنطنیہ حدیث اور تاریخ کا ناقابل تردید مسئلہ ہے چنانچہ ابوداؤد اور ترمذی کی دونوں حدیثوں میں یہ صاف لفظوں میں دیکھ چکے ہیں کہ حضرت ابوایوب انصاری حضرت عبدالرحمن بن خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی امارت میں مدینہ شریف سے جنگ قسطنطنیہ کے لیئے جب تشریف لے گئے تو وہاں ہمیشہ جہاد کرتے رہے حتی کہ وہیں دفن ہوئے یہ ان کی شرکت کے استمرار پر واضح دلیل ہے اور رہی تاریخ تو سولہ حملوں کا ذکر تاریخ ابوزرعہ کے حوالے سے سابقا گذر چکا ہے۔

دلیل نمبر ۲: بخاری کی پیش کردہ روایت میں یہ الفاظ فی غزوته التی توفی فیها یعنی اس جنگ میں آپ کی وفات واقع ہوئی صاف بتا رہے ہیں کہ شہر قسطنطنیہ کے متعدد غزوات میں شریک رہے اور یزید کی امارت والے غزوے میں وفات پائی۔

دلیل نمبر ۳: امام أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن حسين الغيتابى الحنفى بدر الدين العينى (المتوفى: 855هـ) کا یہ بیان ہے وَتُوفِّي أَبُو أَيُوب فِي مُدَةِ الْحصار لہذا شبہ جڑ سے ہی ختم ہوگیا۔

خیال رہے کہ عمدة القاري شرح صحيح البخاري میں یہ لکھا ہے

الْأَظْهر أَن هَؤُلَاءِ السادات من الصَحابَة كَانُوا مَعَ سُفْيَان هَذَا وَلم يَكُونُوا مَعَ يزِيد بن مُعَاوِيَة، لِأَنَّهُ لم يكن أَهلا أَن يكون هَؤُلَاءِ السادات فِي خدمته.

یعنی اظہر یہ بات ہے کہ اکابر حضرات ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر، ابوایوب انصاری جنگ قسطنطنیہ میں سفیان بن عوف کی زیر امارت تھے کیونکہ یزید اس کا اہل ہی نہیں کہ یہ اکابرین اس کی خدمت میں ہوں

یہ بات امام عینی کی جذباتی اور فرطِ غضب کے حال کی ہے جس کی تصدیق کرنا کسی جذباتی غیر محقق بندے کا ہی کام ہوسکتا ہے حق وہی ہے جو ہماری طرف سے گذر چکا ہے۔

دلیل نمبر ۴: تاريخ أبي زرعة الدمشقي (۲/ ٦٩٠)

2118- حدثنا أبو زرعة قال: حدثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قال: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابن جابر: أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ تُوُفِّيَ فِي غَزَاةِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ القسطنطينية في خلافة معاوية.

بلکہ سنن الترمذي، أَبْوَابُ الْفِتَنِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَابُ

ما جاء في عَلَامَاتِ خُرُوجِ الدَّجَالِ میں ہے۔

2239 ---قَالَ مَحْمُودٌ:-- وَالقُسْطَنْطِينِيَّةُ قَدْ فُتِحَتْ فِي زَمَانِ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم

یعنی محمود بن ربیع فرماتے ہیں قسطنطینیہ بعض صحابہ کے دور خلافت میں فتح ہوا۔

اور علي بن الحسين بن محمد بن أحمد بن الهيثم المرواني الأموي القرشي، أبو الفرج الأصبهاني (المتوفى: 356ھ) کی کتاب الاغانی ،أخبار أبي العيال ونسبه(۲۴ / ۱۶۳) اور تاریخ ابن عساکر ،۸۷۴۹ أبو العيال بن أبي غثير (۶۷ / ۱۲۵) میں ہے کہ قسطنطینیہ یزید کی امارت میں فتح ہوا۔

كان عبد بن زهرة غزا الروم في أيام معاوية . وقال أبو عمرو خاصة: مع يزيد بن معاوية في غزاته التي أغزاه أبوه إياها، فأصيب في تلك الغزاة جماعة من المسلمين من رؤسائهم وحماتهم، وكانت شوكة الروم شديدة، قُتل فيها عبد العزيز بن زرارة الكلابي، وعبد بن زهرة الهذلي وخلق من المسلمين، ثم فتح الله۔

ترجمہ: عبد بن زہرہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایام خلافت میں روم کے ساتھ جنگ کی اور ابو عمرو فرماتے ہیں یزید بن معاویہ کے ساتھ مل کر اس کے اس لشکر میں جو اس کے والد (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے تیار کیا اس غزوہ میں مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جماعت کو مصائب برداشت کرنے پڑے کیونکہ روم کی طاقت بہت زیادہ تھی زرارہ کلابی اور عبد بن زہرہ اور مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد قتل کی گئی پھر اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو فتح دی۔

ایک اعتراض کا جواب

اگر کوئی کہے کہ الكامل في التاريخ، 49 - ثُمَّ دَخَلَتْ سَنَةُ تِسْعٍ وَأَرْبَعِينَ. ذِكْرُ غَزْوَةِ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ میں ایک طویل روایت ہے جس کے اندر آیا ہے کہ یزید سفیان بن عوف کی امارت میں گیا تھا اور اس کے ساتھ اس کی بیوی ام کلثوم تھی دیرِ مُرّان کے مقام پر ثقیل ہو کر بیٹھ گیا اور یہ اشعار پڑھے۔

مَا إِنْ أُبَالِي بِمَا لَاقَتْ جُمُوعُهُمْ ... بِالْغَزْ قَذُونَةِ مِنْ حُمَّى وَمِنْ مُومِ

إِذَا اتَّكَأْتُ عَلَى الْأَنْمَاطِ مُرْتَفِقًا ... بِدَيْرِ مُرَّانَ عِنْدِي أُمُّ كُلْثُومِ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی تو فرمایا۔

فَأَقْسَمَ عَلَيْهِ لَيَلْحَقَنَّ بِسُفْيَانَ إِلَى أَرْضِ الرُّومِ لِيُصِيبَهُ مَا أَصَابَ النَّاسَ

یعنی آپ نے قسم کھائی اس کو سفیان کے ساتھ شامل ہونا پڑے گا تا کہ جو اللہ تعالیٰ کے دین میں لوگوں کو تکلیف پہنچے گی اس کو بھی پہنچے گی اور یزید کے ساتھ بہت بڑی جماعت تھی جس کا اضافہ کیا تھا یزید کے باپ نے اور اس لشکر میں ابن عباس ابن عمر اور ابن زبیر اور ابو ایوب انصاری وغیرہم تھے اور عبد العزیز بن زرارۃ کلابی بھی تھے (آخر روایت تک)

جواباً گذارش یہ ہے کہ اس روایت کو امام أبو القاسم الطبراني (المتوفى: 360ھ) نے بواسطہ أبوزرعة الدمشقي الملقب بشيخ الشباب (المتوفى: 281ھ)، عبد الأعلى بن مسهر الغساني , الكنيه: أبو مسهر (ولد عام : 140ھ توفي عام : 218ھ) سے روایت کیا جیسا کہ معجم البلدان، دیر مُرّان کے ذکر میں ہے اور اس کے اندر ایک تو سفیان بن عوف کی امارت کا ذکر نہیں بلکہ یزید کی امارت کا اشارہ ملتا ہے کیونکہ اس میں ہے حضرت معاویہ نے فرمایا

لا جرم ليلحقنّ بهم ويصيبه ما أصابهم وإلا خلعته

ترجمہ: ضرور اس کو (یعنی یزید کو) لوگوں کے ساتھ شامل ہونا پڑے گا تا کہ جو تکلیف لوگوں کو پہنچتی ہے اس کو بھی پہنچے گی ورنہ میں اس کو امارت سے علیحدہ کر دوں گا۔

یہ لفظ خلعته (جس کا معنی ہے میں اس کو امارت سے علیحدہ کر دوں گا) صاف اشارہ ہے اور دوسرا ان اکابرین صحابہ کا ذکر نہیں اور تیسرا انقطاع ہے جس سے دونوں روایتوں میں تعارض ظاہر ہے اور کتاب الاغانی (211/17) بعنوان خبرليزيد بن معاوية ابوعبیدہ معمر بن مثنی معتزلی سے اسی طرح بانقطاع موجود ہے کیونکہ معمر نے قصہ نہیں پایا اس کی وفات ۲۰۸ھ کو ہے اور عمر سو سال ہوئی جیسا کہ تقریب میں ہے اور یہ واقعہ ۴۹ھ کا ہے اور مزید یہ کہ معمر معتزلی ہے اور اس کا مذہب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت کا انکار ہے جیسا کہ مقالات الإسلاميين واختلاف المصلين میں امام أبو الحسن علي بن إسماعيل الأشعري (المتوفى: 324ھ) نے لکھا ہے اور نیز ان دونوں روایتوں کا تعارض بھی آپ نے دیکھا لہذا اور دیگر کتب تاریخ ان کی حیثیت بخاری شریف کی روایت کے سامنے کیا ہے۔

اب ہم بطور نتیجہ اپنے دعوی پر دلیل قائم کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر بوقت استخلاف یزید زانی شرابی ہوتا جیسا کہ مشہور ہے تو ایسے اکابرین صحابہ اس کی امارت میں جنت کے امیدوار بن کر اس کے ہم رکاب کبھی نہ چلتے خصوصا امام عالی مقام۔

اس ابتدائی گذارش کو ذہن نشین کر لینے کے بعد اب امام عالی مقام کے بیعت یزید سے انکار کرنے کے اسباب بیان کرنے کی طرف لوٹتے ہیں تو اس سلسلہ میں گذارش یہ ہے کہ ممکن ہے کہ ان کے انکار کے لیئے پانچوں سبب جمع ہوں لیکن یہاں ان کو ذکر کیا جاتا ہے جن کا روایت میں صراحتاً یا اشارتاً نشان ملتا ہے اور وہ ہے نمبر (۳) اور نمبر (۵) چنانچہ نمبر (۳) کا ذکر طبقات ابن سعد کے اس سیاق میں ہے جس کو انہوں نے ایسی مختلف روایات سے جمع کر کے پیش کیا ہے جن میں

صدق وکذب اور صحیح وضعیف کو گڈ مڈ کر دیا گیا ہے اور تمیز انتہائی مشکل ہوگئی ہے کیونکہ اس میں محمد بن عمر واقدی (متروک) اور ابومخنف لوط بن یحیٰی غامدی (تالف ھالک) کی روایتیں بھی شامل ہیں اور عبارت یہ ہے۔

[ووثب الحسين فخرج وخرج معه ابن الزبير وهو يقول: هو يزيد الذي تعرف «». والله ما حدث له حزم ولا مروءة.]

الجزء المتمم لطبقات ابن سعد [الطبقة الخامسة في من قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم، وهم أحداث الأسنان]، مقتل الحسين بن علي (۶ / ۴۲۴)

ترجمہ: اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلدی سے اٹھ کر باہر تشریف لائے اور ان کے ساتھ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نکلے یہ کہتے ہوئے کہ یہ اس میں پختگی اور مروت نہیں ہے۔

اور اسی طبقات سے البداية والنهاية، صفة مخرج الحسين إلى العراق کے تحت یہ لفظ ہیں۔

قالا: هو يزيد الذي نعرف، والله ما حدث له عزم ولا مروءة.

ترجمہ: اور ان دونوں نے فرمایا یہ وہ یزید ہے جسے ہم پہچانتے ہیں اس میں پختگی اور مروت نہیں ہے۔

اس سبب کے لیئے محض مذکورہ ضعیف روایت پر اعتماد کرنا نہ سمجھا جائے بلکہ وہ احادیث صحیحہ جن میں نوعمر لڑکوں کی حکومت کی مذمت آئی ہے اور اس کو ہلاکت امت کا سبب قرار دیا گیا ہے جیسا کہ صحیح البخاري، كِتَابُ الفِتَنِ، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَلاَكُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ أُغَيْلِمَةٍ سُفَهَاءَ» میں ہے

7058 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي جَدِّي، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ، وَمَعَنَا مَرْوَانُ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: سَمِعْتُ الصَّادِقَ المَصْدُوقَ

يَقُولُ: »هَلَكَةُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ «

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے صادق مصدوق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے چند لونڈوں کے ہاتھوں ہوگی۔

اور جیسا کہ فتح الباري شرح صحيح البخاري میں ہے

فِي حَدِيثٍ آخَرَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ أَخْرَجَهُ عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ وبن أَبِي شَيْبَةَ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ إِمَارَةِ الصِّبْيَانِ قَالُوا وَمَا إِمَارَةُ الصبيان قَالَ إِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ هَلَكْتُمْ أَيْ فِي دِينِكُمْ وَإِنْ عَصَيْتُمُوهُمْ أَهْلَكُوكُمْ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ میں اللہ عزوجل کی پناہ مانگتا ہوں بچوں کی امارت سے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کہا بچوں کی امارت کیا تو انہوں نے فرمایا اگر تم ان کی اطاعت کروگے تو ہلاک ہو جاؤ گے اور اگر تم ان کی نافرمانی کروگے تو وہ تمہیں ہلاک کر دیں گے۔

ان احادیث کے پیش نظر حضرت ابوہریرہ جیسے بازار میں چلتے ہوئے یہ دعا مانگتے تھے۔ (فتح الباری اسی مقام پر)

وَفِي رِوَايَة بن أَبِي شَيْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَمْشِي فِي السُّوقِ وَيَقُولُ: اللَّهُمَّ لَا تُدْرِكْنِي سَنَةُ سِتِّينَ وَلَا إِمَارَةُ الصِّبْيَانِ

ترجمہ: اے اللہ عزوجل سن ساٹھ ہجری اور بچوں کی حکومت مجھے نہ پائے۔

وہ احادیث صحیحہ اس کی تقویت کے لیئے ملحوظ رکھی گئی ہیں۔

اور پانچویں نمبر کا ثبوت الجزء المتمم لطبقات ابن سعد [الطبقة الخامسة في من قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم. وهم أحداث الأسنان]، [تنازل الحسن والصلح بين المسلمين] میں درج ذیل صحیح روایت میں موجود ہے

289- قال: أخبرنا عبد الله بن بكر بن حبيب السهمي. قال: حدثنا حاتم بن أبي صغيرة. عن عمرو بن دينار: أن معاوية كان يعلم أن الحسن كان أكره الناس للفتنة. فلما توفي علي بعث إلى الحسن فأصلح الذي بينه وبينه سرا وأعطاه معاوية عهدا إن حدث به حدث والحسن حي «» ليسمينه وليجعلن هذا الأمر إليه. فلما توثق منه الحسن. قال ابن «» جعفر «»: والله إني لجالس عند الحسن إذ أخذت لأقوم فجذب بثوبي وقال: اقعد يا هناه «» اجلس «». فجلست. قال «»: إني قد رأيت رأيا وأحب «» أن تتابعني عليه قال: قلت: ما هو؟ [قال: قد رأيت أن أعمد إلى المدينة فأنزلها وأخلي بين معاوية وبين هذا الحديث. فقد طالت الفتنة وسقطت فيها الدماء وقطعت فيها الأرحام وقطعت السبل وعطلت الفروج «» - يعني الثغور - فقال ابن جعفر: جزاك الله عن أمة محمد خيرا فأنا معك على هذا الحديث فقال الحسن: ادع لي الحسين. فبعث إلى حسين فأتاه فقال: أي أخي إني قد رأيت رأيا وإني أحب أن تتابعني عليه. قال: ما هو؟ قال: فقص عليه الذي قال لابن جعفر. قال الحسين: أعيذك بالله أن تكذب عليا في قبره وتصدق معاوية. فقال الحسن: والله ما أردت أمرا قط إلا خالفتني إلى غيره. والله لقد هممت أن أقذفك في بيت فأطينه عليك حتى أقضي أمري قال: فلما رأى الحسين غضبه قال: أنت أكبر ولد علي وأنت خليفته وأمرنا لأمرك تبع فافعل ما بدا لك فقام الحسن فقال: يا أيها الناس إني كنت أكره الناس لأول هذا الحديث وأنا أصلحت آخره لذي حق أديت إليه حقه أحق به مني. أو حق جدت به لصلاح أمة محمد وإن الله قد ولاك يا معاوية هذا الحديث لخير يعلمه عندك أو لشر يعلمه فيك «وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ» «» ثم نزل.]

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فتنہ کو انتہائی ناپسند کرتے ہیں تو جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو حضرت معاویہ نے حضرت حسن کی طرف پوشیدگی میں پیغام صلح بھیجا اور ان سے وعدہ کیا کہ ان کو اگر کوئی حادثہ پیش آجائے گا (موت) اور حضرت حسن زندہ ہونگے تو وہ انہیں نامزد کریں گے اور یہ خلافت ان کے سپرد کریں گے جب امام حسن نے حضرت معاویہ سے یہ عہد پختہ کرلیا تو حضرت عبداللہ بن جعفر طیار فرماتے ہیں کہ میں حضرت حسن کے پاس بیٹھا تھا تو میں اٹھنے لگا تو حضرت حسن نے میرا کپڑا کھینچا اور فرمایا بیٹھو بیٹھو میں بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا میں نے ایک رائے سوچی ہے اور میں چاہتا ہوں کے آپ بھی اس کے پیچھے چلیں تو میں نے عرض کی کہ وہ کیا رائے ہے؟ فرمایا میرا ارادہ ہے کہ میں مدینہ شریف چلا جاؤں اور وہاں قیام پذیر ہو جاؤں اور خلافت کا معاملہ حضرت معاویہ کے سپرد کردوں کیونکہ کافی معاملہ بڑھ چکا ہے اور خون ریزی بہت ہوئی ہے اور قطع رحمی ہو رہی ہے اور راستوں پر ڈاکے پڑ رہیں ہیں اور سرحدیں خالی پڑی ہیں تو حضرت عبداللہ بن جعفر نے فرمایا کہ اے حسن اللہ تعالیٰ آپ کو امت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بہترین جزاء عطاء فرمائے میں اس معاملے میں آپ کے ساتھ ہوں تو امام حسن نے فرمایا اب حضرت حسین کو بلاؤ تو جب حضرت حسین تشریف لائے تو حضرت امام حسن نے فرمایا کہ اے میرے بھائی میں نے ایک رائے سوچی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی اس کے پیچھے چلیں حضرت حسین نے پوچھا کہ وہ کیا رائے ہے؟ تو امام حسن نے وہ رائے پیش کی عبداللہ بن جعفر کو پیش کر چکے تھے اس پر امام حسین نے فرمایا کہ میں آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں کہ آپ قبر میں علی کی تکذیب کریں اور معاویہ کی تصدیق کریں اس پر امام حسن نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں نے جب بھی کسی کام کا ارادہ کیا آپ نے میری مخالفت ہی کی ہے اللہ کی قسم میں چاہتا ہوں کہ آپ کو کسی کمرہ میں ڈال کر اسے گارے کے ساتھ بند کر

دوں اور اپنا فیصلہ پورا کرلوں جب حضرت امام حسین نے دیکھا کہ آپ ناراض ہو رہے ہیں تو آپ نے عرض کی آپ بڑے بھائی ہیں اور ابا جان کے خلیفہ ہیں ہم آپ کے تابع ہیں آپ جو چاہیں کریں تو حضرت امام حسن کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا میں خلافت کو شروع سے پسند نہیں کرتا تھا اور اب اس کی میں نے بہتری اور اصلاح کر دی ہے حق والے کو حق دے کر یا جو میری نسبت زیادہ حقدار ہے یہ میرا حق تھا لیکن امت محمدیہ کی بہتری کے لیئے میں نے دوسرے کو دے دیا اے معاویہ یہ خلافت یا تو اللہ تعالیٰ نے اس خیر کی وجہ سے عطاء فرمائی ہے جس کو وہ جانتا ہے کہ تیرے اندر موجود ہے یا اس شر کی وجہ سے جسے وہ جانتا ہے کہ تیرے اندر پایا جاتا ہے (تیری خیر اور شر کے امتحان کے لیئے اور مجھے یہ معلوم نہیں کہ شاید یہ تمہارے لیئے آزمائش اور ایک وقت تک کے لیئے برتنا ہے)۔

اور مخفی نہیں کہ جب امام عالی مقام امام اعلیٰ مقام کی برہمی اور ناراضگی کے بعد سیدنا معاویہ کی خلافت پر کچھ راضی ہوئے تو آپ کے بیٹے یزید کی خلافت پر کیسے راضی ہو سکتے تھے خیال رہے کہ طبقات ابن سعد کا وہ طویل سیاق اور قصہ جس کا اشارۃً ذکر گزر چکا ہے اس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے جو یہ الفاظ پائے جاتے ہیں کہ فرمایا امید ہے کہ میرے بھائی کو اللہ تعالیٰ ظالمین کے ساتھ جہاد نہ کرنے کی نیت کا صواب دے گا اور مجھے جہاد ظالمین کی نیت کا اجر دے گا اور نیز فرمایا میں تیرے ساتھ جنگ کرنے اور تیرے خلاف چلنے کا ارادہ تو نہیں رکھتا مگر تیرے ساتھ جہاد نہ کرنے کا عذر بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی نہیں سمجھتا تیری حکومت سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں سمجھتا اس کی عربی عبارت

الجزء المتمم لطبقات ابن سعد [الطبقة الخامسة في من قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم. وهم أحداث الأسنان]، مقتل الحسين بن علي میں سے ملاحظہ

فرمائیں

[قال: وقدم المسيب بن نجبة «» الفزاري وعدة معه إلى الحسين بعد وفاة الحسن فدعوه إلى خلع معاوية وقالوا: قد علمنا رأيك ورأي أخيك فقال: إني أرجو أن يعطي الله أخي على نيته في حبه الكف. وأن يعطيني على نيتي في حبي جهاد الظالمين] «» .وكتب مروان بن الحكم إلى معاوية: إني لست آمن أن يكون حسين مرصدا للفتنة. وأظن يومكم من حسين طويلا «» .فكتب معاوية إلى الحسين: إن من أعطى الله صفقة يمينه وعهده لجدير بالوفاء. وقد أنبئت أن قوما من أهل الكوفة قد دعوك إلى الشقاق. وأهل العراق من قد جربت. قد أفسدوا على أبيك. وأخيك. فاتق الله. واذكر الميثاق فإنك متى تكدني أكدك «» .فكتب إليه الحسين: أتاني كتابك وأنا بغير الذي بلغك عني جدير. والحسنات لا يهدي لها إلا الله وما أردت لك محاربة ولا عليك خلافا. وما أظن لي عند الله عذرا في ترك جهادك. وما أعلم فتنة أعظم من ولايتك أمر الأمة. فقال معاوية: إن أثرنا بأبي عبد الله إلا أسدا

ترجمہ: راوی فرماتے ہیں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد میب بن نجبہ فرازی اوران کے ساتھ کچھ افراد حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اورانہوں نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعوت دی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت سے الگ کرنے کی اورانہوں نے کہا بے شک ہم آپ کی اورآپ کے بھائی کی رائے کو جانتے ہیں تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بے شک میں امید کرتا ہوں کہ اللہ عز وجل میرے بھائی کو اس کی نیت کے مطابق جنگ روکنے کو پسند فرمانے کی وجہ سے ثواب عطا فرمائے گا اور مجھے

میری نیت کے مطابق (یعنی ظالموں کے ساتھ جہاد بند کرنے پر) ثواب عطا فرمائے گا پس حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا بے شک وہ شخص جو اللہ عزوجل کے ساتھ عہد کر چکا ہے اپنا دایاں ہاتھ دے کر اس کے لائق ہے کہ وہ اپنے عہد کو پورا کرے اور مجھ تک خبر پہنچی ہے کہ اہل کوفہ کے بعض افراد نے آپ کو مخالفت کی دعوت دی ہے اور اہل عراق وہ لوگ ہیں جو بارہا آزمائے جا چکے ہیں انہوں نے آپ کے والد ماجد اور بھائی کے ساتھ بے وفائی کی سنو آپ اللہ عزوجل سے ڈریں اور عہد کو یاد کریں پس بے شک جب آپ میرے خلاف کوئی تدبیر کریں گے تو میں بھی آپ کے خلاف کوئی تدبیر کروں گا۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا (جس کا عنوان یہ تھا) میرے پاس آپ کا خط آیا اور میں اس چیز کے غیر سے زیادہ لائق ہوں جو آپ کو میری طرف سے پہنچی اور نیکیوں کی طرف ہدایت اللہ عزوجل ہی فرماتا ہے میں آپ کے ساتھ جنگ کا ارادہ نہیں کرتا اور نہ ہی آپ کی مخالفت کرتا ہوں اور میں اپنے لیے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنے لیے آپ کے خلاف جہاد کو چھوڑنے میں کوئی عذر نہیں پاتا اور اس امت کے معاملہ میں آپ کی حکومت سے بڑا کوئی فتنہ خیال نہیں کرتا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے ابو عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں شر کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا۔

تو اس کے لیئے اتنا گذارش ہے کہ ایسی واہیات واقدی اور ابو مخنف کی کذب بیانیاں ہیں جن کا صدق کے ساتھ کوئی تعلق نہیں بلکہ ان کا جھوٹ ہونا ان کے الفاظ سے ہی ظاہر ہے محض تھوڑے سے تامل کی ضرورت ہے۔

فائدہ جلیلہ در ردِّ رفضہ

اس صحیح روایت میں یہ جولفظ آئے ہیں مجھ سے زیادہ خلافت کے حق دار کا حق یا میرا حق اس کی تقویت وتائید الجزء المتمم لطبقات ابن سعد [الطبقة الخامسة في من قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم. وهم أحداث الأسنان]، [تنازل الحسن والصلح بين المسلمين] کی اس دوسری روایت سے بھی ہوتی ہے اور وہ یہ ہے۔

287- قال: أخبرنا سعيد بن منصور. قال «1»: حدثنا هشيم. قال: أخبرنا مجاهد. عن الشعبي. قال: لما سلم الحسن بن علي الأمر لمعاوية. قال له: اخطب الناس. قال: فحمد الله وأثنى عليه ثم قال: [إن أكيس الكيس التقى. وإن أحمق الحمق الفجور.] وإن هذا الأمر الذي اختلفت فيه أنا ومعاوية إما حق كان أحق به مني. وإما حق كان لي فتركته التماس الصلاح لهذه الأمة »وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَكُمْ وَمَتاعٌ إِلى حِينٍ«.

(اوریہی روایت الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار للابن ابی شیبة (رقم الحدیث ۳۱۳۴۱) اور سنن سعيد بن منصور، دلائل النبوة للبيهقى، المعرفة والتاريخ للفسوى، حلية الأولياء وطبقات الأصفياء لابى نعيم، المستدرك على الصحيحين للحاكم، المعجم الكبير للطبرانی - بطریق مجالد مذکور ہے)

ترجمہ: حضرت امام شعبی فرماتے ہیں جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونپی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا آپ لوگوں کو خطاب فرمائیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ عزوجل کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا بے شک سب

سے بڑی سمجھ داری تقویٰ ہے اور سب سے بڑی حماقت فسق وفجور ہے اور بے شک وہ معاملہ جس میں میرا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باہمی اختلاف ہوا یا تو وہ ایسا حق ہے جس کے وہ میری بنسبت زیادہ حق دار ہیں اور یا میرا حق تھا جس کو میں نے اس امت کی درستگی کو مدنظر رکھتے ہوئے چھوڑ دیا اور اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

»وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ- اور میں نہیں جانتا شاید تمہارے لیے یہ آزمائش ہو یا ایک وقت تک کیلئے برتنا«

اب ان دونوں روایتوں میں روافض کا رد اس طرح ہے کہ وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ امامت اور خلافت کا حق صرف اور صرف اہل بیت کرام کے بارہ اماموں کو ہی ہے اور ان کی امامت اور خلافت کے فرض ہونے کا اعتقاد رکھنا پوری امت پر فرض ہے اسی بنا پر وہ جملہ صحابہء کرام کو معاذ اللہ کفار اور فساق کہتے ہیں اور اس نظریہ کا بانی عبداللہ بن سباء یہودی ہے جو خود شیعہ مذہب میں بھی مرتد اور کافر ہے چنانچہ رجال کشی اور تنقیح المقال میں یہ صاف الفاظ موجود ہیں۔

ذكر أهل العلم أن عبد الله بن سبا كان يهوديا فأسلم ووالى عليا عليه السلام وكان يقول وهو على يهوديته في يوشع بن نون وصي موسى بالغلو فقال في إسلامه بعد وفاة رسول الله صلى الله عليه وآله في علي عليه السلام مثل ذلك.وكان أول من أشهر بالقول بفرض إمامة علي عليه السلام وأظهر البراءة من أعدائه وكاشف مخالفيه وأكفرهم، فمن ههنا قال من خالف الشيعة: أصل التشيع والرفض مأخوذ من اليهودية الى غير ذلک من الاخبار۔

یعنی ہمارے شیعوں کے اہل علم نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن سباء یہودی تھا پھر

اسلام لایا مولا علی سے موالات اور محبت کی اور وہ غلو کی وجہ سے کہتا تھا کہ وہ یوشع بن نون وصی موسی علی نبینا وآلہ وعلیہما السلام پھر اپنے اسلام کے دور میں حضور ﷺ کی وفات کے بعد مولا علی کے متعلق بھی وہی نظریہ پیش کیا اور وہ پہلا شخص تھا جس نے امامت علی کی فرضیت کے قول کو مشہور کیا اور آپ کے (بزعم خویش) دشمنوں سے براءت کا اظہار کیا آپ کے مخالفین کا انکشاف کیا (یعنی اپنی مرضی سے) اور ان کو کافر قرار دیا لہذا اسی وجہ سے شیعوں کے مخالفین کہتے ہیں کہ شیعہ اور رافضیوں کے مذہب کی بنیاد (یعنی امامت علی کی فرضیت) یہودیوں سے حاصل کی گئی ہے (شیعوں کی معتبر ترین کتاب تنقیح المقال فی علم الرجال مصنف عبداللہ المامقانی (المتوفی 1351ھ) مطبوعہ دار المجتبی اصفہان ایران صفحہ ١٨۴)

جبکہ طبقات ابن سعد کی ان دو روایتوں میں سیدنا امام اعلی مقام حسن صاف فرمارہے ہیں کہ خلافت کا حق معاویہ کا مجھ سے زیادہ ہوسکتا ہے جس کا مطلب ہے خلافت کا حق دونوں رکھتے ہیں تو شیعوں کے اہل علم کا اپنے مخالفین کی اس بات کہ اصل تشیع اور الرفض مأخوذ من الیہودیۃ ہے کا رد نہ کرنا اور اس کو برقرار رکھنا بالکل برحق ہے اور اہل بیت کرام کا مذہب وہی ہے جو اہل سنت کا ہے۔

رجوع امام بھی فسق یزید کے سبب انکار بیعت ہونے کے منافی ہے

اس دعوے کو ثابت کرنے کے لئے ایک تمہید کی ضرورت ہے اور وہ یہ ہے کہ تمام شیعہ متقدمین محققین اور ان کے جملہ مؤرخین اور اہل سنت کے تمام مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ سفر کربلا میں رجوع کا قصد فرمایا اور پھر کربلا شریف میں پہنچ کر انکار بیعت کے موقف سے رجوع فرمالیا چنانچہ اہل تشیع کی کتابیں جن میں اس سے رجوع فرمانے کا ذکر موجود ہے

ان میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں

(۱)۔ المقتل۔ابو مخنف (۲)۔ الارشاد۔شیخ مفید

(۳)۔ تنزیہ الانبیاء۔شریف مرتضیٰ (۴)۔ تلخیص الشافی۔ شیخ الطائفہ طوسی

(۵)۔ تاریخ روضۃ الصفا (۶) منتھی الآمال۔ عباس قمی

(۷)۔ بحار الانوار۔ باقر مجلسی (۸) اعیان الشیعہ۔ سید امین

(۹)۔ مرآۃ الزمان۔ سبط ابن جوزی

اور اہل سنت کی تاریخی کتابوں میں سے چند کے یہ نام ہیں

(۱)۔ طبقات۔ابن سعد (۲)۔ صحیح تاریخ الطبری

(۳)۔ تاریخ۔ابن عساکر (۴)۔ تاریخ الاسلام۔ ذہبی

(۵)۔ سیر اعلام النبلاء۔ ذہبی (۶)۔ البدایہ والنہایہ۔ابن کثیر

(۷)۔ الکامل۔ابن اثیر (۸)۔ المنتظم۔ابن الجوزی

(۹)۔ تہذیب الکمال۔مزی (۱۰)۔ تہذیب التہذیب۔عسقلانی

(۱۱)۔ مسالک الابصار۔ابن فضل اللہ العمری

(۱۲)۔ النکت علی شرح العقائد۔ برھان بقاعی

اہل سنت کی عبارت صحیح تاریخ الطبری کے الفاظ کے ساتھ

فانطلق يسير نحو طريق الشام نحو يَزِيد، فلقيته الخيول بكربلاء، فنزل يناشدهم الله و الإسلام، قَالَ: وَ كَانَ بعث إِلَيْهِ عُمَر بن سَعْدٍ و شمر بن ذي الجوشن و حصين ابن نميم، فناشدهم الْحُسَيْن الله و الإسلام أن يسيروه إِلَى أَمِير الْمُؤْمِنِينَ، فيضع يده فِي يده، فَقَالُوا: لا، إلا عَلَى حكم ابن زياد

ترجمہ: پس امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کی طرف (یعنی یزید کی طرف) چلے تو انہیں کربلا میں کچھ گھوڑ اسوار ملے تو آپ اتر کر ان کو اللہ عز و جل اور اسلام کا واسطہ

دینے لگے راوی فرماتے ہیں کہ ان گھوڑ سواروں کو آپ کی طرف عمر بن سعد، شمر بن ذی الجوشن اور حصین بن تمیم نے بھیجا تھا پس امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اللہ عز وجل اور اسلام کا واسطہ دے کر کہا کہ وہ آپ کو امیر المومنین (یعنی یزید) کے پاس لے جائیں تا کہ آپ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیں تو انہوں نے کہا نہیں مگر آپ کو ابن زیاد کی اطاعت کرنی ہوگی یعنی اس کے ہاتھ پر بیعت کرنی ہوگی۔

اہل تشیع کی عبارت الإرشاد (الشيخ المفيد - ج ٢ - الصفحة ٨٧) کے الفاظ کے ساتھ

اما بعد: فإن الله قد أطفأ النائرة وجمع الكلمة وأصلح أمر الأمة، هذا حسين قد أعطاني أن يرجع إلى المكان الذي أتى منه أو أن يسير إلى ثغر من الثغور فيكون رجلا من المسلمين، له ما لهم وعليه ما عليهم، أو أن يأتي أمير المؤمنين يزيد فيضع يده في يده، فيرى فيما بينه وبينه رأيه، وفي هذا [لكم] رضى وللأمة صلاح.

ترجمہ: حمد وصلوۃ کے بعد بے شک اللہ تعالیٰ نے فتنہ کی آگ کو بجھا دیا اور امت کو اتحاد بخشا اور امت کے معاملہ کی اصلاح فرمائی یہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنہوں نے مجھ سے عہد کیا ہے یا تو وہ اس جگہ کی طرف چلے جائیں گے جہاں سے آئے ہیں (یعنی مدینہ کی طرف) یا سرحدوں میں سے کسی طرف چلے جائیں گے اور دیگر مسلمانوں کی طرح جو حقوق ان کے ہیں ان کے ہوں گے اور جو دیگر مسلمانوں پر لازم ہے ان پر لازم ہوگا یا امیر المومنین یزید کی طرف جانے کیلئے تیار ہیں کہ اپنا ہاتھ رکھ دیں (یعنی بیعت کیلئے تیار ہیں) پھر وہ اپنے اور یزید کے مابین جو ہوا اس میں یزید کی رائے کو دیکھیں گے اس پر تم راضی ہو اور امت کی بھی درستی و خیر خواہی ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

شیعہ اور اہل سنت کی بعض تاریخوں میں یہ آیا ہے کہ عقبہ بن سمعان نامی شخص امام کے قافلے کے ساتھ تھا وہ کہتا ہے کہ میں نے مدینہ سے مکہ اور مکہ سے عراق تک امام حسین کے ساتھ سفر کیا اور آپ کے قتل تک آپ کے ساتھ رہا آپ نے کہیں بھی ایسا نہیں کہا کہ میں یزید کے ہاتھ میں ہاتھ رکھتا ہوں یعنی بیعت کرتا ہوں اور نہ ہی یہ کہا کہ مجھے کسی سرحد کی طرف جانے دو بلکہ اتنا ہی کہا کہ مجھے خدا کی زمین میں جانے دو تا کہ میں یہ معلوم کرسکوں کہ لوگوں کا رجحان کس طرف ہے اور کیا اتفاق کرتے ہیں

اس شبہ کا ازالہ بچند وجوہ ہے

(ا)۔ اہل سنت کے نزدیک عقبہ بن سمعان مجہول شخص ہے اس کا اسماء الرجال کی کتابوں میں کہیں ذکر نہیں ملتا اور اس پر مستزاد یہ کہ اس روایت کو نقل کرنے والا ابو مخنف ہے جو اہل سنت کے علمائے رجال کے نزدیک (تالف ھالک) ہے بلکہ بعض کے نزدیک کذاب ہے اور اہل تشیع کے نزدیک اس شخص نے دیگر سب راویوں کی مخالفت کی ہے لہذا شاذ منکر ہونے کی وجہ سے مردود ہے چنانچہ ابو مخنف نے المقتل میں پھر اس سے تاریخ الطبری میں ہے کہ مجالد بن سعید اور صقعب بن زھیر ازدی وغیرہ محدثین کی جماعت نے مشہور تین باتوں میں سے کسی کو اختیار کرنے کا ذکر کیا اور صرف عقبہ بن سمعان نے ان کی مخالفت کی ہے

قَالَ أَبو مخنف: وأما مَا حَدَّثَنَا بِهِ الْمُجَالِدُ بن سَعِيدٍ و الصقعب بن زهير الأَزْدِيّ وغيرهما من المحدثين، فهو مَا عَلَيْهِ جماعة المحدثين، قَالُوا: إنه قَالَ: اختاروا مني خصالا ثلاثا: إما أن أرجع إِلَى المكان الَّذِي أقبلت

مِنهُ، وإما أن أضع يدي فِي يد يَزِيد بن مُعَاوِيَة فيرى فِيمَا بيني وبينه رأيه، وإما أن تسيروني إلَى أي ثغر من ثغور الْمُسْلِمِينَ شئتم، فأكون رجلا من أهله، لي مَا لَهُمْ وعلي مَا عَلَيْهِم.قَالَ أَبُو مخنف: فأما عبد الرَّحْمَن بن جندب فَحَدَّثَنِي عن عقبة بن سمعان قَالَ: صحبت حسينا فخرجت مَعَهُ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مكة، ومن مكة إِلَى العراق، ولم أفارقه حَتَّى قتل، وليس من مخاطبته الناس كلمة بِالْمَدِينَةِ وَلا بمكة وَلا فِي الطريق وَلا بِالْعِرَاقِ وَلا فِي عسكر إِلَى يوم مقتله إلا وَقَدْ سمعتها أَلا وَاللَّهِ مَا أعطاهم مَا يتذاكر الناس ومايزعمون، من أن يضع يده فِي يد يَزِيد بن مُعَاوِيَة، وَلا أن يسيروه إِلَى ثغر من ثغور الْمُسْلِمِينَ، ولكنه قَالَ: دعوني فلأذهب فِي هَذِهِ الأرض العريضة حَتَّى ننظر مَا يصير أمر الناس.

ترجمہ: ابومخنف نے کہا اور وہ جو ہم سے مجالد بن سعید، صقعب بن زہیر ازدی اور ان کے علاوہ محدثین نے بیان کیا کہ یہی وہ بات ہے جس پر محدثین کی جماعت کا اتفاق ہے بے شک امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھ سے تین باتوں میں سے ایک کا انتخاب کرلو یا تو میں اسی جگہ کی طرف لوٹ جاؤں جہاں سے آیا یا اپنا ہاتھ یزید بن معاویہ کے ہاتھ میں دے دیتا ہوں پس وہ میرے اور اپنے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرے یا تو مجھے مسلمانوں کی سرحدوں میں سے جس سرحد کی طرف لے جاؤ بس میں بھی مسلمانوں میں سے ایک شخص ہوں جو حقوق کسی عام مسلمان کے ہونگے وہ میرے بھی ہونگے اور جو بات کسی عام پر لازم ہوگی مجھ پر بھی لازم ہوگی ابو مخنف نے کہا عقبہ بن سمعان سے روایت کرتے ہوئے وہ کہتا ہے کہ میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہا بس میں ان کے ساتھ مدینہ طیبہ سے مکہ طیبہ کی طرف گیا اور مکہ شریف سے عراق کی طرف گیا اور میں ان سے جدا نہ ہوا یہاں تک کہ وہ

شہید ہو گئے اور انہوں نے لوگوں سے نہ مکہ شریف میں نہ مدینہ طیبہ میں نہ ہی راستہ میں نہ عراق میں اور نہ ہی اپنے لشکر میں اپنے قتل کیے جانے تک کوئی ایسا کلمہ نہیں کہا مگر میں نے اس کو سنا سنو اللہ عزوجل کی قسم امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزیدیوں کو کوئی چیز نہ دی لوگ آپس میں جس کا ذکر کرتے ہیں اور جس کے لوگ دعوے دار ہیں (کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہا) وہ اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ پر رکھتے ہیں اور نہ ہی انہوں نے یہ کہا کہ ان کو مسلمانوں کی سرحدوں میں سے کسی سرحد کی طرف لے جاؤ لیکن انہوں نے یہ فرمایا مجھے چھوڑ دو کہ میں اس کشادہ زمین سے چلا جاؤں حتی کہ ہم دیکھیں لوگ کیا معاملہ کرتے ہیں۔

(۲)۔ یہ روایت اہل تشیع کی اختراع اور جھوٹ ہے جو درج ذیل دیگر وجوہ کو پڑھنے سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس کا مقصد صرف اور صرف اس حقیقت کو چھپانا ہے کہ امام پاک نے آخر میں دینی تقاضے کے مطابق بیعت یزید کو تسلیم کر لیا تھا

(۳)۔ یہ شخص اتنا مضبوط رفیق سفر ہونے کے باوجود کربلا میں امام پاک پر قربان کیوں نہیں ہوا اور کیسے بچ گیا

(۴)۔اس جھوٹ گھڑنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوا کیونکہ سب تاریخیں اس بات پر متفق ہیں کہ امام صاحب نے حضرت ابن عباس کو فرمایا تھا کہ مجھے ان لوگوں نے ہر صورت میں قتل کرنا ہے (یعنی میرے بیعت نہ کرنے کی صورت میں) اور میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے حرم شریف کی بے حرمتی ہو اور ظاہر ہے کہ بچنے کی صورت بیعت یزید کو تسلیم کرنے کے سوا کچھ نہیں تھی تو پھر اس کو چھوڑ کر بچنے کے لئے کسی اور صورت کو اختیار کرنے کا کیا معنی

(۵)۔اس روایت میں غور کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ روایت گھڑنے والے نے اتنا نہیں سوچا کہ باقی سب لوگوں کا عمل یزید کی بیعت کو تسلیم کرنے کا خود امام پاک کو معلوم ہو چکا تھا کیونکہ صرف دو ہی حضرات رہ گئے تھے ایک امام پاک اور

دوسرے عبداللہ بن زبیر تو پھر تو نتیجہ وہی بیعت کرنا ہی تھا

(۶)۔اس روایت کو صحیح مانا جائے یا نہ مانا جائے دونوں حال میں موقف خروج سے رجوع پھر بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ جب فرما دیا مجھے کہیں جانے دو تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے جس سابقہ ارادہ کے ساتھ آئے تھے اس کو چھوڑ دیا اور اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ لوگوں میں جو مشہور ہے کہ امام حسین دین بچانے کا فریضہ ادا کرنے کیلئے تشریف لے گئے تھے اور ان کی قربانی سے دین بچ گیا اگر وہ قربانی نہ دیتے اور یزید کی بیعت کر لیتے تو دنیا سے اسلام ختم ہو جانا تھا یہ سب کچھ رافضیوں کا امام کے متعلق غلو باطل اور فرضی کہانی ہے جس کا مقصد اس دور کے صحابہ کرام کو کافر ثابت کرنا ہے اور پھر یہی باطل غلو اہل سنت کے مقررین اور غیر محتاط اور غیر محققین بے بصیرت علماء میں پھیلا پھر ان کی وساطت سے عوام الناس میں پھیل گیا اور اسی نے عوام و خواص میں نیم رافضیت اور صحابہ سے بدگمانی پیدا کر دی اور جو حقیقت ہے وہ صرف اتنا ہے کہ کیونکہ بیعت یزید کا مسئلہ سراسر اجتہادی نوعیت کا تھا اور امام عالی مقام نے اپنے اجتہاد کے مطابق مذکورہ اسباب کے تحت یزید کی بیعت کو صحیح نہ جان کر اس کو قبول کرنے سے انکار فرمایا اور بعض اہل کوفہ کی دعوت پر اپنی حکومت کے قیام کا گمان فرمایا اور جب کربلا میں پہنچ کر دعوتیوں کی غداری کا یقین ہو گیا تو وہ سابقہ سارا اجتہاد چھوڑ کر شریعت اور حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے نئے اجتہاد کے مطابق قیام حکومت کا خیال ترک فرمایا اور بیعت یزید تسلیم کرنے کی طرف رجوع فرمایا لیکن اظہار رجوع کے بعد بھی سانحہ کربلا پیش آنے کا سبب یہ ہوا کہ ابن زیاد نے یزید کی طرف لے جانے کی بجائے اپنے مطلق حکم کو تسلیم کرنے کی شرط پیش کر دی اور چونکہ اس نے یہ شرط یزید کے امر اور اذن کے بغیر رکھی تھی تو ایک تو یہ شرط خلاف شرع تھی دوسری اس میں علاقائی نائب خلیفہ کی اتنا مطلق العنان شرط تسلیم کرنے میں امام صاحب بلکہ دین کی بے عزتی تھی جس کو امام پاک ہرگز قبول نہیں فرما سکتے تھے

اس وجہ میں اعتراض کی دوسری شق کا جواب بھی معلوم ہوگیا اسی لئے لڑائی کے بغیر آپ کے نام نہاد حب داروں نے آپ کو آل پاک کے افراد سمیت مظلوم شہید کر دیا اور یہ مسئلہ صحیح تاریخ اور اہل سنت و اہل تشیع کے مشہورات میں سے ہے

(چنانچہ الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار لابن ابی شيبة، كِتَابُ الْأُمَرَاءِ، مَا ذُكِرَ مِنْ حَدِيثِ الْأُمَرَاءِ وَالدُّخُولِ عَلَيْهِمْ - میں سند صحیح کے ساتھ مولا علی کا یہ فرمان موجود ہے

31333 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ هَانِئٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: »لَيُقْتَلَنَّ الْحُسَيْنُ ظُلْمًا , وَإِنِّي لَأَعْرِفُ بِتُرْبَةِ الْأَرْضِ الَّتِي يُقْتَلُ فِيهَا قَرِيبًا مِنَ النَّهْرَيْنِ«

ترجمہ: یعنی ضرور ضرور حسین ظلماً قتل کیا جائے گا۔ الخ

اور المستدرك على الصحيحين (53/3) پر امام شعبی کا یہ قول ہے

4395 - فَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ غَيْرَ مَرَّةٍ، ثنا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ الْفَضْلِ الْبَلْخِيُّ، ثنا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، ثنا دَاوُدُ بْنُ يَزِيدَ الْأَوْدِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُولُ: »وَاللهِ لَقَدْ سُمَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسُمَّ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، وَقُتِلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ صَبْرًا، وَقُتِلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ صَبْرًا، وَقُتِلَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ صَبْرًا، وَسُمَّ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَقُتِلَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ صَبْرًا، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ فَمَا نَرْجُو بَعْدَهُمْ«

[التعليق - من تلخيص الذهبي] 4395 - سكت عنه الذهبي في التلخيص

ترجمہ: یعنی بلاشک و شبہ حضور علیہ السلام کو زہر دیا گیا اور ابو بکر صدیق کو بھی زہر دیا گیا اور عمر بن خطاب کو نہتا قتل کیا گیا اور عثمان بن عفان کو بھی نہتا قتل کیا گیا اور علی بن ابی طالب کو بھی نہتا قتل کیا گیا اور حسن بن علی کو زہر کھلایا گیا اور حسین بن علی کو نہتا قتل کیا

گیا۔ پھر اُن کے بعد ہم دنیا سے کیا اُمید کریں؟

(۷)۔ واقعہ کربلا کے بعد امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت کو تسلیم فرمایا اور جس طرح کہ واقعہ کربلا سے پہلے تمام آل عبدالمطلب اپنے اجتہاد کے مطابق یزید کی بیعت کو تسلیم کر چکے تھے یہاں تک کہ جنگ حرہ میں جب صحابہ اور ان کی آل کی جماعت کے کچھ مقدس لوگوں نے یزید کے خلاف اعلان جنگ فرمایا اس وقت آل عبدالمطلب میں سے کوئی ایک فرد بھی باوجود دعوت شرکت کے شریک نہیں ہوا۔

چنانچہ **البداية والنهاية**، ثم دخلت سنة ثلاث وستين،ففيها كانت وقعة الحرة: میں ہے

واعتزل الناس علي بن الحسين " زين العابدين " وكذلك عبد الله بن عمر بن الخطاب لم يخلعا يزيد، ولا أحد من بيت ابن عمر، وقد قال ابن عمر لأهله: لا يخلعن أحد منكم يزيد فتكون الفيصل ويروى الصيلم بيني وبينه، وسيأتي هذا الحديث بلفظه وإسناده في ترجمة يزيد، وأنكر على أهل المدينة في مبايعتهم لابن مطيع وابن حنظلة على الموت، وقال: إنما كنا نبايع رسول الله صلى الله عليه وسلم على أن لا نفر، وكذلك لم يخلع يزيد أحد من بني عبد المطلب، وقد سئل محمد بن الحنفية في ذلك فامتنع عن ذلك أشد الامتناع، وناظرهم وجادلهم في يزيد ورد عليهم ما اتهموا يزيد به من شرب الخمر وتركه بعض الصلوات كما سيأتي مبسوطا في ترجمة يزيد قريبا إن شاء الله

ترجمہ: یعنی علی بن حسین زین العابدین جنگ حرہ میں یزید کے خلاف خروج کرنے والوں سے الگ تھلگ رہے اور اسی طرح عبداللہ بن عمر بھی ان دونوں حضرات نے یزید کی بیعت نہیں توڑی اور نہ ہی کسی نے عبداللہ ابن عمر کے گھرانے

سے اور حضرت عبداللہ ابن عمر نے اپنے کنبہ سے فرمایا کنبے سے کوئی یزید کی بیعت ہرگز نہ توڑے ورنہ میرا اس سے تعلق ختم ہو جائے گا اور اہل مدینہ میں سے جن حضرات نے حضرت عبداللہ بن مطیع صحابی اور حضرت عبداللہ بن حنظلہ صحابی کی موت پر بیعت فرمائی ان پر اعتراض فرمایا اور فرمایا کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت فقط اس بات پر کرتے تھے کہ ہم نے بھاگنا نہیں ہے اور اسی طرح اولاد عبدالمطلب میں سے کسی نے بھی یزید کی بیعت نہیں توڑی بلکہ امام محمد بن حنفیہ سے جب یہ مطالبہ کیا گیا تو وہ سختی کے ساتھ قبول کرنے سے باز رہے اور ان سے یزید کے متعلق مناظرہ فرمایا اور جن حضرات نے یزید پر شراب نوشی اور ترک نماز کی تہمت لگائی تھی اُن کا رد فرمایا۔

ایک شبہ کا ازالہ

اگر کوئی کہے کہ الکامل لابن اثیر (۳/۳۱۳) پر یہ آیا ہے کہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن حنظلہ کے پاس آئے اور مل کر قتال کیا تو یہ اس دعوے کے خلاف ہے کہ آل عبدالمطلب میں سے کسی نے خروج نہیں کیا

ازالہ اشکال

ازالہ اشکال یہ ہے کہ اس بات پر مؤرخین کا اتفاق ہے کہ حضرت فضل طاعون عمواس میں شہید ہوئے اور طاعون عمواس کے متعلق دو قول ہیں ۱۸ ھ میں واقع ہوئی یا ۲۸ ھ میں اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ روایت انتہائی ضعیف ہے اسی وجہ سے اس کو ضعیف تاریخ طبری کے حصے میں رکھا گیا ہے

امام زین العابدین کا یزید کی بیعت کرنا

بلکہ تاریخ دمشق لابن عساکر، "حرف الزاي" 2344 - زيد بن علي بن

الحسين بن علي بن أبي طالب أبو الحسين الهاشمي میں صحیح سند سے یہ روایت موجود ہے

قرأت على أبي الفتح نصر الله بن محمد الفقيه عن أبي الحسين بن الطيوري أنا عبد الباقي بن عبد الكريم أنا عبد الرحمن بن عمر أنا محمد بن أحمد بن يعقوب نا جدي يعقوب نا علي بن عبد الله قال سمعت يحيى بن سعيد يقول **ذكر يحيى بن سعيد الأنصاري علي بن حسين فذكره بخير قال ولكن أنبه** (الصواب اِبنه) **زيد قال جدي** (اى جد علی المدینی ھو جعفر بن نجیح المدیني) **ظننت أنه أراد الخروج۔**

هذا الخبر ياتی فی ترجمة 4875 - علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب - يقال أبو عبد الله زين العابدين (374/41) ولفظه **ذكر يحيى بن سعيد الأنصاري علي بن الحسين فذكره بخير ولكن ابنه زيدا** اه يعني ولكن ابنه زيدا لم يذكره بخير لانه خرج على هشام واما ابوه فلم يخرج على يزيد ولا على غيره (چشتی)

ترجمہ: حضرت یحیٰی بن سعید انصاری رحمہ اللہ نے امام زین العابدین کا ذکر خیر فرمایا لیکن آپ کے بیٹے زید کا ذکر خیر نہیں فرمایا۔ علی بن المدینی کہتے ہیں میرے دادا (جعفر بن نجیح المدینی) نے فرمایا شاید یحیی نے خروج مراد لیا۔

امام زید نے خلیفہ ہشام کے خلاف خروج فرمایا اور امام زین العابدین نے کسی کے خلاف خروج نہیں فرمایا۔

اور امام زین العابدین کے شاگردِ خاص حضرت یحیٰ بن سعید الانصاری نے امام زید کے خروج کو پسند نہ فرمایا بلکہ امام زین العابدین کے خروج نہ کرنے کو پسند فرمایا۔ ان حقائق کے باوجود بھی بعض معترضین کا خیال یہ ہے کہ امام زین العابدین نے یزید کی بیعت نہیں کی تھی حالانکہ مذکورہ صحیح روایت میں اس بات کی واضح تصریح ہے پھر اہلسنت و روافض کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام زین العابدین کو فتنہ حرہ میں یزید کی فوج نے اس لئے امان دیکر محفوظ رکھا کہ اُس کو امام زین العابدین

کے ساتھ حُسنِ سلوک کے ساتھ پیش آنے کی یزید کی طرف سے وصیت تھی جیسا کہ شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى: 748ھ) اپنی کتاب تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام،الطَّبَقَةُ السَّابِعَةُ[حَوَادِثُ] سَنَةِ إِحْدَى وَسِتِّينَ،مقتل الحسين-میں اس روایت کو نقل فرماتے ہیں وَقَالَ الْمَدَائِنِيُّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ دَخَلْنَا الْكُوفَةَ، فَلَقِيَنَا رَجُلٌ، فَدَخَلْنَا منزله، فأحلفنا، فَنِمْتُ، فَلَمْ أَسْتَيْقِظْ إِلَّا بِحِسِّ الْخَيْلِ فِي الْأَزِقَّةِ، فَحَمَلْنَا إِلَى يَزِيدَ، فَدَمَعَتْ عَيْنُهُ حِينَ رآنا، وأعطانا ما شئنا وقال لي: إنه سَيَكُونُ فِي قَوْمِكَ أُمُورٌ، فَلَا تَدْخُلْ مَعَهُمْ فِي شَيْءٍ، فَلَمَّا كَانَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَا كَانَ، كَتَبَ مَعَ مُسْلِمِ بْنِ عُقْبَةَ كِتَابًا فِيهِ أَمَانِي، فَلَمَّا فَرَغَ مُسْلِمٌ مِنَ الْحَرَّةِ بَعَثَ إِلَيَّ، فَجِئْتُهُ وَقَدْ كَتَبْتُ وَصِيَّتِي، فَرَمَى إِلَيَّ بِالْكِتَابِ، فَإِذَا فِيهِ: اسْتَوْصِ بِعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ خَيْرًا، وَإِنْ دَخَلَ مَعَهُمْ فِي أَمْرِهِمْ فَأَمِّنْهُ وَاعْفُ عَنْهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ فَقَدْ أَصَابَ وَأَحْسَنَ

ترجمہ: علی بن حسین اپنے والد سے بیان فرماتے ہیں کہ جب قتل کیے گئے امام حسین تو ہم کوفہ میں داخل ہوئے تو ایک شخص ہم کو ملا اور وہ ہمیں اپنے گھر لے گیا اور ہمارے لئے شب باشی کا اہتمام کیا تو میں سو گیا پھر میں گلی میں گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سے بیدار ہو گیا تو ہمیں یزید کے پاس لے جایا گیا جب اُس نے ہم کو دیکھا تو اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے پس اُس نے عطا کیا کو ہم جو ہم نے چاہا اور اُس نے مجھے کہا عنقریب آپ کی قوم میں کچھ امور (خروج) ہوں گے آپ اُن کے ساتھ کسی معاملے میں شرکت نہ کریں پھر اُس کے بعد اہل مدینہ کے ساتھ جو ہوا سو ہوا تو یزید نے مسلم بن عقبہ کو میرا امان نامہ دیا پس جب مسلم حرہ سے فارغ ہو تو اُس نے میری طرف پیغام بھیجا میں اُس کے پاس چلا گیا اپنا وصیت نامہ لکھ کر

(امام نے اپنے قتل کا گمان کیا) تو اُس نے میری طرف ایک خط پھینکا جس میں تحریر تھا کہ: تو علی بن حسین کے ساتھ خیر کا معاملہ کر، اگر وہ خروج کرنے والوں کے ساتھ ہوں کسی معاملے میں تو تو اُنہیں اَمان دے اور اُن سے درگذر کر، اور اگر وہ اُن میں شریک نہیں ہوئے تو انہوں نے یہ بہت اچھا کیا۔

اس روایت سے صاف روشن ہے کہ امام زین العابدین نے بیعت کر لی تھی اور توڑنے کے مُرتکب بھی نہیں ہوئے تھے جیسا کہ حافظ أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (المتوفى: 774هـ) قصہ حرہ کو بیان کرتے ہوئے (البدایۃ والنہایۃ، وَهَذِهِ تَرْجَمَةُ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ) میں لکھتے ہیں وَقَدْ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَجَمَاعَاتُ أَهْلِ بَيْتِ النُّبُوَّةِ مِمَّنْ لَمْ يَنْقُضِ الْعَهْدَ. وَلَا بَايَعَ أَحَدًا بَعْدَ بَيْعَتِهِ لِيَزِيدَ

ترجمہ: عبد اللہ بن عمر اور خاندانِ اہل بیت نبوت اُن حضرات میں سے تھے جنہوں نے بیعت کو نہیں توڑا اور نہ ہی کسی اور کی بیعت کی یزید کی بیعت کے بعد۔

تاریخ الاسلام میں کی روایت میں موجود ابراہیم بن محمد کی تعیین اختلافی ہے ہم نے بعض قرائن سے ابراہیم بن محمد کی تعیین ابن الحنفیہ سے کی تھی جس پر بعض معترض تھے، معترضین نے تعیین ابراہیم بن محمد بن ابی یحیی سے کی اور کہا کہ یہ شخص کذاب ہے تو عرض یہ ہے کہ اگر چہ ان کی تعیین بھی احتمالا ہے اور اگر اسی کو تسلیم کر لیا جائے تو بھی اس ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ کو امام شافعی، حافظ ابن عقدہ م، حافظ ابن عدی، اور امام ابن الاصبہانی نے ثقہ قرار دیا ہے اور اہل علم پر مخفی نہیں ہے کہ واقدی، محمد بن اسحاق بن یسار المدنی صاحب سیرت کو اکثر محدثین نے کذاب اور متروک قرار دیا ہے یعنی جارحین زیادہ ہیں اور معدلین ان کے کم ہیں اس کے باوجود معترضین ان کی روایات کو قبول کرتے ہیں تو الزاما گذارش ہے کہ آپ کا ابراہیم بن محمد بن ابی یحیی کی روایت کو جزماردّ کرنا کیونکر صحیح ہے اس سب کچھ کے باوجود ہم بھی روایتِ

ابراہیم بن محمد بن ابی یحیی کو رد کرنے میں دریغ نہ کرتے اگر اس کے استشہاد میں
محمد بن أحمد بن تميم التميمي المغربي الإفريقي، أبو العرب (المتوفى: 333ھ) کی
کتاب المحن ،ذِكْر مقتلِ الْحُسَيْنِ بنِ عَلِيّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ میں یہ سند قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ
حَدَّثنا حَجَاجُ قَالَ قَالَ أَبُو مَعْشَرٍ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنِي
مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِيّ موجود نہ ہوتی جس کی سند کا حال ابراہیم بن محمد کی
روایت سے قدرِ بہتر ہے بلکہ صحیح طبری کے محققین اس روایت کے متعلق کہتے ہیں
قلنا: و رجال هذ االاسناد بين الثقة و الصدوق ۔لہذا دونوں روایات کو
ملانے سے مقبول کا درجہ حاصل ہوتا ہے جبکہ شہادت امام حسین پر یزید کے خوش
ہونے کی روایت ابوعبیدہ ،معمرہ بن مثنیٰ کی معلق اور منقطع ہے جو ضعیف جدا کے
زُمرے میں آئے گی خصوصا جب کہ ابوعبیدہ مذکور معتزلی ہے اور معتزلہ حضرت امیر
معاویہ کی تکفیر کے قائل ہیں تو پھر بھی یزید کے رونے کی روایت لائق ترجیح ہے بلکہ
یزید کا رونا و رقت طاری ہونا **الجزء المتمم لطبقات ابن سعد** [الطبقة الخامسة في من قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم. وهم أحداث الأسنان] کے قصہ سیاق کربلا میں ان لفظوں سے
موجود ہے قال: فدمعت عينا يزيد. وقال: كنت «» أرضى من طاعتكم
بدون قتل الحسين۔

ترجمہ: یزید کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوے اور اُس نے کہا کہ میں تمہاری اطاعت
کرنے پر بہت راضی تھا قتل حسین کے بغیر۔

اور دوسرے مقام پر ہے وقال: قد كنت أرضى من طاعة أهل العراق بدون
قتل الحسين. فرحم الله أبا عبد الله عجل عليه ابن زياد. أما والله لو كنت
صاحبه ثم لم أقدر على دفع القتل عنه إلا بنقص بعض عمري لأحببت أن

۱:الصواب الحسين

ادفعه عنه.

تو کتنا عجیب بات ہے بالکل ضعیف روایت کو صحیح کی طرح قبول کرلیا جائے اور جگہ جگہ اسی کا واویلا کیا جائے اور جس کا حال اس سے بہتر ہے اس کو بیان کرنے سے مکمل گریز کیا جائے اور بیان کرنے والوں پر بے ہودہ الزامات لگائے جائیں۔ پھر بعد میں امام حسن کے شہزادے حسن مثنیٰ اور امام زین العابدین کے شہزادے امام محمد باقر اور ان کے شہزادے امام جعفر صادق کا بھی عمل عدم خروج کا رہا بلکہ امام حسن مثنیٰ اور امام زید دونوں ہمیشہ بنو امیہ کے ساتھ رہے اُن کی طرف سے نائب حاکم رہے جیسا کہ (بحار الانوار) میں باقر مجلسی نے لکھا ہے اور اہلسنت کی تاریخ اس پر گواہ ہے اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ امام عالی مقام نے کربلا شریف میں جو موقف اختیار فرمایا رجوع اور عدم خروج ہی تھا۔

(۸)۔ اگر انکار بیعت اور خروج از بیعت کا سبب یزید کا فسق و فجور ہوتا تو امام عبداللہ بن جعفر امام محمد بن حنفیہ حضرت عبداللہ بن عباس اور جن صحابہ کرام اور تابعین نے امام پاک کو جانے سے منع فرمایا تھا ان کا منع فرمانا جائز نہ ہوتا بلکہ امام پاک کا فرض بنتا کہ ان کو ساتھ چلنے کی دعوت دیتے اور ان کے تخلف یا انکار پر بے دین ہونے کا فتویٰ لگاتے۔

(۹)۔ مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ مذہب ہے کہ لوگوں کے لئے کوئی نہ کوئی حکمران ضروری ہے چاہے نیک ہو یا بد چنانچہ روافض کے نزدیک آپ کا یہ مذہب آپ سے تواتر کے ساتھ منقول ہے بلکہ ان کے نزدیک اس کی سچائی اور یقینی ہونا قرآن مجید سے بھی زیادہ مضبوط ہے کیونکہ آپ کے اس مذہب کا ذکر نهج البلاغة میں ہے جو ان کے نزدیک قرآن سے زیادہ مقام رکھتی ہے

چنانچہ نهج البلاغة(الباب :40 - و من كلام له عليه السلام في الخوارج لما سمع قولهم »لا حكم إلا لله «) میں یہ فرمان موجود ہے

قَالَ عَلَيهِ السَّلَامُ: كَلِمَةُ حَقٍّ يُرَادُ بِهَا بَاطِلٌ نَعَمْ إِنَّهُ لاَ حُكْمَ إِلاَّ لِلّٰهِ وَ لٰكِنَّ هٰؤُلَاءِ يَقُولُونَ لاَ إِمْرَةَ إِلاَّ لِلّٰهِ وَ إِنَّهُ لاَ بُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ أَمِيرٍ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ يَعْمَلُ فِي إِمْرَتِهِ الْمُؤْمِنُ وَ يَسْتَمْتِعُ فِيهَا الْكَافِرُ وَ يُبَلِّغُ اللّٰهُ فِيهَا الْأَجَلَ وَ يُجْمَعُ بِهِ الْفَيْءُ وَ يُقَاتَلُ بِهِ الْعَدُوُّ وَ تَأْمَنُ بِهِ السُّبُلُ وَ يُؤْخَذُ بِهِ لِلضَّعِيفِ مِنَ الْقَوِيِّ حَتّٰى يَسْتَرِيحَ بَرٌّ وَ يُسْتَرَاحَ مِنْ فَاجِرٍ۔

ترجمہ: یعنی جب امام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خارجیوں کا یہ اعتراض سنا کہ اللہ کے سوا کوئی حاکم نہیں تو اے علی تم نے ثالث کو حاکم کیوں مانا اس کے جواب میں آپ نے فرمایا بات حق ہے ارادہ باطل ہے اللہ کے سوا کوئی حاکم نہیں لیکن یہ لوگ یہ کہنا چارہے ہیں کہ حاکمیت کا حق کسی کو حاصل نہیں اور حقیقت یہ ہے کہ لوگوں کے لئے حاکم ضروری ہے چاہے نیک ہو یا برا اس کی حکومت میں مومن اپنا نیک عمل کرتا ہے اور کافر اس میں اپنا وقت گذارتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر کسی کو اس کی اجل تک پہنچاتا ہے اور حاکم کی وجہ سے مال فیء جمع کیا جاتا ہے اور دشمنوں کے ساتھ لڑا جاتا ہے اور راستے بے خوف ہوجاتے ہیں اور طاقتور سے ضعیف کا حق لیا جاتا ہے یہاں تک کے نیک راحت حاصل کرتا ہے اور بدکار سے راحت حاصل کرلی جاتی ہے۔

اور اہل سنت کے پاس اس مذہب کا ثبوت **الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار لابن ابی شیبة**، كِتَابُ الْفِتَنِ، مَا ذُكِرَ فِي الْخَوَارِجِ میں تین سندوں کے ساتھ ملتا ہے دو سندیں موصول ہیں اور ایک مرسل ہے اور تینوں سندوں سے جو حکم حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حدیث صحیح لغیرہ ہے تینوں روایات کو ملاحظہ فرمائیں۔

(پہلی روایت) 39062- عَفَّانُ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ ضَمْرَةَ، قَالَ: إِنَّ خَارِجَةً خَرَجَتْ عَلَى حُكْمٍ, فَقَالُوا: لَا حُكْمَ إِلَّا لِلّٰهِ, فَقَالَ عَلِيٌّ: إِنَّهُ لَا حُكْمَ إِلَّا لِلّٰهِ, وَلٰكِنَّهُمْ يَقُولُونَ: لَا إِمْرَةَ, وَلَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ أَمِيرٍ بَرٍّ

أَوْ فَاجِرٍ ,يَعْمَلُ فِي إِمَارَتِهِ الْمُؤْمِنُ وَيَسْتَمْتِعُ فِيهَا الْكَافِرُ ,وَيُبَلِّغُ اللَّهُ فِيهِ الْأَجَلَ"

ترجمہ: یعنی عاصم بن ضمرہ فرماتے ہیں جب صفین میں حکم کے لئے ثالث منتخب کیے گئے تو اس عمل کے خلاف خارجی جماعت اٹھ کھڑی ہوئی اور انہوں نے کہا حاکم صرف اللہ ہے تو علی نے فرمایا واقعتہ حاکم صرف اللہ ہے لیکن یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حکومت کا حق کسی کو نہیں جبکہ لوگوں کے لئے حاکم ضروری نیک ہو یا بد الی آخرہ

(دوسری روایت) 39086 - يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حَسِيلِ بْنِ سَعْدِ بْنِ حُذَيْفَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا حَبِيبُ أَبُو الْحَسَنِ الْعَبْسِيُّ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، قَالَ: دَخَلَ رَجُلُ الْمَسْجِدَ فَقَالَ: لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ ثُمَّ قَالَ آخَرُ: لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ, فَقَالَ عَلِيٌّ: لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ فَمَا تَدْرُونَ مَا يَقُولُ هَؤُلَاءِ؟ يَقُولُونَ: لَا إِمَارَةَ, أَيُّهَا النَّاسُ, إِنَّهُ لَا يُصْلِحُكُمْ إِلَّا أَمِيرٌ بَرٌّ أَوْ فَاجِرٌ, قَالُوا: هَذَا الْبَرُّ قَدْ عَرَفْنَاهُ, فَمَا بَالُ الْفَاجِرِ؟ فَقَالَ: يَعْمَلُ الْمُؤْمِنُ وَيُمْلِي لِلْفَاجِرِ, وَيُبَلِّغُ اللَّهُ الْأَجَلَ, وَتَأْمَنُ سُبُلُكُمْ, وَتَقُومُ أَسْوَاقُكُمْ, وَيُقَسَّمُ فَيْؤُكُمْ وَيُجَاهَدُ عَدُوُّكُمْ وَيُؤْخَذُ الضَّعِيفُ مِنَ الْقَوِيِّ أَوْ قَالَ: مِنَ الشَّدِيدِ مِنْكُمْ.

ترجمہ: ابوالبختری سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف فرما تھے تو ایک شخص مسجد میں داخل ہو کر کہنے لگا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا حکم نہیں ہے پھر دوسرے نے کہا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا حکم نہیں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا حکم نہیں ہے لیکن تمہاری مراد غلط ہے اور آپ نے لوگوں کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے لوگوں تمہیں معلوم ہے کہ یہ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ ان کا ارادہ ہے کہ کوئی امیر نہ بنے حالانکہ امیر ہی تمہاری اصلاح کرے گا چاہے نیک ہو یا

برا تو لوگوں نے عرض کی نیک کو تو ہم جانتے ہیں برے کا کیا مطلب؟ تو آپ نے فرمایا مومن نیک عمل کرے گا اور برے کو مہلت ملتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا وقت پورا کرے گا لیکن تمہارے راستے پُر امن رہیں گے تمہارے شہر آباد رہیں گے اور غنیمت تقسیم ہوتی رہے گی اور دشمنوں سے جہاد ہوتا رہے گا اور کمزوروں کو حق ملتا رہے گا۔

(تیسری روایت) 38409 - عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُخَارِقِ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: »إِنِّي لَا أَرَى هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ إِلَّا ظَاهِرِينَ عَلَيْكُمْ لِتَفَرُّقِكُمْ عَنْ حَقِّكُمْ وَاجْتِمَاعِهِمْ عَلَى بَاطِلِهِمْ , وَإِنَّ الْإِمَامَ لَيْسَ يُشَاقُّ سَفَرُهُ , وَإِنَّهُ يُخْطِئُ وَيُصِيبُ , فَإِذَا كَانَ عَلَيْكُمْ إِمَامٌ يَعْدِلُ فِي الرَّعِيَّةِ وَيَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا , وَإِنَّ النَّاسَ لَا يُصْلِحُهُمْ إِلَّا إِمَامٌ بَرٌّ أَوْ فَاجِرٌ , فَإِنْ كَانَ بَرًّا فَلِلرَّاعِي وَلِلرَّعِيَّةِ , وَإِنْ كَانَ فَاجِرًا عَبَدَ فِيهِ الْمُؤْمِنُ رَبَّهُ وَعَمِلَ فِيهِ الْفَاجِرُ إِلَى أَجَلِهِ , وَإِنَّكُمْ سَتُعْرَضُونَ عَلَى سَبِّي , وَعَلَى الْبَرَاءَةِ مِنِّي , فَمَنْ سَبَّنِي فَهُوَ فِي حِلٍّ مِنْ سَبِّي , وَلَا تَبَرَّءُوا مِنْ دِينِي فَإِنِّي عَلَى الْإِسْلَامِ«

ترجمہ: عبداللہ بن مخارق بن سلیم نے اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں اس قوم کو تم پر غالب دیکھ رہا ہوں کیونکہ تم حق سے متفرق ہو اور وہ باطل پر متفق ہیں بے شک امام ایک بال کے برابر بھی دشواری پیدا کرنے والا نہیں ہوتا اور لوگوں کے احوال کی اصلاح امام ہی کرتا ہے نیک ہو یا بد بس اگر وہ نیک ہو تو اس کا فائدہ خود حکمران اور رعایا دونوں کو ہوتا ہے اور اگر وہ بد ہو تو اس کی حکمرانی میں مومن اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اور بدکار اپنی مقررہ مدت تک نافرمانی کرتا ہے اور بے شک عنقریب تم مجھے برا بھلا کہنے اور میری جانب سے براءت پر بس جس نے مجھے برا بھلا کہا اور تم میرے

دین سے براءت کا اظہار نہ کرنا بے شک میں دین اسلام پر ہوں۔

اب غور کیجئے کہ جب مولا علی پاک یہ مذہب رکھتے ہیں کہ نیک ہو یا بد حکمران ضروری ہے تو ان کے شہزادے پاک حسین سے کیسے ممکن ہے کہ وہ حکمران کی بدکاری کی وجہ سے اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور پھر رجوع بھی نہ کریں۔

مذہب اہل سنت کی مذہب اہل بیت کے ساتھ مخالفت ناممکن ہے

اگر یہ کہا جائے کہ امام عالی مقام نے یزید کے فسق و فجور کی وجہ سے بیعت سے انکار فرمایا اور اس کے خلاف خروج کیا اور اس نظریے سے رجوع بھی نہیں فرمایا جس طرح کہ عوام کا خیال ہے تو مذہب اہل سنت کا مذہب اہل بیت کا مخالف ہونا لازم آئے گا اور اس کا خلافِ حق ہونا کسی منصف مزاج پر مخفی نہیں ہے کیونکہ اہل سنت کا اجماعی مذہب یہی ہے کہ حاکم کے فسق و فجور کو دیکھ کر اس کے خلاف خروج کرنا اور لڑنا جائز نہیں ہاں اگر اس سے صریح کفر اجماعی سرزد ہو تو البتہ طاقت ہونے پر اس کے خلاف خروج کرنا واجب ہے چنانچہ اہل سنت کی تمام اعتقادی کتابیں اس بات کے نقل کرنے پر متفق ہیں چاروں فقہ کے مجتہدین ائمہ کرام اور محدثین اسلام اور علمائے کرام کا یہ اتفاقی و اجماعی مسئلہ ہے اجماع کی تصریح فرمانے والے بعض ائمہ کے اسماء ملاحظہ فرمائیں۔

1- أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: 241هـ)

2- محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري، أبو عبد الله (المتوفى: 256هـ) (شرح العقيدة الطحاوية لابن أبي العز (ص368))

3- إسماعيل بن يحيى بن إسماعيل، أبو إبراهيم المزني (المتوفى: 264هـ)

(شرح السنة لإسماعيل المزني (ص84))

4-أَبو بَكْرٍ أَحْمَدُ بن مُحَمَّدِ بنِ هَانِئٍ الإِسْكَافِيُّ الأَثْرَم الطَّائِيُّ وَقِيلَ: الكَلْبِيُّ (المتوفى: 273هـ)(ناسخ الحديث ومنسوخه للأثرم (ص257))

5-أبو محمد حرب بن إسماعيل بن خلف الكرماني (المتوفى: 280هـ)(حادي الأرواح لابن القيم (289))

6- عبد الرحمن بن عمرو بن عبد الله بن صفوان النصري المشهور بأبي زرعة الدمشقي الملقب بشيخ الشباب (المتوفى: 281هـ)

7-أبو بكر محمد بن إبراهيم بن المنذر النيسابوري (المتوفى: 319هـ) (فتح الباري لابن حجر (124/5))

8-أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدي الحجري المصري المعروف بالطحاوي (المتوفى: 321هـ) (اعتقاد أهل السنة للإسماعيلي (189-197))

9-أبو الحسن علي بن إسماعيل بن إسحاق الأشعري (المتوفى: 324هـ) (رسالة لأهل الثغور لأبي الحسن الأشعري (ص168))

10-أبو محمد عبد الرحمن بن محمد بن إدريس بن المنذر التميمي، الحنظلي، الرازي ابن أبي حاتم (المتوفى: 327هـ) (شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة للالكائي (1ص197))

11-أبو بكر أحمد بن إبراهيم بن إسماعيل بن العباس بن مرداس الإسماعيلي الجرجاني (المتوفى: 371هـ)(اعتقاد أهل السنة للاسماعيلي (ص197،189))

12-أبو عبد الله عبيد الله بن محمد بن محمد بن حمدان العُكبري المعروف بابن بَطَّة العكبري (المتوفى: 387هـ)(الشرح والإبانة لابن بطة (ص175 -176))

13-إِسْمَاعِيل بن عبد الرَّحْمَن بن أَحْمد بن إِسْمَاعِيل شيخ الْإِسْلَام أَبُو عُثْمَان

الصابوني (المتوفى: 449هـ) (عقيدة السلف أصحاب الحديث للصابوني (ص68))

14- ابن بطال أبو الحسن علي بن خلف بن عبد الملك (المتوفى: 449هـ) (شرح ابن بطال على صحيح البخاري (168/9))

15- أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (المتوفى: 463هـ) (التمهيد لابن عبد البر (279/23))

16- علي بن محمد بن عبد الملك الكتامي الحميري الفاسي، أبو الحسن ابن القطان (المتوفى: 628هـ) (الاقناع في مسائل الاجماع لابن القطاع الفاسي (61/1))

17- أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي (المتوفى: 676هـ) (المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج (229/12))

18- تقي الدين أبو العباس أحمد- ابن تيمية الحراني الحنبلي الدمشقي (المتوفى: 728هـ) (منهاج السنة لابن تيمية (4/ 529))

19- شرف الدين الطيبي، الحسين بن محمد بن عبد الله (المتوفى: 743هـ) (الكاشف عن حقائق السنن للطيبي (7/181 - 182))

20- محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (المتوفى: 751هـ) (حادي الأرواح لابن القيم (ص411))

21- أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ) (فتح الباري لابن حجر (7/13))

22- شمس الدين محمد بن أبي العباس أحمد بن حمزة شهاب الدين الرملي (المتوفى: 1004هـ) (غاية البيان شرح زبد ابن رسلان (ص15))

نیز موسوعة الإجماع في الفقه الإسلامي (۲۳۷/۵) مجموعة من المؤلفين، [5] مسائل الإجماع في الأحكام السلطانية، الباب الأول مسائل الإجماع في الإمامة، الفصل الخامس مسائل الإجماع فيما يجب للإمام على رعيته، [47/ 47] تحريم الخروج على الإمام الفاسق میں

ہے

المراد بالمسألة: اتفقت الأمة على حرمة الخروج عن طاعة ولي الأمر، والصبر على جوره وفسقه، توقيًا للفتن وإراقة الدماء، إلا إن دعا إلى كفر، فلا تجوز طاعته في ذلك، بل تجب مجاهدته لمن قدر عليها.

• من نقل الإجماع: النووي (٦٧٦ هـ) قال: »وأما الخروج عليهم وقتالهم فحرام بإجماع المسلمين، وإن كانوا فسقة ظالمين« (المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج (١٢/ ٢٢٩)) نقله زكريا الأنصاري (٩٢٦هـ) (أسنى المطالب في شرح روض الطالب (٤/ ١١١))، وعبد الحميد الشرواني (١٣٠١هـ) (حواشي الشرواني (٩/ ٦٦)) ملا علي القاري (١٠١٤هـ) قال: »وخروج جماعة من السلف على الجورة كان قبل استقرار الإجماع على حرمة الخروج على الجائر« (مرقاة المفاتيح (٣/ ١٨١)). • الموافقون على الإجماع: الحنفية (انظر: بدائع الصنائع (٧/ ١٤٠)، والبحر الرائق (٥/ ٢٤١)، وحاشية ابن عابدين (١/ ٥٤٩)، (٤/ ٢٦١))، والمالكية (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي (١/ ٢٦٨)، وحاشية الدسوقي على الشرح الكبير (٤/ ٢٩٩)، والفواكه الدواني (١/ ٣٢٥))، والشافعية (الأحكام السلطانية للماوردي (ص ٢٤)، وروضة الطالبين (١٠/ ٤٧)، ومغني المحتاج (٤/ ١٣٢))، والحنابلة (المغني لابن قدامة (١٠/ ٤٦)، والشرح الكبير (١٠/ ٤٨)، والإنصاف للمرداوي (١٠/ ٢٣٥))، والظاهرية (المحلى لابن حزم (٩/ ٣٦٠))

مستند الإجماع: يستدل على ذلك بأدلة من الكتاب، والسنة: • أولًا: الكتاب: الدليل الأول: قول الله -تعالى-: ﴿يا أَيُّها الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وأَطِيعُوا الرَّسُولَ وأُولِي الأَمْرِ مِنكُمْ﴾ (سورة النساء، الآية: (٥٩)). • وجه

الدلالة: قال ابن كثير: »هذه أوامر بطاعة العلماء والأمراء، ولهذا قال -تعالى-: ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ﴾ أي: اتبعوا كتابه، ﴿وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ أي: خذوا بسنته، ﴿وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ﴾ أي: فيما أمروكم به من طاعة الله لا في معصية الله« (تفسير ابن كثير (١/ ٥١٩)). الدليل الثاني: قول الله -تعالى-: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا (سورة الفتح، الآية:١٠)﴾. • وجه الدلالة: قال ابن جرير الطبري: »فإنما ينقض بيعته، لأنه بفعله ذلك يخرج ممن وعده الله الجنة بوفائه بالبيعة، فلم يضر بنكثه غير نفسه، ولم ينكث إلا عليها«. الدليل الثاني: قول الله -تعالى-: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾. • وجه الدلالة: قال ابن جرير الطبري: »فإنما ينقض بيعته، لأنه بفعله ذلك يخرج ممن وعده الله الجنة بوفائه بالبيعة، فلم يضر بنكثه غير نفسه، ولم ينكث إلا عليها« (تفسير الطبري (٢٦/ ٧٦)). • ثانيًا: السنة: ١- حديث أم سلمة -- أنَّ رَسُولَ اللهِ -صلى الله عليه وآله وسلم- قال: »سَتَكُونُ أُمَرَاءُ، فَتَعْرِفُونَ وَتُنْكِرُونَ، فَمَنْ عَرَفَ بَرِئَ، وَمَنْ أَنْكَرَ سَلِمَ، وَلَكِنْ مَن رَضِيَ وَتَابَعَ«، قالوا: أفَلَا نُقَاتِلُهُمْ؟ قال: »لَا، مَا صَلَّوْا« (أخرجه مسلم، كتاب الإمارة، باب: وجوب الإنكار على الأمراء فيما يخالف الشرع (٣/ ١٤٨٠) رقم (١٨٥٤)). • وجه الدلالة: فيه عدم جواز الخروج على الخلفاء بمجرد الظلم أو الفسق، ما لم يغيروا شيئًا من قواعد الإسلام (المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج (١٢/ ٢٤٣)). ٢-

حدیث ابن مسعود -- قال: قال لنا رسول الله -صلى الله عليه وآله وسلم-: "إنكم سترون بَعْدِي أَثَرَةً (أثرة: أي يستأثر عليكم بالفيء. يُنظر: لسان العرب (٤/ ٨)) وأمورًا تُنكِرُونها«، قالوا: فما تأمُرُنا يا رَسُولَ الله؟ قال: »أدُّوا إليهِمْ حَقَّهُمْ، وسَلُوا اللهَ حَقَّكُمْ« (أخرجه البخاري، كتاب الفتن، باب: قول النبي -ﷺ-: سترون بعدي أمورًا تنكرونها (٩/ ٤٧) رقم (٧٠٥٢)، ومسلم في كتاب الإمارة، باب: وجوب الوفاء ببيعة الخلفاء (٣/ ١٤٧٢) رقم (١٨٤٣)).٣- حديث حذيفة بن اليمان -- قال: قُلتُ: يا رَسُولَ اللهِ -صلى الله عليه وآله وسلم- إنّا كُنّا بِشَرٍّ فَجاءَ اللهُ بِخَيْرٍ فَنَحْنُ فِيهِ، فَهَلْ مِن وراءِ هذا الخَيْرِ شَرٌّ؟ قالَ: »نَعَمْ«، قُلْتُ: هَلْ وراءَ ذلِكَ الشَّرِّ خَيْرٌ؟ قالَ: »نَعَمْ«، قُلْتُ: فَهَلْ وراءَ ذلِكَ الخَيْرِ شَرٌّ؟ قالَ: »نَعَمْ«، قُلْتُ: كَيْفَ؟ قالَ: »يَكُونُ بَعْدِي أئِمَّةٌ لا يَهْتَدُونَ بِهُدايَ، ولا يَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِي، وسَيَقُومُ فِيهِمْ رِجالٌ قُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الشَّياطِينِ فِي جُثْمانِ إنْسٍ«، قالَ: قُلْتُ: كَيْفَ أصْنَعُ يا رَسُولَ اللهِ إنْ أدْرَكْتُ ذلِكَ؟ قالَ: »تَسْمَعُ وتُطِيعُ لِلأمِيرِ، وإنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ وأُخِذَ مالُكَ، فاسْمَعْ وأطِعْ« (تقدم تخريجه).• وجه الدلالة: يستدل من هذه الأحاديث على وجوب طاعة أولي الأمر ما أطاعوا الله ولم يأمروا بمعصية.٤- حديث عُبادَةَ بْنِ الصّامِتِ -صلى الله عليه وآله وسلم- قالَ: دَعانا رَسُولُ اللهِ -صلى الله عليه وآله وسلم- فَبايَعْناهُ، فَكانَ فِيما أخَذَ عَلَيْنا: أنْ بايَعَنا عَلى السَّمْعِ والطّاعَةِ، فِي مَنْشَطِنا، ومَكْرَهِنا، وعُسْرِنا، ويُسْرِنا، وأثَرَةٍ عَلَيْنا، وأنْ لا نُنازِعَ الأمْرَ أهْلَهُ، قالَ: »إلّا أنْ تَرَوْا كُفْرًا بَواحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللهِ فِيهِ بُرْهانٌ« (تقدم تخريجه).• وجه الدلالة: قال ابن حجر العسقلاني: »ومقتضاه: أنه لا يجوز الخروج عليهم ما دام فعلهم يحتمل التأويل«

چند جلیل القدر علماء کے اقتباس

ملاحظہ فرمائیں

1-أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدي الحجري المصري المعروف بالطحاوي (المتوفى: 321هـ) **العقيدة الطحاوية میں لکھتے ہیں**

72-وَلَا نَرَى الْخُرُوجَ عَلَى أَئِمَّتِنَا وَوُلَاةِ أُمُورِنَا وإن جاروا ولا ندعوا عَلَيْهِمْ وَلَا نَنْزِعُ يَدًا مِنْ طَاعَتِهِمْ

ترجمہ: اور ہم خروج جائز نہیں سمجھتے اپنے اماموں اور اپنے امور کے والیوں کے خلاف اگر چہ وہ ظالم ہی کیوں نہ ہوں اور نہ ہی ہم اُن کے خلاف بددُعا کرتے ہیں اور نہ ہی اُن کی فرمانبرداری سے ہاتھ کھینچتے ہیں۔

2-أبو القاسم الحكيم السمرقندي الحنفي المذهب الماتريدي العقيدة المتوفى سنة (342هـ) **السواد الأعظم میں لکھتے ہیں**

"مسئلہ ہفتم: آنست از پس ہر امیری جابر باشد یا عادل نماز روا بود زیرا کہ طاعت داشتن سلطان فریضہ ست و ترک وی عاصی شدن و معصیت ست و بدعت و ہرکہ سلطان را طاعت ندارد آں ہوادار باشد"

ترجمہ: بادشاہ چاہے ظالم ہو یا عادل نماز اُس کے پیچھے جائز ہے اس لئے کہ بادشاہ کی اطاعت فرض ہے اور ترک اطاعت کرنا معصیت و بدعت ہے اور وہ شخص جو سلطان کی اطاعت نہیں کرتا وہ بدعتی ہے۔

3-أبو بكر أحمد بن محمد بن هارون بن يزيد الخَلَّال البغدادي الحنبلي (المتوفى: 311هـ) **السنة میں نقل کرتے ہیں**

بَابُ الْإِنْكَارِ عَلَى مَنْ خَرَجَ عَلَى السُّلْطَانِ

86 - أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْمَرُّوذِيُّ أَنَّ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: " قَدْ قُلْتُ لِابْنِ الْكَلْبِيِّ صَاحِبِ

الْخَلِيفَةِ: »مَا أَعْرِفُ نَفْسِي مُذْ كُنْتُ حَدَثًا إِلَى سَاعَتِي هَذِهِ إِلَّا أَدَّى الصَّلَاةَ خَلْفَهُمْ، وَأَعْتَدُّ إِمَامَتَهُمْ، وَلَا أَرَى الْخُرُوجَ عَلَيْهِمْ«

ترجمہ: ابو عبداللہ فرماتے ہیں میں نے کہا صاحب خلیفہ ابن کلبی کو کہ ہوش سنبھالنے کے بعد سے اب تک میں اُن کی اقتداء میں نمازیں پڑھتا ہوں اور اُن کو اپنا امام تصور کرتا ہوں اور اُن کے خلاف خروج کو جائز نہیں سمجھتا۔

87 - وَأَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْمَرُّوذِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ، »يَأْمُرُ بِكَفِّ الدِّمَاءِ، وَيُنْكِرُ الْخُرُوجَ إِنْكَارًا شَدِيدًا«

ترجمہ: ابو بکر المروذی فرماتے ہیں میں نے ابو عبداللہ کو سنا وہ خون بہانے سے رُکنے کا حکم دے رہے تھے اور خروج کا سختی سے انکار کر رہے تھے۔

4-إسماعيل بن يحيى بن إسماعيل، أبو إبراهيم المزني (المتوفى: 264هـ) شرح السنة معتقد إسماعيل بن يحيى المزني میں لکھتے ہیں

طَاعَة الْأَئِمَّة والأمراء وَمنع الْخُرُوج عَلَيْهِم

14 - وَترك الْخُرُوج عِنْد تعديهم وجورهم

ترجمہ: اور ظلم، زیادتی کی وجہ سے اُن پر خروج نہیں کرنا چاہیے۔

الصَّلَاة وَرَاء الْأَئِمَّة وَالْجهَاد مَعَهم وَالْحج

18 - وصلاتها مَعَ بر هَذِه الْأمة وفاجرها لَازم مَا كَانَ من الْبِدْعَة بريا فَإِن ابتدع ضلالا فَلَا صَلَاة خَلفه وَالْجهَاد مَعَ كل إِمَام عدل أَو جَائِر وَالْحج

ترجمہ: نماز جائز ہے اس اُمت کے ہر فاسق و فاجر کے پیچھے جب تک وہ بدعت سے جُدا رہے اور اگر وہ گمراہ بدعتی ہے تو اُس کے پیچھے نماز جائز نہیں اور جہاد، حج ہر امام کی معیت میں جائز ہے چاہے وہ عادل ہو یا ظالم۔

5-أبو بكر أحمد بن إبراهيم بن إسماعيل بن العباس بن مرداس الإسماعيلي الجرجاني (المتوفى: 371هـ) اعتقاد أئمة الحديث میں لکھتے ہیں

[الجهاد مع الأئمة وإن كانوا جورة]

ولا يرون الخروج بالسيف عليهم

ترجمہ: اور وہ جائز نہیں سمجھتے اُن کے خلاف تلوار کے ساتھ بغاوت کو۔

6-أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (المتوفى: 463هـ) التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد میں لکھتے ہیں

وَأَمَّا أَهْلُ الْحَقِّ وَهُمْ أَهْلُ السُّنَّةِ فَقَالُوا هَذَا هُوَ الِاخْتِيَارُ أَنْ يَكُونَ الْإِمَامُ فَاضِلًا عَدْلًا مُحْسِنًا فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَالصَّبْرُ عَلَى طَاعَةِ الْجَائِرِينَ مِنَ الْأَئِمَّةِ أَوْلَى مِنَ الْخُرُوجِ عَلَيْهِ لِأَنَّ فِي مُنَازَعَتِهِ وَالْخُرُوجِ عَلَيْهِ اسْتِبْدَالَ الْأَمْنِ بِالْخَوْفِ وَلِأَنَّ ذَلِكَ يَحْمِلُ عَلَى هِرَاقِ الدِّمَاءِ وَشَنِّ الْغَارَاتِ وَالْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ وَذَلِكَ أَعْظَمُ مِنَ الصَّبْرِ عَلَى جَوْرِهِ وَفِسْقِهِ

ترجمہ: اہلِ حق یعنی اہل سنت کے نزدیک مختار قول یہی ہے کہ بادشاہ صاحب کمال، عادل، محسن ہو اور اگر اُس میں یہ صفات نہ ہوں تو اُن ائمہ میں سے ظالموں کے ظلم پر صبر کرنا اُن کے خلاف خُروج سے اولیٰ ہے اِس لئے کہ اُن کے خِلاف خروج کرنا اور اُن سے جھگڑنا یہ اَمن کو خَوف میں بدل دینا ہے اور اُنہیں قتل و غارت اور زمین میں فساد کرنے پر اُبھارنے کا سبب ہے اِس سے بہتر ہے کہ اُن کے ظلم و فسق پر صبر کیا جائے۔

7-الحسن بن أحمد بن عبد الله بن البنا، أبو علي، البغدادي الحنبلي (المتوفى: 471هـ) المختار في أصول السنة میں لکھتے ہیں

وأن لا يخرج على الأمراء بالسيف وإن جاروا

ترجمہ: اور اپنے اُمراء کے خلاف تلوار کے ساتھ خُروج نہ کیا جائے اگرچہ وہ ظالم ہوں۔

8-أبو محمد عبد القادر الجيلي أو الجيلاني أو الكيلاني (المتوفى: 561 هـ) (يعرف ب "سلطان الأولياء"،

وهو إمام صوفي وفقيه حنبلي، لقبه أتباعه بـ"باز الله الأشهب" و"تاج العارفين" و"محيي الدين" و"قطب بغداد" وإليه تنتسب الطريقة القادرية الصوفية) اپنی کتاب الغنية لطالبي طريق الحق میں لکھتے ہیں

وأهل السنة أجمعوا على السمع والطاعة لائمة المسلمين واتباعهم، والصلاة خلف كل بر منهم وفاجر، والعادل منهم والجائر

ترجمہ: اور اہل سنت نے اتفاق (اجماع) کیا ہے ائمہ مسلمین کی فرمانبرداری اور اُن کی تباع پر اور اُن میں سے ہر فاسق و فاجر کے پیچھے نماز کے جواز پر خواہ وہ عادل ہوں یا ظالم۔

أبو محمد موفق الدين عبد الله بن أحمد بن محمد ، الشهير بابن قدامة المقدسي (المتوفى : 620هـ) لمعة الاعتقاد میں لکھتے ہیں

ومن السنة: السمع والطاعة لأئمة المسلمين وأمراء المؤمنين - برهم وفاجرهم

ترجمہ: ائمہ مسلمین اور اُمراءِ مؤمنین کی اطاعت سنت سے ثابت ہے خواہ وہ نیک ہوں یا بدکار۔

أبو الحسن علي بن إسماعيل بن إسحاق بن سالم بن إسماعيل بن عبد الله بن موسى بن أبي بردة بن أبي موسى الأشعري (المتوفى: 324هـ) الإبانة عن أصول الديانة میں لکھتے ہیں

وتضليل من رأى الخروج عليهم إذا ظهر منهم ترك الاستقامة.

ترجمہ: اور ہم گمراہ تصور کرتے ہیں اُس شخص کو جو ان کے خلاف خروج کو جائز سمجھتا ہے جب ظاہر ہو اُن سے عدم استقامت۔

واقعہ حرہ کی پیش گوئی اور خروج سے ممانعت

خروج کی ممانعت پر اگرچہ کثیر احادیثِ صحیحہ وارد ہیں لیکن یہاں خاص ایک صحیح روایت نقل کرتے ہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واقعہ حرہ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے خروج سے واضح لفظوں میں منع فرمایا۔

ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، وماجة اسم أبيه يزيد (المتوفى: 273ھ) **سنن ابن ماجه**، كِتَابُ الْفِتَنِ، بَابُ التَّثَبُّتِ فِي الْفِتْنَةِ میں نقل فرماتے ہیں

3958 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنِ الْمُشَعَّثِ بْنِ طَرِيفٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »---» كَيْفَ أَنْتَ، وَقَتْلًا يُصِيبُ النَّاسَ حَتَّى تُغْرَقَ حِجَارَةُ الزَّيْتِ بِالدَّمِ؟« قُلْتُ: مَا خَارَ اللَّهُ لِي وَرَسُولُهُ، قَالَ: »الْحَقْ بِمَنْ أَنْتَ مِنْهُ« ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا آخُذُ بِسَيْفِي، فَأَضْرِبَ بِهِ مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ، قَالَ: »شَارَكْتَ الْقَوْمَ إِذًا، وَلَكِنِ ادْخُلْ بَيْتَكَ« ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنْ دُخِلَ بَيْتِي؟ قَالَ: »إِنْ خَشِيتَ أَنْ يَبْهَرَكَ شُعَاعُ السَّيْفِ، فَأَلْقِ طَرَفَ رِدَائِكَ عَلَى وَجْهِكَ، فَيَبُوءَ بِإِثْمِهِ وَإِثْمِكَ، فَيَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ« (ابو داود رقم الحدیث 4261، مسند ابی داود الطیالسی رقم الحدیث 461)

ترجمہ:-- پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس وقت کیا کرو گے جب (مدینہ میں) لوگوں کا قتل عام ہوگا، حتیٰ کہ مدینہ میں ایک پتھریلا مقام حجارۃ الزیت خون میں ڈوب جائے گا، میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ جو میرے لیے پسند فرمائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان لوگوں سے مل جانا جن سے تم ہو ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا میں اپنی تلوار لے کر ان لوگوں کو نہ قتل کروں جو ایسا کریں؟، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم ایسا کرو گے تب تو تم بھی انہیں لوگوں میں شریک ہو جاؤ گے، تمہیں چاہیئے کہ اپنے گھر ہی میں رہو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اگر وہ میرے گھر میں گھس آئیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تمہیں ڈر ہو کہ تلوار کی چمک تم پر غالب آجائے گی، تو اپنی چادر کا کنارا منہ پر ڈال لینا، (یعنی قتل ہو جانا) وہ قتل کرنے والا اپنا اور تمہارا دونوں کا گناہ اپنے سر لے گا۔ اور وہ جہنمیوں سے ہوگا۔

قوله حَتّٰی تغرق حِجَارَۃ الزَّیت بِالدَّمِ حِجَارَۃ الزَّیت اسم مَوضِع بِالْمَدِینَۃِ وَلَعَلَّ هٰذَا إشَارَۃ الٰی وقْعَة الْحرَّۃ حِین نقض أهل الْمَدِینَۃ بیعَة یزِید وَبعث عسکر اعَظِیما فلَمَّا توجه عسکره الی مکَّة مَاتَ هُوَ بالشَّام (إنْجَاح)

(شرح سنن ابن ماجه، مجموع من 3 شروح 1- »مصباح الزجاجة« للسيوطي (ت 911 هـ)2- »إنجاح الحاجة« لمحمد عبد الغني المجددي الحنفي (ت 1296 هـ)3- »ما يليق من حل اللغات وشرح المشكلات« لفخر الحسن بن عبد الرحمن الحنفي الكنكوهي (1315 هـ))

ایک اعتراض کا جواب

اعتراض کی تقریر یہ ہے کہ اگر یزید کی بیعت کو تسلیم کرنا تھا تو اولا انکار کیوں ہوا اور پھر سانحہ کربلا کیوں پیش آیا جواب میں گذارش ہے کہ اعتراض کی پہلی شق (یعنی اوّلاً انکار کیوں ہوا) کے دو جواب ہیں ایک اہل سنت کی طرف سے ہے کہ جن اسباب کے تحت چار یا پانچ اکابرین مذکورین نے انکار فرمایا تھا وہ تفصیلا بیان کر چکے ہیں پھر ان میں سے جس مصلحت کے تحت کچھ حضرات نے بیعت کر لی تھی وہی مصلحت امام عالی مقام کو ان کے اجتہاد کے مطابق کربلا شریف میں نظر آئی لہذا یہ کہنا درست ہے کہ جو فیصلہ دیگر صحابہ نے اپنے اجتہاد فرمانے کے بعد کر لیا تھا امام پاک نے بھی کربلا پہنچنے کے بعد حالات کا مشاہدہ کر کے اپنے اجتہاد کے ساتھ اسی فیصلہ کو ترجیح دی اور دوسرا جواب اہل تشیع کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے جو ان کے مذہب کے دو بڑے مجتہد مطلق اماموں نے دیا ہے

ایک الشريف المرتضى أبو القاسم علي بن الحسين بن موسى بن محمد الموسوي ،الملقب ذي المجدين علم الهدي، عالم إمامي من أهل القرن الرابع

الهجري(المتوفى: 436 ھ)اور دوسرا أبو جعفر محمد الطوسي،المعروف بشيخ الطائفة والشيخ الطوسي،من متكلمي ومحدثي ومفسري وفقهاء الشيعة في القرن الخامس (المتوفى: 460ھ)چنانچہ اول الذکر کی کتاب تنزيه الأنبياء والأئمة(صفحہ ۲۲۹)اور مؤخرالذکر کی کتاب تلخيص الشافى(۴ / ۱۸۸) پراعتراض کے بعد جواب کی یہ تقریر موجود ہے

فكيف يقال : إنه عليه السلام ألقى بيده الى التهلكة ، وقد روي : أنه عليه السلام قال لعمر بن سعد : » اختاروا مني اما الرجوع إلى المكان الذي اقبلت منه أو أن أضع يدي على يد يزيد ، فهو ابن عمي يرى في رأيه ، واما أن تسيروا بي إلى ثغر من ثغور المسلمين ..

یعنی تو کیوں کر یہ اعتراض کیا جاسکتا ہے کہ امام حسین نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا جبکہ آپ سے یقیناً مروی ہے کہ آپ نے عمر بن سعد سے فرمایا یا تو یہ بات اختیار کرو کہ مجھے واپس جانے دو یا یہ بات اختیار کرو کہ یزید کے پاس لے چلو میں اس کی بیعت کرتا ہوں وہ میرے چاچے کا بیٹا ہے میرے متعلق جو رائے وہ ظاہر کرے اور یا مسلمانوں کی سرحدوں میں سے کسی سرحد کی طرف جانے دو۔

وأما الجمع بين فعله وفعل أخيه الحسن ، فواضح صحيح ، لأن أخاه عليه السلام سلم ، كفاً للفتنة وخوفاً على نفسه وأهله وشيعته واحساساً بالغدر من اصحابه ، والحسين عليه السلام لما قوى في ظنه النصرة ممن من أسباب قوة صار الحق وضعف نصار الباطل ما وجب معه عليه الطلب والخروج فلما انعكس ذلك وظهرت امارات الغدر فيه وسوء الاتفاق رام الرجوع والمكافة والتسليم كما فعل أخوه ، فمنع من ذلك وحيل بينه وبينه ، فالحالان متفقان ...

یعنی اور رہا یہ اعتراض کہ امام حسین کے فعل خروج اور امام حسن کے فعل مصالحت

کے درمیان موافقت کیسے ہوگی تو وہ بالکل واضح ہے کیوں کہ امام حسن نے فتنے سے بچنے اور جان اور گھر والوں اور اپنی جماعت کے ڈر اور اپنے اصحاب سے غداری کو محسوس کرنے کی وجہ سے مصالحت فرمائی اور امام حسین نے جب کبھی گمان فرمایا کہ مجھے خطوط لکھ کر بلانے والے میری مدد کریں گے اور ان کی قوت محسوس فرمائیں گے اور اہل باطل کے ضعف کو محسوس فرمایا ان پر خروج واجب ہوگیا لیکن جب معاملہ الٹ دیکھا اور غداری کی علامات ظاہر ہوئیں تو رجوع اور خروج نہ کرنے اور یزید کی حکومت کو تسلیم کرنے کا ارادہ فرمالیا جیسا کہ ان کے بھائی صاحب نے کیا تھا لیکن ان سے ایسا قبول نہ کیا گیا اور ان کے مقصود میں رکاوٹ ڈال دی گئی تو دونوں بھائیوں کے فعل متفق ہو گئے...

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے انکار کا سبب

آپ کے انکار کا سبب وہی ہے جو پانچ مذکورہ اسباب انکار میں چوتھے نمبر پر گزرا ہے یعنی بیک وقت دو خلیفوں کی بیعت کرنا اور اس کی سند اور دلیل حلیۃ الاولیاء وغیرہ کے حوالے سے پوری وضاحت کے ساتھ گذر چکی ہے

سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے انکار کا سبب

آپ کے انکار کا سبب مذکورہ اسباب خمسہ میں سے دوسرا سبب ہے اور اس کی سند اور دلیل بھی وضاحت کے ساتھ ذکر ہو چکی ہے

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے انکار کا سبب

بھی وہی ہے جو سیدنا ابن زبیر کا ہے اور اس کی سند اور دلیل ایک ہی دلیل ہے جو گذر چکی ہے لیکن یہاں ایک اور دلیل صحیح روایت کی پیش نظر کر دیتے ہیں چنانچہ فتح الباري شرح صحيح البخاري، (كِتَابُ الْفِتَنِ)، (قَوْلُهُ بَابُ إِذَا قَالَ عِنْدَ قَوْمٍ شَيْئًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ بِخِلَافِهِ)، رقم الحديث ۷۱۱۱ کے تحت ہے

وَوَقَعَ عِنْدَ الإِسْمَاعِيلِيِّ مِنْ طَرِيقِ مُؤَمَّلِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ فِي أَوَّلِهِ مِنَ الزِّيَادَةِ عَنْ نَافِعٍ ان مُعَاوِيَةَ أَرَادَ بن عُمَرَ عَلَى أَنْ يُبَايِعَ لِيَزِيدَ فَأَبَى وَقَالَ لَا أُبَايِعُ لِأَمِيرَيْنِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ بِمِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ فَأَخَذَهَا فَدَسَّ إِلَيْهِ رَجُلًا فَقَالَ لَهُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُبَايِعَ فَقَالَ إِنَّ ذَاكَ لِذَاكَ يَعْنِي عَطَاءَ ذَلِكَ الْمَالِ لِأَجْلِ وُقُوعِ الْمُبَايَعَةِ إِنَّ دِينِي عِنْدِي إِذًا لَرَخِيصٌ فَلَمَّا مَاتَ مُعَاوِيَةُ كَتَبَ بن عُمَرَ إِلَى يَزِيدَ بِبَيْعَتِهِ۔

ترجمہ: یعنی امام اسماعیلی کے پاس حضرت نافع سے یہ الفاظ مزید مروی ہیں کہ جب حضرت معاویہ نے حضرت عبداللہ بن عمر سے یزید کے لئے بیعت لینے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو انہوں نے انکار فرمایا اور فرمایا دو حاکموں کی بیعت نہیں کرتا ہوں الی آخر ماقال پھر جب معاویہ فوت ہوئے تو ابن عمر نے یزید کی طرف خط لکھ کر بیعت کی۔

اس روایت پر بعض احباب نے مؤمل بن اسماعیل کی وجہ سے اعتراض کیا جب کہ اُن احباب کا یہ اعتراض درست نہیں ہے کیوں کہ یہ روایت دیگر اسناد سے بھی ثابت ہے جیسا کہ **الطبقات الکبری**، الطَّبَقَةُ الثَّانِيَةُ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ مِمَّنْ لَمْ يَشْهَدْ بَدْرًا، عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بْنِ نُفَيْلٍ میں یہ روایت موجود ہے

قَالَ: أَخْبَرَنَا عَارِمُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بَعَثَ إِلَى ابْنِ عُمَرَ بِمِائَةِ أَلْفٍ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يُبَايِعَ لِيَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ قَالَ: أَرَى ذَاكَ أَرَادَ إِنَّ دِينِي عِنْدِي إِذًا لَرَخِيصٌ

اسی طرح المعرفۃ والتاریخ للفسوی، [فُقَهَاءُ الصَّحَابَةِ]، [عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ] میں بھی یہ روایت موجود ہے

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ مُعَاوِيَةَ بَعَثَ إِلَى ابْنِ عُمَرَ بِمِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ، فَلَمَّا دَعَا مُعَاوِيَةُ إِلَى بَيْعَةِ يَزِيدَ ابْنِ مُعَاوِيَةَ

[قَالَ]: أَتَرَوْنَ هَذَا أَرَادَ. [إِنَّ] دِينِي إِذًا عِنْدِي لَرَخِيصٌ.

نیز یہ قصہ **السنن الکبری للبیهقي**، كِتَابُ قِتَالِ أَهْلِ الْبَغْيِ، بَابُ إِثْمِ الْغَادِرِ لِلْبَرِّ وَالْفَاجِرِ **میں ان الفاظ سے موجود ہے**

16632 - أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ الْفَضْلِ الْقَطَّانُ، بِبَغْدَادَ، أَنْبَأَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ، ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ، ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ مُعَاوِيَةَ، بَعَثَ إِلَى ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مِائَةَ أَلْفِ دِرْهَمٍ، فَلَمَّا دَعَا مُعَاوِيَةُ إِلَى بَيْعَةِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: " أَتَرَوْنَ هَذَا أَرَادَ؟ إِنَّ دِينِي إِذًا عِنْدِي لَرَخِيصٌ " زَادَ فِيهِ غَيْرُهُ: فَلَمَّا مَاتَ مُعَاوِيَةُ وَاجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَى يَزِيدَ بَايَعَهُ

پھر اس پر مزید اضافہ کیا جاتا ہے کہ آپ سے بخاری و مسلم کی شرط پر سند کے ساتھ یہ ثابت ہے کہ انہوں نے یزید کی نوعمری اور عدم فضیلت کے پیش نظر اس کی بیعت پر عدم اطمینان کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ **الکتاب المصنف في الأحادیث والآثار لابن ابی شیبة**، كِتَابُ الْأُمَرَاءِ، مَا ذُكِرَ مِنْ حَدِيثِ الْأُمَرَاءِ وَالدُّخُولِ عَلَيْهِمْ میں ہے۔

31216 - حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: بَلَغَ ابْنَ عُمَرَ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ بُويِعَ لَهُ فَقَالَ: »إِنْ كَانَ خَيْرًا رَضِينَا، وَإِنْ كَانَ شَرًّا صَبَرْنَا«

ترجمہ: یعنی حضرت عبداللہ بن عمر کو خبر پہنچی کہ یزید بن معاویہ کے لیئے بیعت لی جاچکی ہے تو فرمایا اگر خیر ہوگی تو راضی رہیں گے اگر شر ہوگا تو صبر کریں گے۔

قارئین کرام: آپ کے ان جملوں سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ آپ کے نزدیک یزید فاسق نہ تھا ورنہ خیر اور شر ہونے میں تردد اور شک کرنے کا کیا معنیٰ فاسق کی امامت اور خلافت کا شر ہونا محل نظر ہی نہیں ہوسکتا۔

آخر میں ملا خانیوالی

جیسے ناسمجھ اور سطحی قسم کے لوگوں کا ایک اعتراض باقی ہے اس کا جواب دے کر رسالہ ختم کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ البدایة و النهایة، ثُمَّ دَخَلَتْ سَنَةُ أَربع وستين ،وَهَذِهِ تَرْجَمَةُ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ میں بحوالہ طبرانی سند کے ساتھ آیا ہے

وَقَالَ الطَّبَرانِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ زَكَرِيَّا الْغَلَابِيُّ ثَنا ابنُ عَائِشَةَ عَنْ أَبِيه. قَالَ: كَانَ يَزِيدُ فِي حَدَاثَتِهِ صَاحِبَ شَرَابٍ يَأْخُذُ مَأْخَذَ الأَحْدَاثِ، فَأَحَسَّ مُعَاوِيَةُ بِذَلِك فَأَحَبَّ أَنْ يَعِظَهُ فِي رِفْقٍ، فَقَالَ: يَا بُنَيَّ مَا أَقْدَرَك على أن تصل إِلَى حَاجَتِك مِنْ غَيْرِ تَهَتُّكٍ يَذْهَبُ بِمُرُوءَتِك وقدرك، ويشمت بك عدوك ويسيء بك صديقك، ثُمَّ قَالَ: يَابُنَيَّ إِنِّي مُنْشِدُكَ أَبيَاتًا فتَأَدَّبْ بِهَا وَاحْفَظْهَا، فَأَنْشَدَهُ:-

انْصَبْ نَهَارًا فِي طِلَابِ الْعُلَا ... وَاصْبِرْ عَلَى هَجْرِ الْحَبِيبِ الْقَرِيبِ

حَتَّى إِذَا اللَّيْلُ أَتَى بِالدُّجَى ... وَاكْتَحَلَتْ بِالْغُمْضِ عَيْنُ الرَّقِيبِ

فَبَاشِرِ اللَّيْلَ بِمَا تَشْتَهِي ... فَإِنَّمَا اللَّيْلُ نَهَارُ الأَرِيبِ

كَمْ فَاسِقٍ تَحْسَبُهُ نَاسِكًا ... قَدْ بَاشَرَ اللَّيْلَ بِأَمْرٍ عَجِيبِ

غَطَّى عَلَيْهِ اللَّيْلُ أَسْتَارَهُ ... فَبَاتَ فِي أَمْنٍ وَعَيْشٍ خَصِيبِ

ولذة الأحمق مكشوفة ... يسعى بها كل عدو مريب

قُلْتُ: وَهَذَا كَمَا جَاءَ فِي الْحَدِيثِ «مَنِ ابْتُلِيَ بِشَيْءٍ مِنْ هَذِهِ الْقَاذُورَاتِ فَلْيَسْتَتِرْ بِسِتْرِ الله عز وجل».

مفہوم: کہ یزید شروع عمر میں ہی شراب پیتا تھا اور نوعمر لڑکوں والے کام کرتا تھا جب حضرت معاویہ کو معلوم ہوا تو آپ نے نرمی کے ساتھ اس کو سمجھایا کہ سرِعام ایسا کرکے اپنی عزت نہ خراب کر پھر چند اشعار پڑھے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ اسی طرح ہے جس طرح حدیث میں آیا کہ جو شخص گناہوں کی گندگی میں ملوث ہو تو پردے میں رہ کر کرے۔

اس کا جواب اور اس عظیم غلطی اور اتنے بڑے صحابی پاک پر اتنی غلیظ تہمت لگانے کا ازالہ کرتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ ایک تو یہ روایت سراسر موضوع اور من گھڑت ہے کیونکہ اس کی سند درج ذیل بیان ہوئی ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْغَلَابِيُّ ثَنَا ابْنُ عَائِشَةَ عَنْ أَبِيهِ

سند میں موجود پہلا راوی مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْغَلَابِيُّ سخت مجروح کذاب حدیثیں گھڑنے والا ہے

أبو بكر البيهقي: متروك

أبو عبد الله الحاكم النيسابوري: أورد حديثا، وقال: رواته ثقات إلا الغلابي وهو آفته

ابن حجر العسقلاني: ضعيف

ابن عراق: أتى بحديث كذب في تزويج علي بفاطمة، ولا يدرى من هو

الدارقطني: يضع الحديث

الذهبي: اتهمه بالكذب

عبد الرحمن بن محمد بن منده الأصبهاني: تكلم فيه

يحيى بن معين: يضع الحديث

اور إرشاد القاصي والداني إلى تراجم شيوخ الطبراني (ص ۵۵۱) پر ہے۔

قال برهان الدين الحلبی قال الدار قطنی و يحيى يضع الحديث و اتهمه ابن الجوزی بوضع الحديث، و قال كان غاليا فی التشيع كذابا و قال ابن عساكر ضعيف و قال البيهقی متروك و قال مرة متهم بالوضع و قال الذهبی هو ضعيف ثم ساق له حديثا منكرا و قال هذا كذب من الغلابی و قال ايضا هو فی عداد الضعفاء و قال واه و قال مرة متهم و قال أخری

متروک کذاب

اور خیال رہے کہ أبو الفرج محمد بن إسحاق بن محمد الوراق البغدادي المعتزلي الشيعي المعروف بابن النديم (المتوفى: 438ھ) صاحب فہرست نے جو اس کو ثقہ صدوق کہا اس کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ وہ خود بے اعتماد ہے چنانچہ لسان المیزان میں ابن النجار کے حوالے سے ہے۔

قلت: وهو غير موثوق به ومصنفه المذكور ينادي على من صنفه بالإعتزال والزيغ نسأل الله السلامة

ترجمہ: ابن نجار کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ ابن الندیم ثقہ نہیں ہے اور اس کی مذکورہ تصنیف اس کے معتزلی اور صاحب زیغ ہونے کا اعلان کرتی ہے نسال اللہ السلامۃ۔

نیز امام ذہبی کے حوالے سے لکھا شیعہ معتزلی ہے اور اپنی تحقیق کے مطابق فرمایا رافضی معتزلی ہے اور فرمایا اس کے عجائبات سے یہ ہے کہ عبد المنعم بن ادریس، واقدی، اسحاق بن بشیر وغیرہ کذابین کو ثقہ قرار دیتا ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ ملا خانیوالی کے با اعتماد مصنف عبد الرحمن بن محمد بن محمد، ابن خلدون أبو زيد، ولي الدين الحضرمي الإشبيلي (المتوفى: 808ھ) ديوان المبتدأ والخبر في تاريخ العرب والبربر ومن عاصرهم من ذوي الشأن الأكبر ،المقدمة ،فالأول منها ما حدث في يزيد من الفسق أيام خلافته میں لکھا ہے کہ خبردار یہ مت سوچنا کہ حضرت معاویہ کو یزید کی ایسی ویسی باتوں کا علم تھا آپ اس سے افضل اعلی ہیں بلکہ وہ تو اس کو سماع پر بھی ملامت کرتے تھے اور منع فرماتے تھے حالانکہ مسئلہ سماع اختلافی تھا عبارت یہ ہے۔

فإيّاك أن تظنّ بمعاوية رضي الله عنه أنّه علم ذلك من يزيد فإنّه أعدل من ذلك وأفضل بل كان يعذله أيام حياته في سماع الغناء وينهاه عنه وهو أقلّ

من ذلك و كانت مذاهبهم فيه مختلفة

ترجمہ: پس تو اپنے آپ کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اس گمان سے دور رکھ کہ وہ یزید کے فسق کو جانتے تھے پس بے شک آپ اس سے عظیم تر ہیں (کہ یزید کا فسق معلوم ہوتے ہوئے بھی اس کو نہ روکیں) بلکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو اپنی حیات میں سماع کرنے پر ملامت فرماتے تھے اور اسے اس سے روکتے تھے حالانکہ سماع فسق سے کم ہے اور اس میں (جواز وعدم جواز کے متعلق) مذاہب مختلف ہیں۔

اسی طرح کی من گھڑت اور خبیث روایت گستاخ صحابہ و اہل بیت ملا خانیوالی نے فقیر کی مخالفت میں اور یزید عنید کو حیات سیدنا معاویہ میں شرابی ثابت کرنے کے لئے اپنی اغلاط کے ساتھ اور بھی پیش کی ہیں۔

اس کی خرافات نیٹ پر دیکھنے کی خواہش ہو تو یہ عنوان نکالیں (قرآن وحدیث وتاریخ کی روشنی میں یزید کی بیعت سے انکار) ملا خانیوالی کے الفاظ یہ ہیں امام حسین مدینہ منورہ میں یزید کے ولی عہد بننے سے قبل ہی اس کو شراب پیتا دیکھ کر زجر و توبیخ فرما چکے تھے چنانچہ امام حسین اور حضرت عبداللہ بن عباس ان دونوں کریموں کو یزید نے بلوایا تو صرف امام حسین کو اندر آنے کی اجازت دی۔

دعا بقدح فشرب ثم دعا بأخير فقال اسق ابا عبدالله فقال له الحسين عليك شرابك ايها المرء لا عين عليك مني

یعنی اس نے شراب کا پیالہ منگوا کر پیا پھر دوسرا پیالہ منگوا کر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اے ابو عبداللہ پیو تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کو کہا اے نوجوان اپنی شراب اپنے پاس رکھ مجھے تجھ پر کوئی اعتراض نہیں۔

ہم ملا خانیوالی کے تقریری رد میں اس کی روایت پڑھنے میں نحوی لغوی غلطیاں ظاہر کر چکے ہیں اب صرف اور صرف وہ روایت مع السند پیش کرتے ہیں پھر

اس کی سند پر جرح اور معنی پر تبصرہ کریں گے چنانچہ کتاب الأغاني (گانوں باجوں کی کتاب)، ذکر ادم بن عبد العزيز وأخباره (۱۵ /۲۸۱) میں ہے۔

أخبرني أحمد بن عبد العزيز الجوهري قال: حدثنا عمر بن شبة قال: حدثني المادائني قال: قدم سلم بن زياد على يزيد فنادمه، فقال له ليلةً: ألا أوليك خراسان؟ قال: بل وسجستان. فعقد له في ليلته فقال:

اسقني شربةً فرو عظامي -ثم عدو اسق مثلها ابن زياد

موضع السر والأمانة مني -وعلى ثغر مغنمي وجهادي

قال: ولما رجع في خلافة أبيه جلس بالمدينة على شراب، فاستأذن عليه عبد الله بن العباس، والحسين بن علي، فأمر بشرابه فرفع وقيل له: إن ابن عباس إن وجد ريح شرابك عرفه. فحجبه وأذن للحسين، فلما دخل وجد رائحة الشراب مع الطيب فقال: لله در طيبك هذا ما أطيبه، وما كنت أحسب أحداً يتقدما في صنعة الطيب، فما هذا يا ابن معاوية؟ فقال: يا أبا عبد الله، هذا طيب يصنع لنا بلشأم. ثم دعا بقدح فشربه، ثم دعا بقدح آخر فقال: اسق أبا عبد الله يا غلام. فقال الحسين: عليك شرابك أيها المرء، لا عين عليك مني. فشرب

ترجمہ:.....جب یزید اپنے باپ کے دور خلافت میں واپس لوٹا ابن اثیر کے مطابق جب حج کیا تو مدینہ شریف میں شراب کے ساتھ بیٹھا عبد اللہ بن عباس اور حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے اس کے پاس آنے کی اجازت مانگی تو یزید نے شراب اٹھوادی اور اس کو کسی نے کہا کہ اگر عبد اللہ بن عباس تیری شراب کی بدبو پائیں گے تو پہچان لیں گے اس نے ان کو روک دیا اور حسین کو اجازت دی جب وہ داخل ہوئے تو خوشبو کے ساتھ شراب کی بو محسوس فرمائی اور فرمایا اللہ ہی کے لئے

ہے تیری خوشبو کا کمال کتنی اعلی خوشبو ہے میں کسی کے بارے یہ گمان بھی نہیں رکھتا تھا کہ وہ ہم سے خوشبو کی صنعت میں فوقیت لے جائے گا تو یہ کیا ہے یزید نے کہا اے ابو عبداللہ یہ وہ خوشبو ہے جو ہمارے لئے ملک شام میں تیار کی جاتی ہے پھر شراب کا پیالا منگوا کر پی لیا اور پھر دوسرا پیالا منگوایا اور کہا اے غلام ابوعبداللہ کو پلا تو حسین نے فرمایا او جوان اپنی شراب اپنے پاس رکھ مجھے تجھ پر کوئی اعتراض نہیں پس یزید پیالا پی گیا۔۔۔

سند پر جرح: یہ روایت منقطع ہے کیونکہ امام علي بن مُحمَّد بن عَبْد الله بن أبي سيف أبو الحسن المعروف بالمدائني (المتوفى: 225ھ) اگرچہ مشہور ثقہ مؤرخ ہیں لیکن ان کی وفات (۲۲۵ھ) کو ۹۳ سال کی عمر میں ہوئی (جیسا کہ تاریخ بغداد میں ہے أنه مات في سنة خمس وعشرين ومائتين وله ثلاث وتسعون سنة.) اور یزید کی وفات باتفاق مؤرخین (۶۴ھ) میں ہوئی تو یزید کی وفات اور امام مدائنی کی پیدائش کے درمیان ۱۳۲ سال کا وقفہ ہے تو بتائیں درمیان سے کتنے راوی غائب ہیں کہ جن کا حال معلوم نہیں اور یہی انقطاع ہے اور کامل ابن اثیر نے مدائنی سے روایت کرنے والے عمر بن شبہ کا ذکر کیا اور مدائنی کا ذکر نہیں کیا بس اتنا فرق ہے

تنبیہ: الكامل في التاريخ لابن الأثير میں عمر بن شبة کی جگہ غلطی سے عُمَرُ بْنُ سُبَيْنَةَ لکھا گیا ہے۔

تبصرہ: روایت کے جھوٹ اور امام حسین کی توہین ہونے پر معنوی شواہد

شاہد نمبر ا۔ اس روایت میں ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن عباس کو یزید کے پاس جانے سے اس لئے روکا گیا کہ خطرہ تھا کہ یزید کے شراب کی بد بو محسوس کر لیں گے اور امام حسین کو اندر آنے کی اجازت دے دی گئی اس میں امام حسین سرکار کو بھولا بھالا اور نا

سمجھ ظاہر کیا گیا ہے کہ ان میں اتنا شعور بھی نہیں تھا کہ وہ شراب کی بدبو محسوس کر لیتے۔

شاہد نمبر ۲۔ اس روایت میں ہے امام حسین نے یزید کے کمرے میں جانے کے بعد شراب کی بدبو محسوس فرمائی اور ایک عجیب و غریب خوشبو بھی محسوس فرمائی اب ایک تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پہلے یہ کہا گیا ہے کہ کمرے میں داخل ہونے سے پہلے ان کے بارے میں شراب کی بدبو محسوس ہونے کا خطرہ ہی نہ تھا اور اب یہ کہا جا رہا کہ داخل ہوتے ہوئے شراب کی بدبو محسوس کی صرف دروازہ گزرتے ہوئے یہ نیا احساس کیسے پیدا ہو گیا اور دوسری بات یہ ہے کہ بے مثال خوشبو محسوس کرنے کے بعد یزید کی شراب کی مذمت کا اشارہ تک نہیں فرمایا اور اس کی خوشبو کی انوکھے طریقے کے ساتھ تعریف شروع کر دی اس قدر خوشبو کے غلبے کے باوجود شراب کی بدبو کیسے محسوس ہوئی۔

شاہد نمبر ۳۔ معاذ اللہ، معاذ اللہ شراب کی بدبو محسوس کرنے کے بعد اس کا نام تک نہ لینا اور الٹا یزید کی خوشبو کی تعریفیں شروع کر دینا اس سے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ امام عالی مقام نے یزید کے سامنے غیرت دینی دکھانے کی بجائے اس کی خوشامد شروع کر دی اس سے بڑی امام حسین کی اور کیا توہین ہو سکتی ہے ایسی روایتیں بنانے والوں پر لعنت اور جو عوام الناس کے سامنے ایسی روایتیں بیان کرتے ہیں وہ بھی ان ملعونوں کے ساتھ برابر کے شریک ہوں تو معزز قارئین اسی طرح یزید کو اس کے والد گرامی کے دور میں بدکار ثابت کرنے کے لئے جتنی روایتیں سنائی جائیں وہ سب کی سب اسی طرح کی واہیات ہیں کسی کی بھی سند صحیح نہیں اور جب روایت بے سروپا ہو اس کی سند صحیح نہ ہو تو حوالوں کی کثرت اس کو صحیح نہیں بنا سکتی۔

خلاصہء بحث

ہمارا موقف یزید کو فسق و فجور سے پاک صاف دکھانا نہیں بلکہ ہمارا موقف صرف اتنا ہے کہ حضرت سیدنا امیر المؤمنین معاویہ رضی اللہ عنہ نے جس وقت یزید کے لیے بیعت لی تھی اس وقت سے پہلے اور اس وقت کے بعد سیدنا امیر معاویہ کی وفات تک یزید فاسق، فاجر نہ تھا لہٰذا حضرت سیدنا امیر معاویہ کو اس کے کسی ظلم اور برائی کا ذمہ دار ٹھہرانا سراسر غلط ہے اور ایمان ضائع کرنے کا سبب ہے اور رافضیوں کی جھوٹی روایات کا نتیجہ ہے۔

رافضیوں کے چند جھوٹے راوی درج ذیل ہیں

1- أبو النَّضْرِ مُحَمَّدُ بنُ السَّائِبِ بنِ بِشْرٍ الكَلْبِيُّ شِيْعِيٌّ, مَتْرُوكُ الحَدِيْثِ

2-هشام بن محمد الكلبي , أبو المنذر النسب الكلبي, البغدادي, الكوفي، متهم بالكذب

3-لوط بن يحيى الكوفي, أبو مخنف الكوفي، كذاب

4-الهيثم بن عدي الطائي أبو عبد الله, أبو عبد الرحمن المنبجي, الكوفي, الطائي، متروك الحديث

5- محمد بن عمر الواقدي , أبو عبد الله الأسلمي, المدني, الواقدي، ضعيف الحديث

6-محمد بن زكريا الغلابي , أبو عبد الله, أبو جعفر الأنصاري, البصري, الضبي, الغلابي، يضع الحديث

7-جابر بن يزيد الجعفي , أبو يزيد, أبو محمد, أبو عبد الله ، الجعفي, الكوفي، متروك الحديث

8-وهب بن زمعة القرشي، أبو البختري، المدني, الأسدي, البغدادي, القرشي، يضع الحديث

9- إسحاق بن بشر البخاري ,أبو حذيفة, البخاري, البلخي ، متهم بالكذب

10-إسحاق إبراهيم بن محمد بن سعيد ابن هلال بن عاصم بن مسعود

الثقفي الأصفهاني

11-ابراهيم بن محمد بن أبي يحيى واسمه سمعان الاسلمي مولاهم أبو إسحاق المدني، لا ثقة في دينه واتهم بالكذب

12-إبراهيم بن الحكم بن ظهير الكوفي شيعي جلد، كذاب

13-ابو بكر احمد بن محمد بن السرى بن يحيى الكوفى المشهور بابن دارام الرافضى، الرافضي الكذاب

14-إسحاق بن محمد النخعي الأحمر كذاب

15-أصبغ ابن نباتة التميمي الحنظلي الكوفي يكنى أبا القاسم، متروك رمي بالرفض

16-سعد ابن طريف الإسكاف الحنظلي [أبو العلاء] الكوفي متروك

17-شوكر - بن شوكر - ابن شوكر أخباري مؤرخ، يضع الحديث بالسند

18-عباد ابن يعقوب الرواجني أبو سعيد الكوفي رافضي، يستحق الترک

19-عبد السلام بن صالح أبو الصلت الهروي خادم علي بن موسى الرضا، واه شيعي متهم

20-عبد الغفار بن القاسم أبو مريم الأنصاري رافضي، كان يضع الحديث ويقال كان من رؤوس الشيعة

21- عبد الرحمن بن يوسف بن خراش المحدث الحافظ فإنه من غلاة الشيعة بل نسب الى الرفض

22- عبد الله ابن عبدالقدوس التميمي السعدي الكوفي صدوق رمي بالرفض، رافضي ليس بشيء — رافضي خبيث

23- علي بن الحزور ويقال له علي بن أبي فاطمة شيعي يدلس من الكوفة فاطمة متروك شديد التشيع

24- عمارة ابن جوين أبو هارون العبدي مشهور بكنيته، متروك ومنهم من كذبه شيعي

25- محمد بن أحمد بن علي بن الحسن بن شاذان ويقال محمد بن أحمد بن علي بن الحسين بن شاذان كذاب دجال

26- محمد بن عبد الله بن محمد البلوي، متهم بالكذب

27- مطر بن ميمون المحاربي الاسكاف أبو خالد الكوفي شيعي متهم بالكذب

28- معلى بن عبد الرحمن الواسطي، متهم بالوضع وقد رمي بالرفض متروك الحديث

29- مينا ابن أبي مينا الخراز مولى عبد الرحمن ابن عوف، متروك ورمي بالرفض وكذبه

30- مندل ابن علي العنزي أبو عبد الله الكوفي يقال اسمه عمرو ومندل

متهم بالكذب

31- يحيى بن سلمة بن كهيل الحضرمي أبو جعفر الكوفي، متروك وكان شيعياً

32-ابن أبي دارم أبو بكر أحمد بن محمد الشيعي الإمام شيخ الضال معثر

33- أحمد بن محمد بن أحمد بن عمر بن ميمون أبو نصر السلمي الغزال عرف بابن الوبار رافضي، لم يكن يعتمد عليه في الرواية شيعي

34- أحمد بن محمد بن السري بن يحيى بن أبي دارم المحدث أبو بكر الكوفي الرافضي الكذاب

35- إسماعيل بن أبي زياد الشقري سكن خراسان، كذاب

36 إسماعيل بن محمد بن يزيد بن ربيعة السيد الحميري الشاعر المفلق يكنى أبا هاشم كان رافضيا خبيثا، كان يسب السلف في شعر

37- أصرم بن حوشب أبو هشام قاضى، كذاب خبيث

38- بريه بن محمد عن إسماعيل الصفار، كذاب مدبر هو واضع

39- بشر بن غالب الكوفي، متروك، مبتدع ضال

40- بشير بن زاذان، واتهمه

41- بكر بن الأسود ويقال بن أبي الأسود أبو عبيدة الناجي، كذاب

42- بكر بن زياد الباهلي، دجال يضع الحديث

43- جعفر بن أحمد بن علي بن بيان بن زيد بن سيابة أبو الفضل الغافقي

المصري ويعرف بابن أبي العلاء، كان رافضيا يضع الحديث

44- حبيب بن أبي الأشرس هو حبيب بن حسان وهو حبيب بن أبي هلال، متروك

45-الحسين بن عبد الله بن ضميرة بن أبي ضميرة سعيد الحميري المدني، كذبه

46-الحسين بن علوان الكلبي، كذاب

47- حصين بن مخارق بن ورقا أبو جنادة، يضع الحديث

48-سدير بن حكيم الصيرفي الكوفى، متروك، متكلم فيه

49-صباح بن يحيى عن الحارث بن حصيرة متروك بل متهم

50-عبادة بن زياد الأسدي شيعى غال، متهم

51-العباس بن عمر الكلوذاني، نسبه الى الوضع والرفض

52-عبدالرحمن بن مالك بن مغول، كذاب، يضع الحديث

53-عبد الغفار بن القاسم أبو مريم الأنصاري رافضي، كان يضع الحدي

54-عبد النور بن عبد الله المسمعي، كذاب، كان يغلو في الرفض

ان میں سے کوئی شخص ایسی روایت کی سند میں آجائے جس میں اہل بیت کے متعلق غلو ہو یا صحابہ کے متعلق توہین تو اس روایت کو قبول کرکے اس کو بیان کرنے کی غلطی نہیں کرنی چاہیے۔

تذنیب در مسئلہ تکفیر یزید

تمام سلف صالحین یعنی صحابہ تابعین تبع تابعین ائمہ مجتہدین میں سے کسی نے بھی یزید عنید کو کافر قرار نہیں دیا ہاں صرف متاخرین نے اس کی تکفیر میں اختلاف فرمایا ہے بعض اہل سنت اس کو کافر کہتے ہیں جیسے امام تفتازانی اور جمہور اہل سنت اس کو کافر نہیں کہتے بلکہ اس کے فاسق اور ظالم ہونے کے قائل ہیں ان صفحات میں ہم صرف اور صرف اس کی تکفیر کی نسبت ائمہ اربعہ کی طرف کیئے جانے کی تغلیط وتخطیہ کے درپے ہیں کہ اس کو فقہ کے چار اماموں میں سے کسی نے نہ تصریحاً کافر فرمایا اور نہ تلویحاً اگر یہ تصریحً وتلویح کسی نے ائمہ کی طرف منسوب کی ہے تو اس کی اپنی خطا ہے کوئی صاحب علم اس کو ثابت نہیں کرسکتا بلکہ اگر کسی امام سے ثابت ہے تو التاعدم تکفیر ہے امام اعظم کی فقہ میں تو یزید کا نام ہی مذکور نہیں اور یہی حال امام مالک اور امام شافعی کی فقہ کا بھی ہے ہاں امام احمد کے پاس اس کا ذکر متعدد بار ہمیں ملتا ہے اور وہ بھی مختلف الفاظ کے ساتھ ہم یہاں امام احمد کی طرف منسوب ملنے والی تمام روایات ذکر کرکے ان پر تبصرہ کرتے ہیں بعون اللہ تعالیٰ

اوّلاً صحیح روایات

روایت نمبر ۱: أبو بكر أحمد بن محمد بن هارون بن يزيد الخَلّال البغدادي الحنبلي (المتوفى: 311هـ) **السنة**،ذِكْرُ الْفِتَنِ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ وَغَيْرِهِمْ(۱ / ۴۱۱) میں سند صحیح سے نقل فرماتے ہیں

845 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: ثنا مُهَنَّى، قَالَ: سَأَلْتُ أَحْمَدَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، قَالَ: هُوَ فَعَلَ بِالْمَدِينَةِ مَا فَعَلَ؟ قُلْتُ: وَمَا فَعَلَ؟ قَالَ: قَتَلَ بِالْمَدِينَةِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَعَلَ، قُلْتُ: وَمَا

فَعَلَ؟ قَالَ: نَهَبَهَا، قُلْتُ: فَيُذْكَرُ عَنْهُ الْحَدِيثُ؟ قَالَ: لَا يُذْكَرُ عَنْهُ الْحَدِيثُ، وَلَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَكْتُبَ عَنْهُ حَدِيثًا، قُلْتُ لِأَحْمَدَ: وَمَنْ كَانَ مَعَهُ بِالْمَدِينَةِ حِينَ فَعَلَ مَا فَعَلَ؟ قَالَ: أَهْلُ الشَّامِ؟ قُلْتُ لَهُ: وَأَهْلُ مِصْرَ، قَالَ: لَا، إِنَّمَا كَانَ أَهْلُ مِصْرَ مَعَهُمْ فِي أَمْرِ عُثْمَانَ رَحِمَهُ اللَّهُ

ترجمہ: یعنی امام مھنیٰ فرماتے ہیں میں نے امام احمد سے یزید کے بارے میں پوچھا تو فرمایا اس نے جو مدینہ کے ساتھ کیا کتنا بُرا کام ہے میں نے کہا اس نے مدینہ طیبہ کے ساتھ کیا؟ فرمایا اصحاب نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو قتل کیا مدینہ میں لوٹ مار کی میں نے عرض کی اس سے حدیث ذکر کرنی چاہیئے یعنی روایت حدیث کرنی چاہیئے فرمایا ذکر نہ کی جائے کسی کیلئے مناسب نہیں کہ اس سے حدیث ذکر کرے میں نے امام احمد سے کہا اس (یزید) کے ساتھ مدینہ پر ظلم کرنے میں کون لوگ تھے فرمایا اہل الشام میں نے کہا اور اہل مصر فرمایا نہیں اہل مصر ان کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسئلہ میں تھے۔

تبصرہ

اس میں چند فوائد ہیں۔

ا۔امام احمد کے نزدیک یزید کا سب سے بڑا جرم اہل مدینہ صحابہ کے ساتھ ظلم کرنا ہے لہذا واقعۂ کربلاء امام احمد کے نزدیک اعمال یزید میں داخل نہیں ورنہ تو اہل مدینہ کے صحابہ کے ساتھ ہونے والا ظلم واقعۂ کربلا کے سامنے اتنا بڑا جرم ہرگز نہیں بن سکتا کہ واقعۂ کربلا قابل ذکر ہی نہ ہو اور سب کو معلوم ہے کہ مسئلہ اختلافی ہے امام غزالی علیہ الرحمہ کا فتویٰ اسی پر مبنی ہے۔

نیز مفتی محمد شریف الحق امجدی کے فتاویٰ شارح بخاری (کتاب

العقائد 112/2) "کیا یزید نے امام حسین کو شہید کرنے کا حکم دیا تھا؟" کے عنوان کے تحت ہے

مسئلہ: زید کا کہنا ہے کہ یزید کافر ہے۔ اس لیے کہ یزید نے سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کروایا۔ اس لیے یزید بھی کافر اور شہید کرنے والے بھی کافر، اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہا کہ جس شخص نے خانہ کعبہ کا غلاف جلایا ہو اور خانہ کعبہ پر چڑھائی کی ہو، پتھر برسائے ہوں تو ایسے شخص کو کافر کہیں گے یا مومن؟ بکر کا کہنا ہے کہ یزید کو کافر کہنے یا مومن کہنے پر امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کف لسان فرمایا۔ اس لیے میں نفی ہوں۔ جب امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کو کافر یا مومن نہ فرمایا بلکہ کف لسان فرمایا تو میں یزید کو کیسے کافر کہوں۔ اس لیے حضور والا سے گزارش ہے کہ اس کا جواب عنایت فرمائیں، کرم ہوگا۔

الجواب: کسی روایت سے ثابت نہیں کہ یزید نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ان کے ساتھیوں کے شہید کرنے کا حکم دیا ہو، یا حکم دیا ہو کہ کعبہ پر پتھر اور آگ برسائے۔ جو کچھ کیا وہ فوجیوں نے کیا۔ اس نے صرف بیعت لینے کا حکم دیا تھا۔ بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت امام حسین کی شہادت کی خبر سن کر اسے سخت رنج ہوا۔ اس نے زیاد وغیرہ کو برا بھلا بھی کہا۔ مکہ معظمہ کے محاصرے کے دوران ہی مر گیا۔ اس لئے اسے کافر کہنے سے کفِ لسان ہی میں احتیاط۔ تفصیل کے لئے مقالاتِ امجدی کا مطالعہ کریں واللہ اعلم۔

نیز ان کی دوسری کتاب نزہۃ القاری شرح صحیح بخاری (884/5، کتاب الاحکام، رقم الحدیث 2906) میں ہے کہ

"عبید اللہ بن زیاد: — وہ بدنہاد ہے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں بصرے کا اور یزید پلید کے زمانے میں بصرے کے ساتھ کوفے کا والی تھا جس کے حکم سے حادثہ کربلا واقع ہوا"

۲۔ یہ جو مشہور ہے کہ یزید نے مدینہ کو اپنی فوج کیلیئے مباح کر دیا تو امام احمد کے نزدیک اس کے مال کی لوٹ مار ہے اور یہی حق ہے اور باقی رہا ایک ہزار معصومات دوشیزہ کی عزت دری تو یہ محض اہل ملاحم کی کذب بیانی ہے جو ایسے حالات میں مخالفوں کی طرف سے روا رکھی جاتی ہے اسی لیئے ائمہ حدیث کے نزدیک روایات ملاحم کم ہی صحیح ہیں۔

۳۔ اس میں یزید کا وہ عمل جو مذکور ہوا امام احمد کی نظر میں سب سے گھناؤنا اور برا عمل تھا لیکن عقیدے کا اشارہ تک نہیں ہوا جس سے صاف پتا چلتا ہے کہ ان کے نزدیک یزید زیادہ سے زیادہ فاسق ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔

۴۔ آخری جملہ راوی کا وہم لگتا ہے کیونکہ قتل سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں شامیوں کا کوئی کردار نہیں پھر معھم یعنی شامیوں کے ساتھ اہل مصر تھے کا کیا معنی ہے؟

۵۔ اس روایت میں اس کے فسق کی تصریح ہے

روایت نمبر ۲: نیز اسی السنة، ذِكْرُ الْفِتَنِ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ وَغَيْرِهِمْ میں سند صحیح سے ہے۔

846 - أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَطَرٍ، وَزَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى، أَنَّ أَبَا طَالِبٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ: مَنْ قَالَ: لَعَنَ اللَّهُ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ؟ قَالَ: لَا أَتَكَلَّمُ فِي هَذَا "، قُلْتُ: مَا تَقُولُ؟ فَإِنَّ الَّذِي تَكَلَّمَ بِهِ رَجُلٌ لَا بَأْسَ بِهِ، وَأَنَا صَائِرٌ إِلَى قَوْلِكَ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »لَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ« وَقَالَ: »خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ«، وَقَدْ صَارَ يَزِيدُ فِيهِمْ، وَقَالَ: »مَنْ لَعَنْتَهُ أَوْ سَبَبْتَهُ فَاجْعَلْهَا لَهُ رَحْمَةً«، فَأَرَى الْإِمْسَاكَ أَحَبَّ لِي۔

ترجمہ: یعنی ابو طالب عکبری فرماتے ہیں میں نے امام احمد سے پوچھا ایک شخص کہتا ہے یزید بن معاویہ پر اللہ کی لعنت ہو تو فرمایا اس میں کلام مت کریں نے

عرض کی آپ کیا فرماتے ہیں کیونکہ جس نے یہ لفظ کہے ہیں وہ شخص بھی برا نہیں اور میں تو آپ کے قول کی طرف رجوع کروں گا تو فرمایا، امام احمد نے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مومن پر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کی طرح ہے اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا افضل لوگ میرے ہم عصر ہیں اور وہ جوان سے متصل ہیں اور یزید تابعین میں سے بن چکا ہے اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس پر میں لعنت کروں یا جس کو میں گالی دوں تو اس کو اس کے لیئے تو رحمت بنا دے تو میں یزید پر لعنت کرنے سے باز رہنا زیادہ پسند کرتا ہوں۔

تبصرہ

۱۔ امام احمد نے لعن یزید سے منع فرمایا بچند وجوہ اس کے مومن ہونے کی وجہ سے اس کے تابعی ہونے کی وجہ سے اور اگر حضور ﷺ کی طرف سے کوئی لعنت آئی ہو تو امت کے حق میں بقول نبی علیہ السلام رحمت ہونے کی وجہ سے اور لعن سے امساک کو ہی پسند فرمایا اور یہی اہل سنت کا مذہب ہے کہ لعن شخصی جائز نہیں۔

قال الإمام النووي: اعلم أنَّ لعن المسلم المصون حرامٌ بإجماع العلماء

الأذكار، كتاب حفظ اللسان، باب النهي عن اللعن، فصل في تحريم لعن المسلم (٥٦٠/١)

قال الإمام البجيرمي الشافعي: واعْلَمْ أنَّ لَعْنَ المُسْلِمِ المُعَيَّنِ حَرامٌ بِإجْماعِ المُسْلِمِينَ المُعَيَّنِينَ

حاشية البجيرمي على الخطيب = تحفة الحبيب على شرح الخطيب،

[كتاب البيوع] [فصل في الربا] (١٩/٣)

ملفوظات حضرت خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ تعالیٰ (مقابیس المجالس، جمع ترتیب مولانا رکن الدین) مقبوس 71: بوقت عشاء بروز دوشنبہ 24 ذیقعد 1314ھ بعنوان "لعنت کہنا

سخت برا ہے (صفحہ 548)" کے تحت ہے کہ

"حضرت اقدس نے فرمایاہاں کسی پر لعنت بھیجنا بھی جائز نہیں ہے۔حتی کہ یزید بن معاویہ پر بھی جائز نہیں"

مفتی محمد ارشاد حسین فاروقی مجددی رامپوری کے فتاوی ارشادیہ (صفحہ 135) پر ایک سوال کا جواب ہے

"الجواب: یزید پلید کے بارے میں اہل سنت کے محققین کی پسندیدہ رائے تیسرا قول ہے یعنی اس کے فسق وفجور کی اور اس اعتبار سے اس پر لعنت جائز نہیں ہے اور نہ اس سے علیہ الرحمۃ کہنا درست ہے۔احیاء علوم الدین میں تحریر ہے: کیا یزید پر لعنت جائز ہے اس لئے کہ وہ حسین کا قاتل ہے یا ان کے قتل کا حکم دیا ہے۔ہم کہتے ہیں یہ بالکل ثابت نہیں ہے پس اس کو قاتل یا قتل کا حکم دینے والا کہنا جائز نہیں ہے۔چہ جائیکہ لعنت بھیجنا"

۲۔امام صاحب کے نزدیک اس کا مومن ہونا یقینی ہے اور دوسرے فاسقوں کی طرح رحمت الہی کا مستحق ہونا بھی امام احمد کے نزدیک ثابت ہے اور اسی کو امام غزالی اور ایک جماعت نے پسند فرمایا ہے۔

۳۔اس روایت کے مطابق یہ ہے کہ لعن یزید کا مسئلہ امام احمد کے دور میں بھی اختلافی رہا رجل لا بأس به اس پر دلالت کرتا ہے۔

۴۔اس میں فسق یزید کی تلویح ہے کیونکہ مسئلہ لعن کا تعلق کسی متقی شخص کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔

ثانیا ضعیف روایت

یہ روایت المعتمد فی اصول الدین الکبیر جو کہ مفقود ہے اور امام القاضي أبو يعلى ، محمد بن الحسين بن محمد بن خلف ابن الفراء (المتوفى : 458ھ) کی

تصنیف ہے میں ان کی سند کے ساتھ مذکور ہے اور نیز یہ روایت المسائل العقدیة من کتاب الروایتین ولوجھین مسائل من اصول الـــدیانات میں ان الفاظ سے ہے

ورأيت بخط أبي حفص العكبري على ظهر جزء فيه» فصل « كتب إلى أبو القاسم فرج بن السوادي قال: ثنا أبو علي الحسين بن الجندي قال ثنا أبو طالب. العكبري قال: سمعت أبا بكر محمد بن العباس قال سمعت صالح بن أحمد بن حنبل يقول: قلت لأبي أن قوماً ينسبونا إلى تولي يزيد. فقال: يا بني وهل يتولي يزيد أحد يؤمن بالله فقلت: ألا تلعنه؟ فقال: ومتى رأيتني ألعن شيئاً لم لاتعلن من لعنه الله في كتابه؟ فقلت: وأين لعن الله يزيداً في كتابه؟ فقرأ » فهل عسيتم إن توليتم أن تفسدوا في الأرض وتقطعوا أرحامكم (٢٢) أولئك الذين لعنهم الله فأصمهم وأعمى أبصارهم ﴾ [محمد آية ٢٣،٢٢] . هل يكون في قطيعة الرحم أعظم من القتل ؟! وقد أعدت ذكر هذه الرواية على ظهر الجزء. وهذا يؤكد ما نقله مهنا عنه

پھر اس روایت کو امام جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي (المتوفى: 597هـ) نے اپنی کتاب الرد على المتعصب العنيد المانع من ذم يزيد میں لکھا ہے اور اس کی سند بعینہ امام ابن جوزی کی مذکور کتاب سے پیش کی جاتی ہے پھر اس پر سند اور معنیٰ کے لحاظ سے تبصرہ کیا جائے گا۔

وذكر القاضي (أبو يعلى محمد الحسين بن الفراء) في كتابه (المعتمد في الأصول) عن أبي جعفر العكبري ثنا أبو علي الحسين بن الجنيد قال ثنا أبو طالب بن شهاب العكبري قال سمعت أبا بكر محمد بن العباس قال سمعت صالح بن أحمد بن حنبل يقول: قلت: (لأبي أن قوما ينسبونا إلى توالي يزيد فقال يا بني وهل يتولى

یزید أحد یؤمن باالله فقلت فلم لا تلعنه؟ فقال و متی رأیتني ألعن شیئا و لم لا یلعن من لعنه الله في کتابه، فقلت و أین لعن الله یزید في کتابه فقرأ فهل عسیتم إن تولیتم أن تفسدوا في الأرض و تقطعوا أرحامکم أولئك الذین لعنهم الله فأصمهم وأعمی أبصارهم(فهل یکون الفساد أعظم من القتل)۔[1]

ترجمہ: یعنی صالح بن امام احمد فرماتے ہیں میں نے اپنے باپ سے عرض کی کچھ لوگ ہمیں یزید سے محبت کرنے کا طعنہ مارتے ہیں فرمایا بیٹا کیا یزید سے اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والا شخص محبت کرسکتا ہے تو میں نے عرض کی تو آپ اس پر لعنت کیوں نہیں کرتے فرمایا تو نے اپنے باپ کو کسی پر لعنت کرتے کب دیکھا اور کیوں نہ لعنت کی جائے اس شخص پر جس پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے اپنی کتاب میں تو میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کہاں یزید پر لعنت فرمائی ہے تو آپ نے یہ آیت پڑھی یعنی تو یقینا تم لوگ اگر دین سے منہ پھیر لوگے تو لگتا ہے تم لوگ زمین میں فساد کروگے اور قطع رحمی کروگے یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے پھر انکو بہرا کر دیتا ہے اور اندھا بنا دیتا ہے تو بیٹا کیا قتل سے بھی بڑا فساد ہو سکتا ہے۔

سند پر تبصرہ

روایۃً اور درایۃً

اولاً: مسائل امام احمد بروایت ابنہ صالح بن احمد میں نظر دوڑانے کے بعد

---

[1]: (و علق علیه: (الدکتور هیثم عبد السلام محمد) لم أجد هذه الروایة في مختصر المعتمد و لعلها توجد في المعتمد و هو غیر موجود بین یدي و قد ذکر ابن تیمیة في منهاج السنة 4/573 أن هذه الروایة غیر صحیحة لأنها منقطعة، و کما تری عزیزي القارئ فهذه الروایة و التي سبقها قد ساقها ابن الجوزي بسندها)

اس کا کہیں وجود محسوس نہیں ہوا۔

ثانیاً: اس کی سند کے پہلے راوی عمر بن احمد بن عثمان ابو حفص العکبری ثقہ امین ہیں دوسرے ابو علی الحسین بن الجنید (الرد میں اسی طرح ہے اور المسائل والرسائل بحوالہ الروایتان والوجهان ابن الجندی ہے) مجہول ہے تیسرے ابو طالب العکبری ثقہ ہیں چوتھے ابو بکر محمد بن العباس مجہول ہیں لہذا دو مجہول راویوں کی وجہ سے یہ روایت ضعیف ہے اسی لیئے تو خود اس کی تخریج کرنے والے قاضی ابو یعلی اس کے صحیح ہونے میں شک رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

وهذه الروايةان صحت فهي صريحة في معنى لعن يزيد

ترجمہ: یعنی اگر یہ روایت صحیح ہو تو الخ (بحوالہ الآداب الشرعیہ لابن مفلح ۱/۲۰۸)

لیکن افسوس ہے کہ امام ابن جوزی نے قاضی ابو یعلی کے اس اشارۂ تضعیف کی طرف اشارہ نہیں فرمایا ان کا معاملہ بھی عجیب ہے کبھی متشدد ہوتے ہیں اور کبھی متساہل نظر آتے ہیں۔

ثالثاً: کتاب السنۃ کی صحیح روایت کی مخالفت کی وجہ سے منکَر ہے

تنبیہ: امام ابن جوزی نے دونوں روایتوں میں معنوی مخالفت نہیں مانی اس کو جواز پر محمول کیا اور کتاب السنۃ والی روایت کو اولویت امساک پر محمول فرمایا مگر یہ ان کا وہم ہے کیونکہ کتاب السنۃ والی روایت میں آپ کا اس حدیث کو پیش فرمانا لعن المؤمن کقتلہ اس کی حرمت کے قول کرنے کی دلیل کے طور پر کافی ہے اور احب الی کا فقہ امام احمد میں حرمت کیلیئے استعمال ہونا ان کی شرح اصطلاحات والی کتب میں موجود ہے اس روایت میں معنوی (درایۃً) ضعف بھی ہے اس کی تقریر اس طرح ہے کہ ایک طرف تو یہ ہے کہ امام نے کبھی کسی کو لعنت نہیں کی اور دوسری طرف لعنت یزید کو سنت الٰہی ثابت کر کے اس کی ترغیب کی جا رہی ہے کہ لم لا یلعن الخ

تو یہ کیسے ممکن ہے کہ دوسروں کو ترغیب ہو اور اپنے لیئے پرہیز اور وہ بھی ایسی کہ زندگی میں ایک بار بھی عمل نہیں کیا گیا اور دوسری بات یہ ہے کہ اس آیت میں لعن شخصی تو ہے ہی نہیں لعن اجمالی ہے تو امام احمد سے یہ بات کیسے مخفی رہ گئی اور تیسری بات یہ ہے کہ جب آخر میں آیا ہے کہ قتل سے بڑا فساد کیا ہو سکتا ہے تو اس کے مطابق لازم ہے کہ یزید کی طرح ہر قاتل کا نام لے کر لعنت کرنی چاہیئے اور اسی طرح ہر گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والے اور صغیرہ پر اصرار کرنے والے شخص کا بھی یہی حکم ہو تو قائلین جواز لعن یزید حضرات کو چاہیئے اس پر عمل کریں اور اپنے فاسق پر خوب لعن کریں۔ اسی لئے أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي السعدي الأنصاري، شهاب الدين شيخ الإسلام، أبو العباس (المتوفى: 974ھ) اپنی کتاب **الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة**، الفَصْل الثَّالِث میں لکھتے ہیں

وَأما مَا استدلّ بِهِ أَحْمد على جَوَاز لَعنه من قَوْله تَعَالَى أُولَئِكَ الَّذين دلّ لعنهم الله وَمَا استدلّ بِهِ غَيره من قَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فِي حَدِيث مُسلم (وَعَلِيهِ لعنة الله وَالْمَلَائِكَة وَالنَّاس أَجْمَعِينَ) فَلَا دلَالَة فيهمَا لجَوَاز لعن يزِيد بِخُصُوص اسْمه وَالْكَلَام إِنَّمَا هُوَ فِيهِ وَإِنَّمَا الَّذِي عَلَيْهِ جَوَاز لَعنه لَا بذلك الْخُصُوص وَهَذَا جَائِز بِلَا نزاع وَمن ثمَّ حُكيَ الِاتِّفَاق على أَنه يجوز لعن من قتل الْحُسَيْن رَضِي الله عَنهُ أَو أَمر بقتْله أَو أجَازه أَو رَضِي بِهِ من غير تَسْمِيَة ليزِيد كَمَا يجوز لعن شَارِب الْخمر وَنَحْوه من غير تعْيين وَهَذَا هُوَ الَّذِي فِي الْآيَة والْحَدِيث إِذْ لَيْسَ فيهمَا تعرض للعن أحد بِخُصُوص اسْمه بل لمن قطع رَحمَه وَمن أَخَاف أهل الْمَدِينَة فَيجوز اتِّفَاقًا أَن يُقَال لعن الله من قطع رَحمَه وَمن أَخَاف أهل الْمَدِينَة ظلما وَإِذا جَازَ هَذَا اتِّفَاقًا لكَونه لَيْسَ فِيهِ تَسْمِيَة أحد بِخُصُوصِهِ فَكيف يسْتَدلّ بِهِ

أَحْمد وَغيره على جَوَاز لعن شخص معين بِخُصُوصِهِ مَعَ وضوح الْفرق بَين المقامين فاتضح أَنه لَا يجوز لَعنه بِخُصُوصِهِ وَأَنه لَا دلَالَة فِي الْآيَة والْحَدِيث للْجَوَاز ثمَّ رَأَيْت ابْن الصّلاح من أكَابِر أَئِمَّتنَا الْفُقَهَاء والمحدثين قَالَ فِي فَتَاوِيهِ لما سُئِلَ عَمَّن يلعنه لكَونه أَمر بقتل الْحُسَيْن رَضِي الله عَنهُ لم يَصح عندنَا أَنه أَمر بقتْله رَضِي الله عَنهُ وَالْمَحْفُوظ أَن الْآمِر بقتاله المفضي إِلَى قَتله كرمه الله إِنَّمَا هُوَ عبيد الله بن زِيَاد وَالِي الْعرَاق إِذْ ذَاك وَأما سبّ يزِيد ولعنه فَلَيْسَ ذَلِك من شَأْن الْمُؤمنِينَ وَإِن صَحَّ أَنه قَتله أَو أَمر بقتْله وَقد ورد فِي الحَدِيث الْمَحْفُوظ أَن (لعن الْمُسلم كقتله) وَقَاتل الْحُسَيْن رَضِي الله عَنهُ لَا يكفر بذلك وَإِنَّمَا ارْتكب إِثْمًا عَظِيما وَإِنَّمَا يكفر بِالْقَتْلِ قَاتل نَبِي من الْأَنْبِيَاء وَالنَّاس فِي يزِيد ثَلَاث فرق فرقة تتولاه وتحبه وَفرْقَة تسبه وتلعنه وَفرْقَة متوسطة فِي ذَلِك لَا تتولاه وَلَا تلعنه وتسلك بِهِ مَسْلَك سَائِر مُلُوك الْإِسْلَام وخلفائهم غير الرَّاشِدين فِي ذَلِك وَهَذِه الْفرْقَة هِيَ الْمُصِيبَة ومذهبها هُوَ اللَّائِق بِمن يعرف سير الماضين وَيعلم قَوَاعِد الشَّرِيعَة المطهرة جعلنَا الله من أخيار أَهلهَا آمين انْتهى لَفظه بِحُرُوفِهِ وَهُوَ نَص فِيمَا ذكرته

ترجمہ: اور بہر حال جو استدلال کیا امام احمد نے لعن یزید کے متعلق اللہ تعالیٰ کے فرمان وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی" اور جو دیگر لوگوں نے مسلم کی حدیث "اور ان پر اللہ فرشتے اور تمام لوگوں کی لعنت" سے لعن یزید پر استدلال کیا پس اس آیت اور حدیث میں یزید کا نام لیکر اُس پر لعنت کے جواز پر کوئی دلالت نہیں ہے اور بیشک آیت وحدیث میں بالعموم لعنت کے جواز پر دلالت ہے نہ کہ بالخصوص اور یہ بالاتفاق جائز ہے اسی وجہ سے اتفاقاً صحیح ہے کہ لعنت کرنا جائز ہے امام حسین کے قتل کرنے والوں پر اور حکم دینے والوں پر اور اس کی اجازت دینے والوں پر

اُس پر راضی رہنے والوں پر یزید کا نام لئے بغیر جس طرح کے جائز ہے شارب الخمر وغیرہ پر لعنت کرنا بلاتعیین اور یہ معنیٰ ہے اُس کا جو آیت و حدیث میں ہے اس لئے نہیں ان دونوں میں کسی کے نام کو خاص کر کے لعنت کرنے پر کوئی تعرض بلکہ قطع رحمی کرنے والوں پر اور اہل مدینہ کو ڈرانے والوں پر تعرض ہے پس اسی وجہ سے اتفاقا جائز ہے یوں کہنا کہ اللہ لعنت کرے قطع رحمی کرنے والوں پر اور اہل مدینہ کو ظلماً ڈرانے دھمکانے والوں پر اور یہ جملہ اس وجہ سے جائز ہے اس میں کسی کا خاص نام ذکر نہیں ہے تو کیسے صحیح ہے امام احمد وغیرہ کا استدلال کرنا کسی معین شخص کے متعلق لعن کے جواز پر دونوں مقاموں میں واضح فرق کے باوجود پس واضح ہو گیا کہ یزید کا نام لیکر اُس پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے اور اس کے جواز پر آیت و حدیث میں کچھ دلالت نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رابعا: العیاذ باللہ من ھذاالفساد ہماری نظر میں یہ روایت کسی ظالم حنبلی نے گھڑی ہے روایت گھڑنے کی وجہ بھی ابتدائی لفظ بتاتے ہیں اور وہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ امام احمد کی طرف سے جیسا کہ روایت صحیحہ میں گذرا یزید کے ایمان بلکہ اس کے تابعین میں سے ہونے اور اس کی مغفرت کے استحقاق --- کالفاسقین کے قائل ہونے کا چرچا ہو چکا تھا تو کسی عراقی رافضی نے طعنہ مارا تو کسی مہربان حنبلی نے طعنہ زنی سے بچنے کی خاطر روایت گھڑ دی لیکن اتنا نہیں سوچا کہ یہ روایت مجاھیل پر مشتمل ہونے کے ساتھ شان امام کے بھی خلاف ہے۔

قاتلین امامِ حسین مؤمن بمطابق حدیث

حدیثِ حسن میں قاتلین امام حسین کو قتل کرنے کے بعد بھی کافر نہیں مؤمن کہا گیا ہے۔ چنانچہ طبرانی کبیر(۸ / ۳۴۲ -رقم الحدیث ۸۰۹۶)اور اس سے تاریخ دمشق تذکرہ امام حسین میں اور مجمع الزوائد مناقب امام حسین میں اور شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد الذهبي (المتوفى : 748هـ) نے سیر أعلام النبلاء ،وَمِنْ صِغَارِ الصَّحَابَةِ:، 48 - الحُسَيْنُ الشَّهِيْدُ أَبُو عَبْدِ اللهِ بنُ عَلِيِّ بنِ أَبِي طَالِبِ بنِ عَبْدِ المُطَّلِبِ میں نقل فرما کر سند کو حسن قرار دیا ہے عَلِيُّ بنُ الحُسَيْنِ بنِ وَاقِدٍ: حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا أَبُو غَالِبٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- لِنِسَائِهِ: (لاَ تُبْكُوا هَذَا) .يَعْنِي: حُسَيْناً. فَكَانَ يَوْمُ أُمِّ سَلَمَةَ، فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ لأُمِّ سَلَمَةَ: (لاَ تَدَعِي أَحَداً يَدْخُلُ) .فَجَاءَ حُسَيْنٌ، فَبَكَى؛ فَخَلَّتْهُ يَدْخُلُ، فَدَخَلَ حَتَّى جَلَسَ فِي حَجْرِ رَسُوْلِ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- .فَقَالَ جِبْرِيْلُ: إِنَّ أُمَّتَكَ سَتَقْتُلُهُ. قَالَ: (يَقْتُلُوْنَهُ وَهُمْ مُؤْمِنُوْنَ؟) .قَالَ: نَعَمْ. وَأَرَاهُ تُرْبَتَهُ. إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا کہ تم حسین کو ڈانٹا کرو ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُم سلمہ کے گھر میں تھے تو جبریل علیہ السلام حاضرِ خدمت ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُم سلمہ کو فرمایا گھر میں کسی کو بھی داخل نہ ہونے دینا تو حضرت حُسین آئے اور رونے لگے تو حضرت ام سلمہ نے اُن کو جانے دیا وہ داخل ہو کر حضور کی گود میں جا کر بیٹھ گئے جبریل امین نے عرض کی بے شک آپ کی اُمت عنقریب ان کو قتل کر دے گی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دریافت کیا کہ کیا قتل کرنے والے مؤمن ہوں گے؟ آپ جبریل نے عرض کی جی ہاں پھر جبریل نے امام حسین

کے مقتل کی مٹی لاکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھائی۔

قوی اشکال

أبو العباس شمس الدين أحمد بن محمد بن إبراهيم بن أبي بكر ابن خلكان البرمكي الإربلي (المتوفى: 681ھ) کی کتاب وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان میں امام (رقم الترجمة430) الكِيا الهَرّاسی ابو الحسن علی بن محمد الطبری (المتوفى: ۵۰۴ھ) کے حالات میں ان کا یزید کے متعلق فتوی بلفظہ نقل فرمایا ہے۔

وسئل الكيا أيضاً عن يزيد بن معاوية فقال: إنه لم يكن من الصحابة لأنه ولد في أيام عمر بن الخطاب، رضي الله عنه، وأما قول السلف ففيه لأحمد قولان تلويح وتصريح، ولمالك قولان تلويح وتصريح، ولأبي حنيفة قولان تلويح وتصريح، ولنا قول واحد التصريح دون التلويح وكيف لا يكون كذلك وهو اللاعب بالنرد والمتصيد بالفهود ومدمن الخمر، وشعره في الخمر معلوم الخ

ترجمہ: امام الکیا الھرّاسی سے بھی یزید بن معاویہ کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا یہ صحابہ اکرام علیھم الرضوان میں سے نہیں تھا کیونکہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں پیدا ہوا بہر حال سلف صالحین کا یزید کے متعلق قول تو امام احمد کے دو قول ہیں تلویح اور تصریح اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھی دو قول ہیں تلویح اور تصریح اور ہمارا ایک ہی قول ہے تصریح نہ کہ تلویح اور ایسا کیوں نہ ہو حالانکہ وہ شطرنج کھیلنے اور چیتوں کیساتھ کھیلنے والا اور دائمی شرابی تھا اور شراب کے متعلق اس کے شعر مشہور ہیں۔

اشکال یہ ہے کہ یہ امام الکیا امام غزالی کے ساتھی ہیں امام الحرمین کے شاگرد ہیں حافظ الحدیث امام ابو طاہر سلفی بغدادی جیسے ان سے فتوی پوچھتے تھے اور پھر وہ چار اماموں کے اقوال یزید سے کفر کے متعلق نقل فرما رہے ہیں

ازالہء اشکال

اولاً: یہ گذارش ہے کہ امام الکیا کے مذکورہ فتوی سے کفر سمجھنا سراسر خطا ہے حق یہ ہے کہ فتوی میں جن امور کے موجود ہونے کا دعوی کیا گیا ہے وہ اس کے فسق سے متعلق ہیں اور اس پر اظہر من الشمس قرینہ ان کے فتوی کے یہ الفاظ ہیں کہ وهو اللاعب بالنرد والمتصید بالفهود ومدمن الخمر۔

کیونکہ ہر شخص عربی دان صاحب علم بخوبی جانتا ہے کہ یزید کے بعض برے اعمال کا تذکرہ ہے اگر کلام اس کے کفر سے متعلق ہوتا تو اس کے کفریہ عقائد کو ذکر کیا جاتا۔

ثانیاً: انہیں امام الکیا سے برتر و بالا اور ہم عصر ہم استاد حجۃ الاسلام أبو حامد محمد بن محمد الغزالي الطوسي (المتوفى: 505ھ) کا فتوی بھی اسی وفیات الاعیان سابقہ فتوی کے ساتھ بلفظہ مذکور ہے اور اس میں امام غزالی سے یزید کے لعن اور حکم فسق و ارادۂ قتل امام یا ارادۂ دفاع اور اس کے لئے دعائے مغفرت کرنے سے متعلق سوال کیا گیا ہے آپ نے تفصیلا جواب لکھا ہے سوال و جواب بلفظہ نقل کیے جاتے ہیں۔

وقد أفتى الإمام أبو حامد الغزالي، رحمه الله تعالى، في مثل هذه المسألة بخلاف ذلك، فإنه سئل عمن صرح بلعن يزيد: هل يحكم بفسقه أم هل يكون ذلك مرخصاً فيه وهل كان مريداً قتل الحسين، رضي الله عنه، أم كان قصده الدفع وهل يسوغ الترحم عليه أم السكوت عنه أفضل ينعم بإزالة الاشتباه مثاباً، فأجاب: لا يجوز لعن المسلم أصلاً، ومن لعن مسلماً فهو الملعون، وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (المسلم ليس بلعانٍ)، وكيف يجوز لعن المسلم ولا يجوز لعن البهائم وقد ورد النهي عن ذلك، وحرمة المسلم أعظم من حرمة الكعبة بنص النبي، صلى

الله عليه وسلم. ويزيد صح إسلامه، وما صح قتله الحسين، رضي الله عنه، ولا أمره لا رضاه بذلك، ومهما لم يصح ذلك منه لا يجوز أن يظن ذلك به فإن إساءة الظن بالمسلم أيضاً حرام، وقد قال تعالى: (اجتنبوا كثيراً من الظن إن بعد الظن، وقال النبي، صلى الله عليه وسلم: (إن الله حرم من المسلم دمه وماله وعرضه وأن يظن به ظن السوء)، ومن زعم أن يزيد أمر بقتل الحسين، رضي الله عنه، أو رضي به فينبغي أن يعلم به غاية حماقة، فإن من قتل من الأكابر والوزراء والسلاطين في عصره لو أراد أن يعلم حقيقة من أمر بقتله ومن الذي رضي به ومن الذي كرهه لم يقدر على ذلك، وإن كان قد قتل في جواره وزمانه وهو يشاهده، فكيف لو كان في بلد بعيد وزمن قديم قد انقضى، فكيف يعلم ذلك فيما انقضى عليه قريب من أربعمائة سنة في كان بعيد وقد تطرق التعصب في الواقعة فكثرت فيها الأحاديث من الجوانب فهذا أمز لا تعرف حقيقته أصلاً، وإذا لم يعرف وجب إحسان الظن بكل مسلم يمكن إحسان الظن به، ومع هذا فلو ثبت على مسلم أنه قتل مسلماً فمذهب الحق أنه ليس بكافر، والقتل ليس بكفر بل هو معصية، وإذا مات القاتل فربما مات بعد التوبة، والكافر لو تاب من كفره لم تجز لعنته، فكيف من تاب عن قتل وبم يعرف أن قاتل الحسين رضي الله عنه، مات قبل التوبة وهو الذي يقبل التوبة عن عباده، فإذاً لا يجوز لعن أحد ممن مات من المسلمين، ومن لعنه كان فاسقاً عاصياً لله تعالى، ولو جاز لعنه فسكت لم يكن عاصياً بالإجماع، بل لو لم يلعن إبليس طول عمره لا يقال له يوم القيامة: لم لم تلعن إبليس،

ويقال للاعن: لم لعنت ومن أين عرفت أنه مطرود ملعون والملعون وهو المبعد من الله عز وجل، وذلك غيب لا يعرف إلى فيمن مات كافراً فإن ذلك علم بالشرع، وأما الترحم عليه جائز، بل هو مستحب، بل هو داخل في قولنا في كل صلاة (اللهم اغفر للمؤمنين والمؤمنات)، فإنه كان مؤمناً والله أعلم، كتبه الغزالي.

ترجمہ: امام ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اسی مسئلہ میں الکیا طبری کے خلاف فتویٰ دیا ہے ان سے پوچھا گیا اس شخص سے متعلق جو یزید پر لعنت کرتا ہے کیا ایسے شخص کو فاسق کہا جا سکتا ہے یا ایسا کرنے کی رخصت ہے (یعنی لعن یزید کی) کیا یزید کا قتل حسین کا ارادہ تھا یا فقط ان کو ٹالنا تھا کیا اس کو رحمت کی دعا دینا جائز ہے یا نہ دینا افضل ہے تو جواب ارشاد فرمایا کہ لعن مسلم بالکل جائز نہیں اور جو شخص مسلمان پر لعنت کرے وہ خود ملعون ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان لَعّان نہیں ہوتا اور لعن مسلم کیوں کر جائز ہو سکتی ہے جب کہ لعنِ بہائم جائز نہیں اور اس سے ممانعت آئی ہے اور مسلمان کی عزت کعبہ کی عزت سے زیادہ ہے حضور علیہ السلام کے فرمان کے ساتھ اور یزید کا اسلام صحیح ہے اور اس کا امام حسین کو قتل کرنا صحیح نہیں اور نہ ہی اس کا قتل کا حکم دینا اور نہ ہی قتل پر راضی ہونا اور جب یہ سب کچھ اس سے صحیح طور پر ثابت نہیں تو اس بات کا اس کے بارے میں گمان رکھنا بھی جائز نہیں کیونکہ مسلمان کے ساتھ بدگمانی رکھنا حرام ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ بہت سے گمانوں سے بچو بیشک بعض گمان گناہ ہیں اور نبی علیہ السلام نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے حرام فرما دیا ہے مسلمان کا خون اور اس کا مال اور اس کی عزت اور اس کے ساتھ بدگمانی رکھنا اور جس کا یہ گمان ہے کہ یزید نے امام حسین کے قتل کا حکم دیا یا اس پہ راضی

ہوا تو اس کو پرلے درجے کا احمق سمجھنا چاہیے کیوں کہ ایسے شخص کے دور میں جو بڑے لوگ، وزراء سلاطین قتل ہوئے ہیں ان کے متعلق وہ خود جاننا چاہے کہ کون ہے جس نے اس کے قتل کا حکم دیا اور کون ہے جو اس پر راضی ہوا اور کون ہے جو قتل پر ناراض ہوا تو وہ یہ نہیں کر سکے گا چاہے یہ لوگ اس کے پڑوس میں کیوں نہ مرے ہوں اور اُس کے زمانے میں تو پھر جو قدیم زمانہ میں ہوا اور اس کے شہر سے بہت دور ہوا۔ اس کی حقیقت حال کیسے معلوم کرنا ممکن ہے خصوصاً جب کہ اس واقع کو صدیاں بیت گئیں خیال رہے اس واقعے میں تعصب نے بہت جگہ لی ہے اور کئی جوانب سے بہت سی باتیں ہوئیں ہیں تو یہ ایسا معاملہ ہے کہ اس کی حقیقت حال جاننا بہت مشکل ہے اور جب مشکل ہے تو ہر مسلمان کے ساتھ حسن ظن حتی الامکان ضروری ہے اور ان ساری باتوں کے ہوتے ہوئے اگر کسی مسلمان کا کسی مسلمان کو قتل کرنا پایا جائے تو اہل حق اہل سنت و جماعت کا یہی مذہب ہے کہ وہ کفر نہیں بلکہ معصیت ہے تو جب قاتل مرتا ہے بعض اوقات توبہ کر کے مرتا ہے اور جب کافر توبہ کر کے مرے اس پر لعنت کرنا جائز نہیں تو اس کا کیا حال ہوگا جو قتل سے توبہ کر کے مرے اور یہ کسی کو معلوم نہیں کہ قاتل امام حسین نے توبہ نہیں کی اور اس سے پہلے مر گیا اور اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے (الآیہ) تو اب مرے ہوئے کسی مسلمان پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے اور جو مسلمان پر لعنت کرے گا وہ فاسق گناہ گار ہوگا اور اگر لعنت کرنا جائز ہوتا اور پھر یہ شخص خاموشی کرتا اور لعنت نہ کرتا تو اس پر کچھ مواخذہ نہ ہوتا بالاجماع بلکہ اگر کوئی شخص ساری زندگی ابلیس پر لعنت نہیں کرتا تو اس کو قیامت کے روز یہ نہیں کہا جائے گا کہ تو نے ایسا کیوں نہیں کیا بلکہ لعنت کرنے والے سے پوچھا جائے گا کہ تو نے لعنت کیوں کی تھی اور تجھے کیسے معلوم ہوا تھا کہ وہ مردود ہے

اور ملعون وہی ہے جو اللہ کی رحمت سے دور ہو اور یہ غیبی مسئلہ ہے صرف اس کے بارے میں معلوم ہو سکتا ہے جس کا کافر مرنا معلوم ہے اب رہا یزید پر مغفرت و رحمت کی دعا کرنا تو وہ جائز ہے بلکہ مستحب ہے بلکہ ہماری ہر نماز کی اللهم اغفر للمؤمنين والمؤمنات میں وہ داخل ہے کیونکہ وہ مؤمن تھا آگے امام غزالی کے دستخط ہیں۔

یہ امام غزالی کا فتویٰ تھا اب اُن کی کتاب إحياء علوم الدين سے ملاحظہ فرمائیں

وهذا يدل على أن لعن فاسق بعينه غير جائز و على الجملة ففي لعن الأشخاص خطر فليجتنب ولا خطر في السكوت عن لعن إبليس مثلاً فضلاً عن غيره فإن قيل هل يجوز لعن يزيد لأنه قاتل الحسين أو آمر به قلنا هذا لم يثبت أصلاً فلا يجوز أن يقال إنه قتله أو أمر به ما لم يثبت فضلاً عن اللعنة لأنه لا تجوز نسبة مسلم إلى كبيرة من غير تحقيق۔

ترجمہ: اور یہ چیز مذکور اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کسی معین فاسق پر لعنت کرنا جائز نہیں اور خلاصہ یہ ہے کہ شخصی لعنت میں بہت بڑا خطرہ ہے لہٰذا پرہیز ضروری ہے اور ابلیس کی لعنت سے سکوت کرنے میں کوئی خطرہ نہیں تو دوسروں کا کیا ذکر پھر اگر سوال کیا جائے کہ یزید پر لعنت کرنا جائز ہے کہ نہیں کیونکہ امام حسین کا قاتل ہے یا قتل کا حکم کرنے والا ہے تو جواباً ہم کہتے ہیں کہ یہ بالکل ثابت نہیں لہٰذا یہ کہنا جائز نہیں کہ یزید نے امام حسین کو قتل کیا یا قتل کا حکم کیا جب تک ثابت نہ ہو (قائل کے ہاں) کیونکہ کسی مسلمان کی کسی کبیرہ گناہ کی طرف بغیر تحقیق نسبت کرنا جائز نہیں۔

تبصرہ: اگر ائمہ اربعہ کی تلویحات و تصریحات ہوتیں تو امام غزالی پر ہرگز مخفی نہ رہتیں اور حق بھی یہی ہے کیونکہ امام احمد کی تصریح و تلویح گذر چکی ہیں اور ان کا تعلق بھی فسق کے ساتھ ہی ہے اور دیگر ائمہ اکرام سے ہمیں کچھ بھی نہیں مل سکا۔

مزید دلیل یہ ہے کہ ہمارے علمائے کرام تکفیر یزید اہلسنت میں اختلافی بتاتے ہیں چنانچہ أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي السعدي الأنصاري، شهاب الدين شيخ الإسلام، أبو العباس (المتوفى: 974هـ) اپنی کتاب **الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة**، الخاتمة في بيان اعْتِقَاد أهل السّنة وَالْجَمَاعَة (صفحة ۲۲۰) میں لکھتے ہیں۔

وَاعْلَم أَن اهل السّنة اخْتلفُوا فِي تَكْفِير يزِيد بن مُعَاوِيَة

ترجمہ: خبردار تکفیر یزید کے مسئلہ کے متعلق اہل سنت کا اختلاف ہے۔

پھر تین قول نقل فرمائے۔

۱۔تکفیر ۲۔عدم تکفیر ۳۔توقف

اورظاہر ہے کہ ائمہ اربعہ کی طرف سے تکفیر کی تصریحات ہوتیں تو اختلاف چہ معنی دارد

سوال

اگر کوئی کہے **المسايرة** میں كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي المعروف بابن الهمام (المتوفى: 861هـ) نے فرمایاہے

واختلف فى اكفار يزيد ابنه فقيل نعم وقيل لااذلم يثبت لنا عنه تلك الاسباب الموجبة و حقيقة الامر التوقف ورجع امره الى الله سبحانه۔

ترجمہ: کیا یزید بن معاویہ کو کافر قرار دینے میں اختلاف کیا گیا ہے یا نہیں تو بعض نے کہا ہاں اور بعض نے کہا نہیں کیونکہ ہمارے ہاں اس کے متعلق وہ اسباب ثابت نہیں ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اس معاملہ میں توقف چاہے اور اس کے معاملہ کو اللہ عزوجل کی طرف لوٹانا چاہیے۔تو یہ اختلاف مجتہدین کا ہے

جواب

اولاً: امام ہیثمی نے جو اختلاف نقل فرمایا ہے وہ اسی المسایرۃ سے ہی ہے

ثانیاً: یہ اختلافی تین قول بتا رہے ہیں کہ اختلاف متاٗخرین میں ہے اور ائمہ مجتہدین میں کوئی اختلاف نہیں تو پھر دعویٰ تصریحات وتلویحات کیسے درست ہوا

ثالثاً: دوسرے قول کے ساتھ امام ابن ہمام کا دلیل ذکر کرنا بتا رہا ہے کہ وہ عدم تکفیر کے قائل ہیں و حقیقۃ الامر کے لفظ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ توقف کو ترجیح دے رہے ہیں بہر حال کچھ بھی ہو ائمہ اربعہ کی تصریحات وتلویحات کا دعوی سوائے وہم کے کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

رابعاً: اس اختلاف کی وجہ صاحبِ المسامرۃ (کمال بن ابی شریف (المتوفی: 905ھ)) نے اہانت اہل بیت کے ثبوت اور عدم ثبوت کو قرار دیا ہے اور مصنف ابن ہمام کے کلام کے مطابق یہی ہے کیونکہ وہ خود فرما رہے ہیں اذ لم یثبت لنا عنہ تلک الاسباب الموجبۃ۔

لیکن امام زين الدين أبو العدل قاسم بن قطلوبغا السودوني الجمالي الحنفي (المتوفى: 879ھ) نے المسایرۃ کے حاشیہ میں سبب اختلاف اور ہی بیان فرمایا ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ خوارج کے نزدیک گناہ کا مرتکب کافر ہے اور معتزلہ کے نزدیک ایمان سے خارج ہے اور کفر میں داخل نہیں یعنی واسطہ ہے اور اہل سنت کے نزدیک ایمان سے خارج نہیں ہوتا فرماتے ہیں

قلت عند الخوارج من ارتكب صغيرة أو كبيرة يكون كافرا و عندالمعتزلة يخرج عن الايمان و عند اهل السنة لا يخرج عن الايمان فعن هذا وقع الخلاف الذى ذكره المصنف

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ خوراج کے نزدیک مرتکب صغیرہ وکبیرہ کافر ہے اور معتزلہ کے ہاں فقط ایمان سے خارج ہے (لیکن کفر میں داخل نہیں) اور اہل سنت کے ہاں ایمان سے خارج نہیں پس اسی وجہ سے وہ اختلاف واقع ہوا جس کا ذکر مصنف نے کیا۔

اب ہم نقل میں امام الکیا طبری کو لگنے والے وہم کی وجہ بھی بیان کر دیتے ہیں بعون اللہ تعالیٰ اور صحیح ہوگی کہ جب تلویح وتصریح فسق امام احمد سے ثابت ہیں تو امام الکیا طبری نے کتابوں کے دیکھنے کے بغیر محض حافظہ پر اعتماد کر کے لکھا ہوگا اور ذہن شریف میں امام احمد کی تلویح وتصریح مستحضر تھیں تو وہاں سے وہم دوسرے اماموں کی طرف چلا گیا جب ہماری پیش کردہ تحقیق سے ثابت ہوا چکا ہے کہ ائمہ مجتہدین میں سے کسی سے بھی تکفیر یزید اور اس کا لعن ثابت نہیں تو اب متاخرین میں سے جن حضرات نے تکفیر اور جوازِ لعن کا قول پیش کیا ہے انہوں نے اپنی فقہ سے آگے قدم رکھا ہے جو تقدم علی الائمہ کے مترادف ہے۔

علامہ سعد الدين مسعود بن عمر التفتازاني (المتوفى: 793هـ) پر شہرت و تواتر کا االتباس ہوگیا ورنہ یہ کون نہیں جانتا کہ تواتر میں اختلاف ممکن ہی نہیں ہوتا تو تواتر کیسا؟

اسی لیے حافظ امام سیدی محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق الحسيني، أبو الفيض، الملقّب بمرتضى، الزَّبيدي (المتوفى: 1205هـ) شارح قاموس (تاج العروس في شرح القاموس) شرح اِحیاء العلوم الدین (إتحاف السادة المتقين في شرح إحياء العلوم، كتاب آفات اللسان الآفة الثامنة العن ۷/۴۸۸) میں ان کا کلام نقل فرمانے کے بعد فرماتے ہیں

النظر هذا الكلام من هذا المحقق مع انه من كبار ائمة الشافعية و قواعد مذهبه تقتضى عدم اللعن و لكنه أبى فى بلا دا لعجم و قد امتلأت مسامعهم من الاخبار و الحكايات التى اكثر ها لا يخلو من

مجاز فات

یعنی اس محقق علیہ الرحمہ کے کلام میں غور کریں حالانکہ وہ ائمہ شافعیہ کے کبار میں سے ہیں اور ان کے مذہب کے قواعد عدم لعن کا تقاضا کرتے ہیں لیکن انہوں نے بلادِ عجم میں پرورش پائی تو ان کے کان ایسی حکایات اور اخبار سے بھر گئے جن میں سے اکثر بے سروپا ہیں۔

واقعہ کربلا بیان کرنے کی شرعی حیثیت

از فتاویٰ رضویہ

امام اہلِ سُنّت الشاہ امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ (فتاویٰ رضویہ 14/640) پر فرماتے ہیں

”وہمچوں مظالم ملعونہ غیر ثابتہ و ثابتہ از پہلوئے اہانت اہل بیت کرام راتہی نیست، فضائل و مناقب آنہا نشر باید نہ آنچنانکہ در شمار زبوناں وخستگاں و بیچارگاں باشند“

اسی طرح مظالم ملعونہ غیر ثابتہ اور ثابتہ اہلبیت کرام کی اہانت کے پہلو سے خالی نہیں، اہلبیت کے فضائل و مناقب کا بیان ہونا چاہئے نہ یہ کہ ان کو بیچار گان اور بے سہارا اور خستہ حال ثابت کیا جائے۔

اللہ اعلم بالصواب بحقیقۃ الحق

فضلِ احمد چشتی

شندر، لاہور

طبع اول: 2020/8۔ طبع دوم: 2022/6/10